الله

نور السموات والارض مثل نوره كمشكوة فيها مصباح

شمع نور

Marfat.com

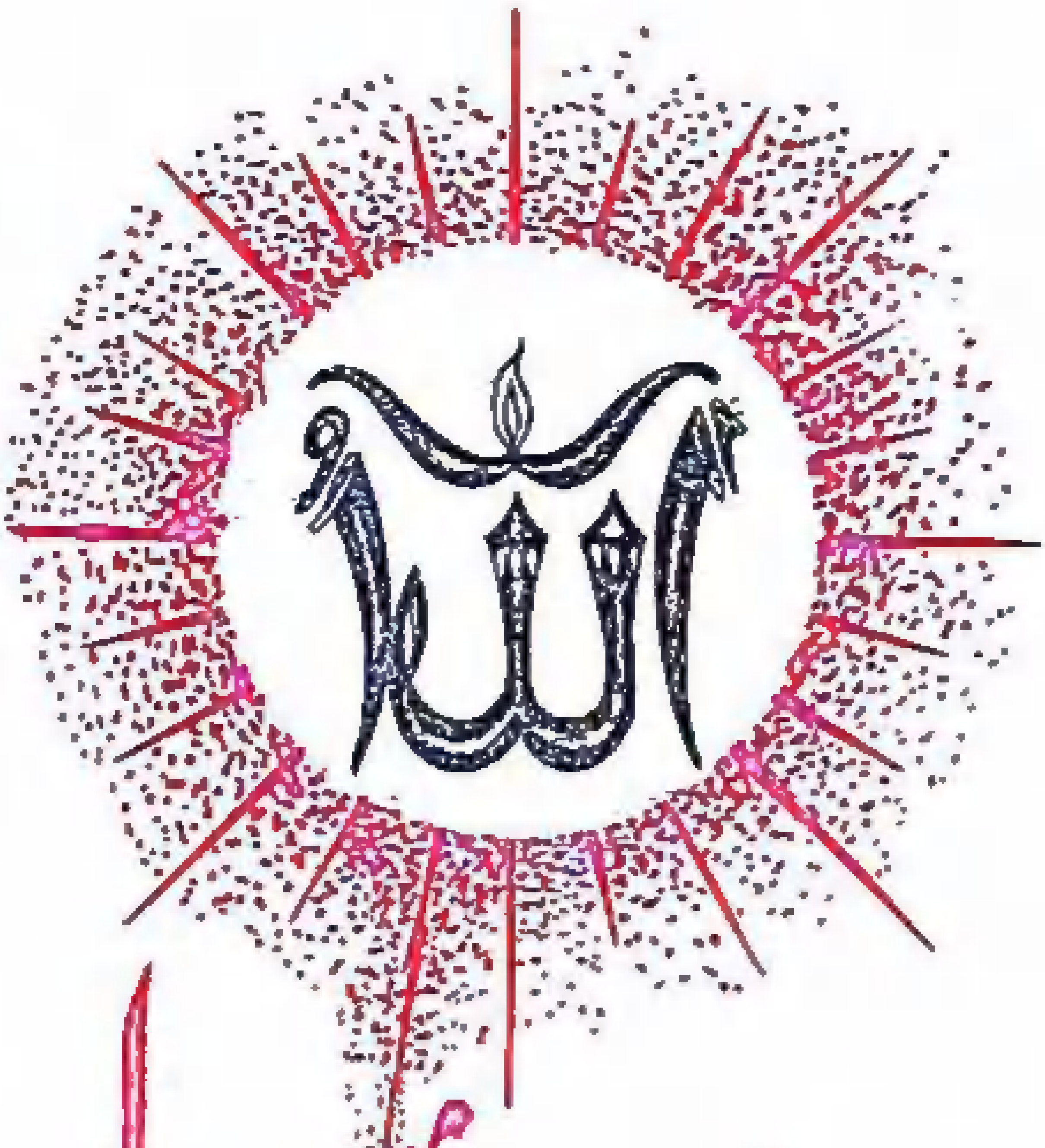

صدائے دل

يسئلونك عن الروح ۖ قل الروح من امر ربى وما اوتيتم من العلم الا قل

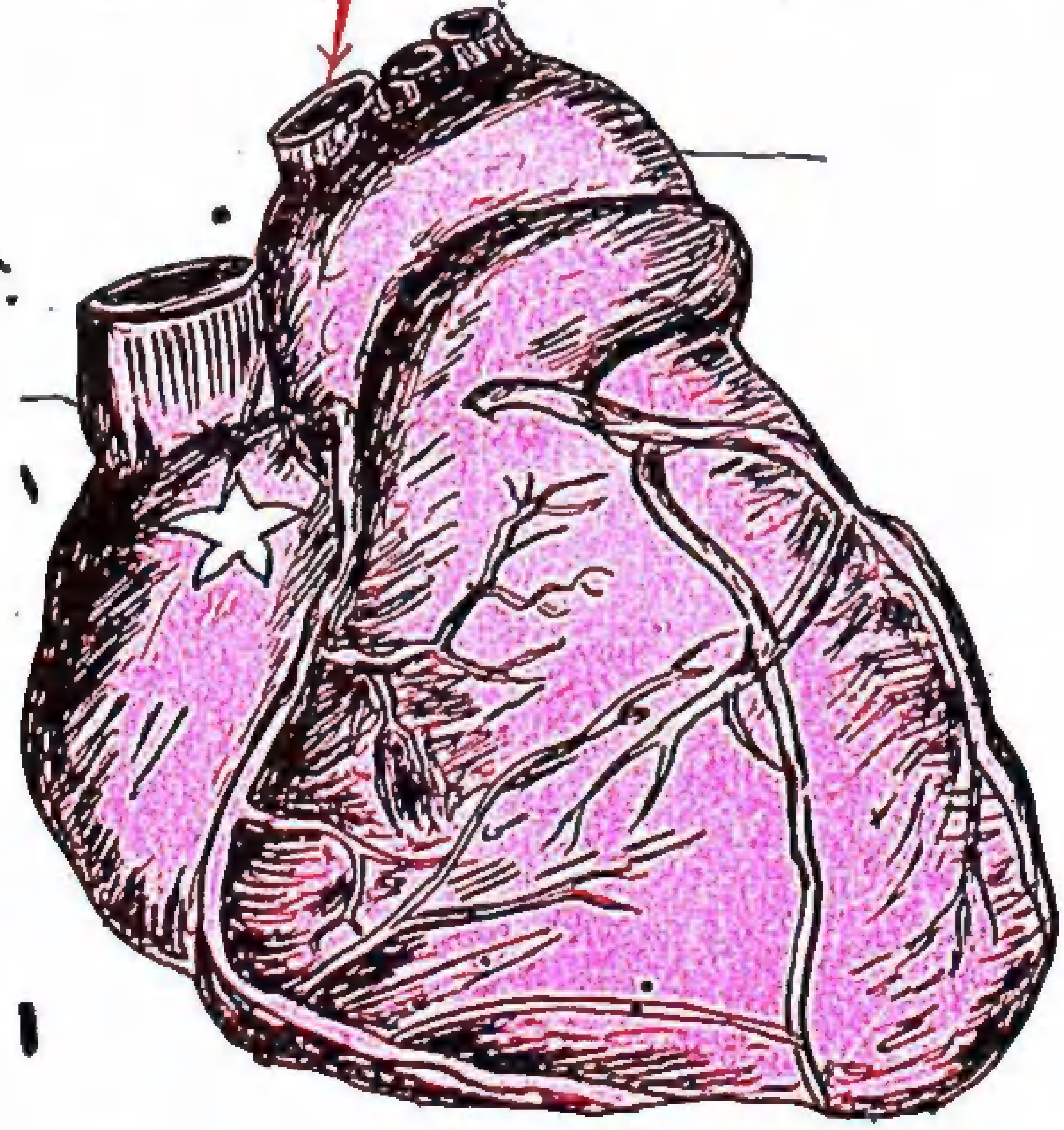

لب ڈپ ؟ نہیں ——— لبیک

Marfat.com

شمعِ نور

ڈاکٹر السیّد اعجاز سرور الجیلانی

(بانی تحریکِ توحید۔ پھلروان، سرگودھا)

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ

مطبع ایورگرین پریس، لاہور

تعداد بار اوّل ۲۰۰۰

Marfat.com

شجرۂ ابواب

سلسلہ نمبر	تشخیص عنوانات	صفحہ نمبر
۱	امتِ مسلمہ کیلئے لمحۂ فکریہ	۱
۲	قرآن اور آج کا مسلمان	۸
۳	نماز میں سنتوں اور نوافل کی اہمیّت	۱۵
۴	میری رہبری کی سرگزشت	۲۲
۵	ربِ کائنات	۳۸
۶	اللہ تعالےٰ کیا ہیں ؟	۴۲
۷	مسئلۂ توحید	۴۷
۸	دنیا میں ترازو اللہ تعالےٰ کی پیدا کردہ ہے	۴۸
۹	تمام سائنسی علوم اللہ تعالیٰ کی خدائی و ربوبیّت کے دعووں کو سچا کر رہے ہیں۔	۵۲
۱۰	ایتھر اصل میں نوری نظامِ کائنات ہے	۵۴
۱۱	لب ڈپ نہیں ! لبیک ہے	۵۶
۱۲	تخلیقِ کائنات کا قرآنی تصور	۶۱
۱۳	موجودہ کائنات کی پیدائش	۶۴
۱۴	زمین اور چاند	۶۵
۱۵	آسمان اور سمٰوٰت	۶۸
۱۶	سماء بمعنی طبقہ	۶۹
۱۷	مختلف سیارے اور پانی	۷۹
۱۸	زندگی اور جاندار	۸۱

Marfat.com

سلسلہ نمبر	تلخیص عنوانات	صفحہ نمبر
۱۹	لاکھوں سال پرانی زندگی	۸۲
۲۰	پہلے سے موجود کائنات کا خاتمہ	۸۳
۲۱	مسئلہ معدنی تیل کا	۸۴
۲۲	پانی اور زندگی	۸۷
۲۳	مقصدِ حیات	۹۰
۲۴	صدائے قلب	۹۱
۲۵	رہبرِ عظیم	۹۲
۲۶	اشرف المخلوقات	۹۶
۲۷	حقیقتِ حال	۹۸
۲۸	نوری نظامِ کائنات	۱۰۲
۲۹	خلافتِ انسان کا اعلان	۱۱۳
۳۰	حقیقتِ روح و قلب	۱۲۲
۳۱	رزقِ حلال و رازق	۱۳۱
۳۲	شہید اور مسئلۂ شہید	۱۴۱
۳۳	قرضِ حسنہ ؟	۱۴۸
۳۴	یوم الدّین ؟	۱۵۲
۳۵	انتخابِ نور و نار	۱۶۰
۳۶	نورانی کشش (المیزان)	۱۶۵
۳۷	نور و ظلمات	۱۶۷
۳۸	سمٰوٰت مضافاتی طبقاتِ کائنات	۱۷۶
۳۹	سیاروں میں زندگی نہیں ملے گی ؟	۱۷۸
۴۰	الجہاد فی الاسلام	۱۸۱

Marfat.com

ایک ضروری معذرت

کتابِ ہٰذا کی تیاری میں راقم کی لاہور سے دُوری کی وجہ سے کتابت اور ترتیب میں چند خامیاں ضرور نظر آئیں گی۔ جنہیں محض مجبوری اور حالات کی ناسازگی ہی خیال فرمائیں۔ انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں ان کا پورا حق ادا کیا جائے گا۔

Marfat.com

پڑھنے والوں سے درخواست

اِس کتاب کا مقصد خدانخواستہ نہ تو کسی کے جذبات کو مجروح کرنا ہے اور نہ ہی دین میں کسی قسم کے نئے فرقہ کو جنم دینا ہے۔ بلکہ اس کے مندرجات میں قرآن کریم کی اُن آیات کی باریک بینی سے اور اللہ تعالےٰ کی خصوصی امداد کے ساتھ تشریح کی گئی ہے۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ واقعی اسلام ہی ایک ایسا پختہ اور مکمل ضابطہ حیات ہے جو کائنات میں اپنا حکم چلانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے انسان کو دیا ہے اور قیامت تک کے لئے اس سے رہبری اور ہدایات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ نیز آج کل کے نوجوان جو ہر بات کو عقل و دلائل سے ماننا پسند کرتے ہیں کے لئے اُن کے دلوں میں کھٹکنے والی تقریباً تمام باتوں کا جواب لئے ہوئے ہے تاکہ خواہ وہ دنیا کا کوئی بھی علم حاصل کرلیں۔ انہیں اللہ کی کتاب بودی نہ دکھائی دے۔ بلکہ ہر سائنس کی رہبری قرآن ہی سے عیاں ہو۔ نیز سائنس نے جن مقامات پر محض فرض کرلینے کے بعد کسی مسئلہ پر چپ سادھ لی ہے۔ اس کے متعلق قرآنی تخیل بتایا جائے۔

پس آپ سے درخواست ہے کہ کتاب ہذا کا مطالعہ نیک نیتی اور پوری سمجھ کے ساتھ شروع سے آخر تک کرنے کے بعد ہی اس کے متعلق کوئی رائے قائم کریں اور اگر خدانخواستہ آپ کی سمجھ میں کوئی حصہ نہ آئے تو راقم سے رابطہ قائم کرکے اس کی وضاحت فرمالیں۔ کیونکہ راقم کا مقصد اشاعتِ اسلام پر جمود کو توڑنا ہے جس کے لئے آپ سب کی امداد کی ضرورت ہے۔ نہ کہ مخالفت کی۔

وما توفیقی اِلاّ باللہ

Marfat.com

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۝ (سورۂ رحمٰن ۳۷)

پھر جب پھٹ جاوے آسمان تو ہو جائے گلابی جیسے تیل کی تلچھٹ۔

امّت مسلمہ کیلئے لمحۂ فکریہ

باعثِ صد حیرت ہے یا یوں سمجھیے ہمارے لئے لمحۂ فکریہ ہے کہ شیطان لعین کی یلغار فی زمانہ عالمِ اسلام پر بہت تند و تیز ہے۔ مسلمان عرصہ سے یا تو شاہی وقار کے تابع ہو کر رہ گئے تھے اور یا مختلف ممالک میں دوسری اقوام کے محکوم تھے جیسا کہ اس برصغیر میں ۱۹۴۷ء تک انگریزی راج قائم ہوا۔ اب جیسے ہی انہیں ہوش آیا۔ اور دنیا کی دوسری اقوام میں جب مغربی استعماریت اور مشرقی کمیونزم آپس میں نبرد آزما ہونے لگے تو اگرچہ مسلمان بھی کئی ایک جگہ ملوکیت اور غیر اقوام کے تسلّط سے آزاد ہوتے ہیں کامیاب ہو گئے ہیں۔ مگر افسوس کہ وہ اسلام کو اس کے اصل روپ میں اپنانے سے گریز کرنے لگے ہیں۔ وہ خدا اور اس کے دیئے ہوئے نظامِ حکومت کی نص کو سمجھ ہی نہیں پائے وہ مغربیت اور مہذبیت میں خود کو ایسے سمو چکے ہیں کہ برائیوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے والے خدائی قوانین۔ یعنی چور کے ہاتھ کاٹنے۔ زانی کو سنگسار کر دینے۔ شراب کو برائیوں کی ماں سمجھ کر قانوناً ممنوع قرار دینے نیز دوسرے تمام اسلامی اور قرآنی نظام کو اپنانے سے پس و پیش کرنے لگے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ بلکہ سچ پوچھئے تو دماغ پھٹنے لگتا ہے۔ جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ بدقسمتی سے یہ ملک جس کو ہم پاکستان کا نام دیتے ہیں اور جو محض اللہ کی ایک مثالی حکومت کے تجربہ کے لئے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے نام پر قائم کیا گیا ہے اور جس کے قیام میں لاکھوں شہیدوں کا خون

Marfat.com

اور بے گناہ پاک دامنوں کی عصمتیں قربان ہوگئیں تھیں۔ پورے چھبیس ۲۶ سال گذر جانے کے بعد بھی جبکہ یہاں کئی ایک قانون ساز اسمبلیاں بنی اور ٹوٹی ہیں۔ صحیح اسلامی قانون کے زیرِ نگیں نہیں آسکا۔ اگرچہ ہمارے سیاسی لیڈر جو کہ ہم میں سے مسلمان ہی ہوتے ہیں مگر وہ جب کرسئ اقتدار پہ پہنچتے ہیں تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اسلام اور مسلمان ہونا یاد ہی نہیں رہتا۔ انہیں اپنے اسلاف، خلفائے راشدین اور رسولِ مقبولؐ کے نقشِ قدم پر چلنے کا وعدہ ہی بھول جاتا ہے۔ اور وہ اِدھر اُدھر سے تانک جھانک کر کے ایسے من گھڑت اور نام نہاد اسلامی قانون کا پلندہ نافذ کرنے میں کوشاں ہو جاتے ہیں جس سے ان کی حکومت کو مضبوطی حاصل ہو۔ اور آسانی سے کسی جمہوری طریقہ کے ذریعہ انہیں مسندِ اقتدار سے نہ ہٹایا جاسکے۔

میں تو اس گذشتہ رُبع صدی کے تجربات سے یہ نتیجہ نکال سکا ہوں کہ اصل وجہ ان لوگوں کا صحیح اسلام اور صحیح قرآنی تعلیمات سے نابلد ہونا ہے۔ اگر انہوں نے گہری نظر اور دل کے اندر سے اسلام کو قبول کر کے اپنے خدا، اپنے خالق اور کائنات کے حاکمِ اعلےٰ کا اقتدار دل سے تسلیم کیا ہوتا۔ اور انہیں یہ فکر ہوتی کہ آخر کار انہوں نے اسی حاکمِ اعلےٰ کے سامنے اپنی کارکردگی لے کر پیش ہونا ہے۔ تو وہ کبھی صحیح اسلامی نظام اور حکومتِ الٰہیہ کو برپا کرنے میں لیت و لال نہ کریں۔ بلکہ بغیر کسی خوف و فکر یا لالچ کے قرآنی ضابطہ حیات کو رسولِ مقبولؐ کے احکام کی روشنی میں جاری و ساری کر گزریں۔ جس سے نہ صرف ان کی عاقبت سنور جاتی بلکہ اب تک یہ قوم اور یہ ملک دنیا میں امن و سلامتی کا گہوارہ بن جاتا۔ اور کیا تمام عالمِ اسلام بلکہ تمام انسانیت کے لئے ایک نمونہ کی "ریاستِ امن" بنکر اللہ تعالےٰ کی حاکمیت کا مرکز ہوتی۔

Marfat.com

افسوس کہ سب کچھ یہاں شیطان لعین کی منشاء کے مطابق جاری رہا۔ یہاں نام تو پاکستان مقرر کر دیا گیا۔ مگر اصل کام یہاں شیطانی فروغ پائے۔ جوا۔ شراب حرامکاری کو فروغ حاصل ہوا۔ ہر شخص دنیاوی لالچ اور ظاہری وقار کی خاطر نہ صرف ایک دوسرے کا خون چوسنے لگا۔ بلکہ قومی اور اجتماعی مفادات کو بھی بیچ کر ملک کو دشمنوں کے لئے آسان نوالہ بنانے میں مدد دینے سے بھی گریز نہ کیا گیا۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ ہماری مثال تو ایسی ہی ہے کہ کسی مندر یا بت خانہ کے ملتھے پر مسجد یا خانہ کعبہ تحریر کر لیا گیا ہو۔ یعنی اندر تو شیطانی حرکات ہوتی ہوں۔ اور باہر خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کا جھوٹا دعوے ہو۔ مختصر یہ کہ ہم نے بظاہر دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک کر مذہب کے نام پر خود خدا سے دھوکہ کر لیا ـــــ تو آخر بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی والا معاملہ ہو کے رہا۔ خدا کا وعدہ پورا ہوا۔ جھوٹ جھوٹ رہا حق نے اپنا آپ ظاہر کیا۔ ہم پر پہلے ۱۹۷۱ء کی شکست اور اس کے بعد ایک لاکھ فوج کا دشمن کے ہاتھوں گرفتار ہونے اور ملک کے ایک حصّہ کے سقوط کی صورت میں ذلالت پریشانی اور تمام دنیا کی رسوائی سامنے آئی۔ مگر افسوس کہ ہم اور ہمارے سیاست دان پھر بھی نہ سنبھلے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی لاٹھی بے آواز بن کر شدید اور قیامت خیز بارشوں۔ سیلابوں اور مابعد سخت مہنگائی اور قحط کی حالت میں اب آپ کے سامنے ہے۔ ذرا غور کریں! ایک طرف تو ہمارا دعوےٰ ہے کہ اسلام محض بندہ کو اپنے خالق اور معبود اللہ کی پہچان اور اس کی عبادت سے ہی رضائے الٰہی تلاش کرنے کی ہدایت نہیں دیتا بلکہ وہ ایک

Marfat.com

مسلمان کے لئے دنیاوی زندگی کے تمام معاملات یعنی انفرادی حیثیت سے لیکر ملکی سیاست اور حکومت تک کما حقہٗ اپنے خالق و مالک جو سب سے بڑا حاکمِ اعلیٰ ہے کی منشا اور فرمانبرداری میں زندگی طے کرنے کے ضابطۂ حیات کا حامل ہے۔ اور ان تمام پر عمل کرنا ہر ایک ایمان رکھنے والے مسلمان پہ فرض ہے۔

مگر ہم جب عملی نقطہ نظر سے مسلمانوں پر نگاہ دوڑاتے ہیں تو اس بات سے بڑی کوفت ہوتی ہے کہ اسلامی احکام اور قرآنی نظام کی باتیں محض مسجدوں تک ہی محدود ہیں۔ اور وہاں بس دہ نشستن و گفتن کی نظر ہو جاتی ہیں۔

ان حالات کے پیشِ نظر اگر ہم اپنے اندر جھانکیں اور دیانت داری سے سوچیں تو اس کی اصل وجہ صرف ایک ہی معلوم ہوتی ہے کہ ہم میں سے بیشتر نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو دل سے تو سمجھا ہے اور نہ ہی ہمارا ضمیر پھیر ہمیں عمل کی حد تک جھنجھوڑتا ہے۔

چنانچہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ دنیاوی لحاظ سے خواہ کتنی بھی تعلیم کسی نے حاصل کرلی ہو۔ دین کی باتوں کو کانوں سے سننے سے زیادہ وقعت ہی کم دی جاتی ہے۔ مثلاً ہر مسلمان کو اسلام کے پانچ ارکان کلمہ۔ نماز۔ روزہ حج اور زکواۃ کو معلوم ہیں۔ مگر ان کو اپنانے میں صرف پہلے رکن تک ہی اکتفا کر لیا جاتا ہے۔ اسلام کے بقیہ چار ارکان جو کہ اصل اسلام کی عملی صورت ہیں ان پر خال خال ہی عمل کیا جاتا ہے۔ ایسے مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے جو پانچوں ارکان پر فی زمانہ عمل پیرا ہوں۔ محض کلمہ پڑھ لینا تو صرف اسلام قبول

کرنے کا اقرار ہے۔ اور اقرار کے بعد اگر اصل کام پر ہم آمادہ نہیں ہوتے تو پھر کل کو اللہ تعالیٰ سے اجر کی کیا توقع رکھ سکتے ہیں؟ وہ تو ایسے ہی ہے کہ کسی مزدور نے کام کرنے کی ہاں تو کر لی مگر کام سرانجام نہ دیا تو غور کیجئے کام لینے والا مزدور کو کیسی مزدوری دے گا؟

ان بقیہ چاروں ارکان پر عمل نہ کرنے والے وہی لوگ ہیں۔ جنہیں ان کی اصل حقیقت واضح نہیں۔ کاش کہ ایسے لوگ ان ارکان کی موٹی موٹی باتوں کو جان لیتے مثلاً نماز کو ادا کرنے کے متعلق اگر یہی نظریہ قائم کر لیا جائے کہ ہماری روح کو ایک مادی بت عطا ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ ہم اس کی حرکات سے دنیا کی کارکردگی (یعنی اعمال) کو بروئے کار لائیں۔ جو کہ ہر لمحہ اس کائنات کی کتاب میں رقم ہوتے جاتے ہیں۔ اور ان ہی میں ہمارا اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے اس مادی بت کو تابعداری میں پیش کرنا ہے۔ جس میں اپنی پیشانی اپنے ربّ کو تصوّر میں لا کر اس کے سامنے جھکا دیتا ہے۔ جبکہ اصل میں انسان کی انسانیت (عقل) بھی اسی پیش دماغ (ماتھے) میں تخلیق کر دی گئی ہے۔ لہذا نماز سے خالق و مالک کی اطاعت اور اس کا بندہ ہونے کا واضح اعلان ہوتا ہے اور نہ صرف قرآن میں اللہ تعالیٰ کے فرمان (وما خلقتُ الجن والانسَ الا لیعبدون ٥) سے انسان عہدہ برآ ہوتا ہے۔ بلکہ اس کی کائنات میں کارکردگی جو بطور اعمال نامہ بروزِ حساب پیش ہوگی اسی کے ساتھ منسلک ہو جاتی ہے۔

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۗ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ؏

(سورۃ الکہف - ۴۹)

Marfat.com

اور رکھا جاوے گا کاغذ۔ پھر تو دیکھے گا گنہگار ڈرتے ہیں اس کے بیچ لکھے سے۔ اور کہتے ہیں اے خرابی کیا ہے یہ لکھا؟ نہ چھوڑے چھوٹی بات نہ بڑی بات جو اس میں نہیں گھیری اور پاویں گے، جو کیا ہے سامنے۔ اور تیرا ظلم نہ کرے کا کسی۔

ان آیات سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ اعمال بالکل ایک فلم کی طرح سامنے دکھائے جائیں گے۔ اور پھر یہ خود بخود رقم ہو رہے ہیں۔ یہ بھی قرآن سے عیاں ہے فرمایا سورہ بنی اسرائیل آیات ۱۳، ۱۴

اور جو آدمی ہے۔ لگا دی ہے ہم نے اس کی بری قسمت اس کی گردن سے اور نکال دکھاویں گے۔ قیامت کے دن لکھا کہ پاوے گا اس کو کھلا۔ ۱۳

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ؕ (سورۃ بنی اسرائیل ۱۴)

پڑھ لے لکھا اپنا۔ تو ہی بس ہے آج کے دن اپنا حساب لینے والا۔

اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ گردن یعنی انسان کے دماغ کا نچلا حصہ جسے ہم حرام مغز MEDULLA AND SPINAL CORD کہہ سکتے ہیں۔ طب نے یہ واضح کر دیا ہے کہ انسان کی جملہ حرکات دماغ کی سوچ اور احکام کے تحت اسی گردن کے حرام مغز کے راستہ سے تمام جسم کو کنٹرول کرتی ہیں اور یہیں سے تمام جسم کی حرکات خواہ وہ اچھی ہوں یا بری، چوری کرنے سے متعلق ہوں یا اللہ کی عبادت کرنے کے لئے ہوں، بہر حال اس مادی جسم کو اس اللہ کی کائنات کی کتاب پر جنبش دیتی ہیں۔ اب جیسا کہ بیان ہوا یہ سب حرکات انسان کے دماغ کے کنٹرول اور خود اپنی سوچ و سمجھ کے مطابق ہوتی ہیں۔ لہذا یہ اس کی کارکردگی ہوئی۔ اور یہ بذریعہ نورانی اشعاع اسی کائنات میں ہر لمحہ رقم ہوتی جاتی ہیں۔ حالانکہ خود انسان کو اس کی خبر تک نہیں ہو رہی۔ جس کا واضح ثبوت وہ آیات ہیں جہاں فرمایا نبی صلعم کو مخاطب کر کے۔ سورہ یونس آیت ۶۱ صفحہ

Marfat.com

اس سے ثابت ہوا کہ انسان اس کائنات میں بالکل اس طرح سے رہ رہا ہے۔ جس طرح کہ خود انسان ہی کے ایجاد کردہ راڈر اور کمپیوٹر سسٹم میں کسی ہوائی جہاز کی پرواز کہ اس کے زیر اثر جہاں بھی جائے وہ اس کے سامنے ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کے احکام کو مسلمان بن کر دل سے نہ بجالانا ظاہر ہے کہ ہم سب کے لئے کتنا بڑا خسارہ ہے۔ قربان جائیے یہ سب کچھ سورہ والعصر میں بیان فرمادیا۔

(ترجمہ) یعنی اے انسانوں! تم سب گھاٹے میں ہو۔ تم اعمال نیک پیدا کرلو ورنہ اب عنقریب سب کچھ تمہارے سامنے آنے والا ہے۔

چنانچہ مندرجہ بالا بیان سے نہ صرف نماز بلکہ دنیا کی تمام زندگی کی کارکردگی کو صالح اور حق پر مبنی بنانے کی ضرورت صحیح طور پر سامنے آجاتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآن کی آیات کی تشریح موجودہ دور کے حالات اور معلومات علمیہ کو سامنے رکھ کر کی جائے۔ بس یہی اس کتاب کا مرکزی خیال ہے۔ گو بعض حقائق مختلف جگہوں پر کئی مرتبہ آپ کی نظر سے گزریں گے۔ مگر اس کا اصل مقصد آپ کو بار بار سمجھانے اور ذہن نشین کروانا ہے۔

دُعا ہے ـــ کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو قرآنی آیات سمجھنے اور ان پر عمل کرنے نیز ان سے رہبری حاصل کرکے مستقبل میں دوسری قوموں سے سبقت لے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

۸

قرآن اور آج کا مسلمان

قرآن اور ماقبل اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے مختلف پیغمبروں پر نازل ہونے والی کتب وصحیفہ جات کا مشترکہ مقصد دنیا میں انسان کی راہ حق کی طرف راہبری کرنا اور انسان کو اسلام پر ایمان لاکر مسلمان بننے کی ترغیب دینا ہے۔ اگر باریک بینی سے قرآن کا مطالعہ کیا جائے۔ تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ انسان کی پیدائش (حضرت آدمؑ) سے لے کر سرکار دو جہاں اشرف الانبیاء محمد مصطفیٰؐ پر آخری بار پیغام حق بطور مکمل ضابطہ حیات ایک سچے مسلمان کی رہبری کے لیے نازل ہونے تک گو ہر دفعہ انداز بیان اور طریقۂ تبلیغ متعلقہ قوم۔ فرقہ یا حالات زمانہ کے مطابق مشیت ایزدی سے بدل دیئے جاتے رہے ہیں، مگر اصل مقصد یعنی توحید، الہٰی روز حساب۔ اور ابدی زندگی کے نیک و بد پہلو کی نشان دہی، نہائیت واضح انداز میں کر دی جاتی رہی ہے۔ تاکہ انسان اور خدا کے درمیان ہونے والے معاہدہ کی یاد دہانی کروا دی جائے۔ جیسے کہ فرمایا۔

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيٓ ءَادَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا۟ بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَآ ۛ أَن تَقُولُوا۟ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَٰذَا غَٰفِلِينَ ۝ (سورۃ اعراف - ۱۷۲)

ا اور جس وقت نکالی تیرے رب نے آدم کے بیٹوں سے ان کی پیٹھ میں سے ان کی اولاد اور اور اقرار کروایا ان سے ان کی جان پر۔ کیا میں نہیں ہوں رب تمہارا؟ بولے البتہ ہم قائل ہیں کبھی کہو قیامت کے دن ہم کو اس کی خبر نہ تھی۔

Marfat.com

تاکہ انسان باوجود عقل وخرد عطا ہونے کے روزِ حساب دنیا میں اس معاہدہ کو بھول جانے کی شکایت نہ کرے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں، کہ زمانہ قدیم میں اگر انسان کو سمجھانے کے لیے پیغمبروں نے ڈرانے دھمکانے اور عذابِ الہٰی سے متوجہ کرنے کی کوشش کی رجیساکہ۔ قوم عاد۔ ثمود صالحؑ نوحؑ کی قوم پر طوفانِ باد و باراں سے عظیم سیلاب برپا کیا گیا) لبعد میں حضرت موسےؑ کے زمانہ میں جب کہ جادوگروں کا زور تھا۔ تو پیغمبر وقت نے ایسے ایسے معجزاتِ حق پیش کئے کہ جن سے عوام الناس کیا خود جادوگروں کو اللہ کی عظمت نظر آنے لگی اور وہ چلا اٹھے۔ کہ ہم موسیٰ اور ہارونؑ کے رب پر ایمان لائے،،

اسی طرح بعد میں جب حضرت عیسیٰؑ کا زمانہ آیا تو علم طب وکیمیا کچھ اس طرح کا عروج حاصل کر چکا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اور رسولؑ کی برتری اُن پر ظاہر کرنے کے لیے جہاں کوڑھیوں۔ اور برص میں مبتلا لاعلاج مریضوں کو شفا بخش دی وہاں مردہ تک کو زندہ کر دینے کے معجزاتِ سے انسانیت کو بہرحال اللہ تعالیٰ اور اس کے نبیوں کی طرف سے بتائے جانے والے راہ حق رصراط المستقیم) کی طرف متوجہ ہونے کی دعوت دے ڈالی۔ خواہ اس کا اثر انسان پر کتنا اور کس حد تک ہوا ہمیں اس سے بحث نہیں مگر زمانہ میں موجودہ علم اور ایجادات پر برتری اور فوقیت ہمیشہ اللہ تعالیٰ ہی کی برقرار رکھی گئی اب ازاں بعد جب ہم جنابِ رسولِ مقبول اشرف الانبیاؐ کے عہد مبارکہ پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ان کے زمانہ میں عرب فصاحت و بلاغت میں خود کو دنیا میں سب سے بلند ترین مقام پر تصور کرتے تھے۔ نثر اور شاعری میں ان کو اس قدر عبور حاصل تھا، کہ فی البدیہہ شاعری بھی اپنے انتہائی عروج پر تھی یہاں تک کہ اہل

Marfat.com

عرب خود کو عربی یعنی اہل بیان اور غیر ملکیوں کو عجمی یعنی گونگا کہتے تھے۔ حضور سرور کائنات پر جو کہ ایک معزز خاندان سے متعلق تھے، مگر پیدائشی طور پر یتیم ہونے اور ہر قسم کی تعلیم و تربیت سے محروم رہنے کی وجہ سے بالکل رائج الوقت تعلیم سے بے بہرہ تھے۔ قرآن پاک جیسی فصیح و بلیغ اور انسانی عقل سے بھی بلند پایہ شاعرانہ مزاج لیے کتاب انسانی راہبری کے لیے نازل ہوئی کہ جس کی عظمت سچائی اور من جانب اللہ ہونے کیلئے یہ دعوے کر دیا گیا کہ اگر تم خود کو اتنا ہی اونچا خیال کرتے ہو۔ تو قرآن کے مثل ایک آیت تو لے آؤ

بحوالہ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۳۔

لہٰذا اسی بات کو ایک بڑا معجزہ سمجھتے ہوئے کہ اتنا بلند پایہ اور فصاحت و بلاغت سے مزین کلام ایک نبی اُمی کی زبان سے تمہارے لیے بھیجا جا رہا ہے۔ تو اس کا تہ دل سے اقرار کر لو اور راہ حق پہچان لو۔ چنانچہ دیکھنے والوں نے دیکھ لیا، کہ اس کلام پاک کی کشش اور جاذبیت اس حد تک محسوس کی گئی کہ حضرت عمرؓ جیسے سخت گیر انسان کے کانوں میں اس کی شیرینی نے ایک دم ان کا یا پلٹ دی اور ان کے دل کو جیت لیا۔ اللہ اللہ کہاں وہ ننگی تلوار لے کر حضور نبی اور ان کے ساتھیوں کا معاذ اللہ خاتمہ کرنے چلے تھے۔ اور کہاں راستہ ہی میں مسلمان ہونے کے لیے تیار کر ڈالی۔

مختصر یہ کہ انسانی عقل نے جیسے جیسے ترقی یافتہ حالات پیدا کیے خدائے تعالےٰ نے انہیں اپنا پیغام سمجھانے کے لیے پیغام حق سمجھانے والوں کو ایسی طرح کے نور بصیرت سے نوازا کہ انسان کو اپنی عقل اور ادراک سے پیغام خداوندی برتر اور زیادہ موثر معلوم ہو۔ اب چونکہ نبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ تو حضور نبیؐ کے فرمان کے

Marfat.com

ہی نہیں کی۔ حالانکہ بارہا ہمارے سامنے اس کی اپنی آیات نے ہمیں جھنجوڑ کر قرآن اور کائنات میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی۔

مگر ہم پھر بھی آنکھیں بند کئے اور اپنے ذہنوں پر تالہ لگائے ہوئے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ طاغوتی طاقتیں اور مخالف قومیں ہم سے زیادہ ترقی یافتہ ہو گئیں اور اب ہمیں اُن کی ترقیات کو دیکھ کر خدانخواستہ اللہ کے کلامِ حق اور کتاب بصیرت کے دعووں میں فرق معلوم ہونے لگا ہے۔ حالانکہ اس کتاب حق میں ہی صاف صاف ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کہہ دیا گیا ہے کہ ہم نے اُس قوم کی حالت نہیں بدلی جو اپنی حالت خود بدلنے پر توجہ نہیں دیتی۔

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ط

(الرعد ۱۱)

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ ط قُلْ إِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ ﴿٢٧﴾ (سورۃ الرعد-۲۷)

اور کہتے ہیں منکر کیوں نہ اتری اس پر نشانی اس کے رب سے۔ کہہ اللہ بچاتا ہے۔ جس کو چاہے اور راہ دیتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع ہوا۔

تو اے میری پیاری قوم چونکہ سلسلۂ نبوت منقطع ہو جانے کے بعد اب یہ ذمہ داری ہم میں سے سب پر عائد ہوتی ہے کہ ہم کلامِ حق اور توحید الٰہی اور رسول اللہ کا مشن بلند کرنے اور اللہ تعالیٰ کے دعووں کو سچا کرنے کے لئے اقدام کریں اور اس مقصدِ عظیم کے لئے ایک جامع پروگرام مرتب کر کے اس پر عمل کریں تاکہ اپنی بچی کھچی قوم اور ملک بلکہ بعدہٗ تمام ممالکِ اسلامیہ کو پھر سے متحد کریں اور ازاں بعد اللہ تعالیٰ کا پیغام عالمگیر

Marfat.com

بنیادوں پر پھیلانے کا بندوبست کریں۔ اس عظیم مقصد کے لئے سب سے پہلا کام "ام الکتاب" قرآن پاک کو نئے سرے سے سمجھنا ہوگا اور اس کے حقائق کو اس انداز سے بیان اور ادا کرنا ہوگا کہ اس کے فرمان کی تہ تک پہنچا جا سکے۔ تاکہ یہ تاقیامت عامی مسلمان کیا تمام علوم و فنون کے ماہرین مع سائنسدانوں اور خلائی علوم رکھنے والوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہو اور اس پر قیامت تک کے لئے نسل انسانی کا یقین و اعتماد پختہ ہو جائے۔

قرآن پاک کے پیغامات کو پھر سے پرکھنے اور سمجھنے کی ضرورت کو اجاگر کرنے کے لئے زیرِ نظر کتاب میں قرآنی تصور تخلیق کائنات کو سائنسی انداز میں بیان کیا گیا ہے اور تمام کائناتی نظام کی پرکھ قرآن اور سائنس کی زبان میں بیان کرنے کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی تمام صفات کو سمجھانے کے لئے مرکزِ ربوبیت (نورِ حق) کی سمجھ پر زور دیا گیا ہے۔

مندرجہ ذیل نمازوں کی تشریح اور ایک سورہ العصر کی تفسیر لکھنے سے ناظرین کو یہ یاد کرانا ہے کہ تمام اسلامی فکر و فرائض نیز قرآن پاک کی تفسیر کو احسن ترین طریق پر سمجھانے کی اتنی صلاحیت انسان کو اللہ تعالےٰ نے اس دور میں عطا کر دی ہے کہ وہ اب اس قابل ہے کہ انسانی سمجھ و عقل کے عین مطابق قرآن پاک اور دینی فرائض کی اہمیت پورے ٹھوس دلائل سے ذہن نشین کر دینے کا انتظام کر دے تاکہ محض عقلی دلائل پر بھروسہ رکھنے والا آج کا مسلمان نہ صرف خود گمراہی سے بچے، بلکہ دنیا کے ترقی یافتہ ترین انسان کو بھی دعوتِ دین دینے کی استطاعت حاصل کر سکے۔

Marfat.com

مطابق پیغام حق اور ضابطۂ اسلام جو کہ اس نسخہ کیمیا کے طور پر اللہ تعالےٰ نے حضورؐ کی وساطت سے عطا کیا ہے اس کی صداقت، عظمت اور تا قیامت برتری و فوقیت ثابت کرنا ہم سب پر خدا اور اس کے رسولِ اکرمؐ کے حکم کے مطابق فرض عین ہے قرآن پاک کے پیغام کو سمجھنے کی ترغیب اور طور طریقہ جب تک ہم اپناتے رہے اور ہم میں جب تک اس کلام حق کی تبلیغ کرنے والے علماء کرام موجود رہے۔ ہمارا دنیا میں ڈنکا بجتا رہا۔ مگر اب سالہا سال کی غلامی اور علوم و فنون میں ترقی کے رجحان کی مخالفت کی فضا نے آہستہ آہستہ تبلیغ اسلام پر بھی جمود طاری کر دیا۔ یہاں تک کہ اب اپنے لئے نیا ملک حاصل کر لینے کے بعد بھی جب ہم نے اپنی اصلاح اور نیک نیتی سے احکام الٰہی کے پرچار کی طرف دھیان دینے کے وعدہ (جو کہ ہم نے اس ملک کے حصول کے وقت خود سے اور اللہ تعالےٰ سے کیا تھا) کو پورا کرنے کی طرف توجہ نہیں دی تو اس کی سزا کے طور پر اس خطۂ زمین کا ایک حصہ ایک المناک خانہ جنگی اور بے پناہ خون خرابہ کے بعد جس میں ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کی بے دریغ گردن کاٹنے اور لاکھوں بے گناہوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگنے سے بھی اجتناب نہ کیا۔ ہم سے جدا ہو کر ہمارے دشمنوں کی وساطت سے چند ایک کٹھ پتلی اور برائے نام مسلمانوں کے قبضہ میں چلا گیا ہے۔

ذرا سوچئے! کہ اگر ہم سب مسلمان ہیں اور سچے دل سے ایک خدا ایک رسولؐ ایک قرآن یعنی اللہ کے دیئے ہوئے ضابطۂ حیات پر ایمان رکھتے ہیں تو پھر ہم میں یہ تفرقہ، سیاسی دھڑے بازیاں اور طرح طرح کے غلط نظریات کیوں جنم لے رہے ہیں؟ ہماری نئی پود آخر اپنے سچے دین پر اعتماد اور ایمان کی پختگی سے کیوں محروم ہوتی

Marfat.com

جارہی ہے؟ اور آخر وہ کیا طریقہ یا نسخہ ہو سکتا ہے کہ جو ہم سب کو متحد اور ہم خیال بنا سکتا ہے؟ تو ان سب کا جواب آپ کو اپنی تاریخ اور اُن واقعات و حالات پر غور کرنے سے آسانی سے یہی مل سکتا ہے کہ ہم نے یہ ملک مسلمان ہوتے ہوئے ایک خدا ایک رسولؐ اور ایک دین پر عمل کرنے کے لئے بڑی بڑی قربانیاں دے کر حاصل کیا تھا تو بعد میں جب خود ہمارا اپنا یقین اور کردار ہی ان سب اصولوں کو خیرباد کہہ کر شیطانی اور طاغوتی طاقتوں کے اشاروں پر ناچنے لگا ہے اور ہم نے خدا، رسولؐ اور قرآن کو بھلا دیا ہے۔ ساتھ ہی دوسری طرف اپنی نئی نسل کو آن کی عقل و دانش اور جدید تحقیقات کی موجودگی میں اللہ تعالےٰ کے پیغام امن اور ضابطۂ حیات کو سمجھنے کے لئے کوئی نیا طریقہ یا لائحہ عمل ہی نہیں دیا۔ تو پھر ہم میں یقینِ محکم عملِ پیہم اور اتحاد جیسی نعمتیں کہاں سے آسکتی ہیں؟ ادھر علمائے کرام کو تو ہم اس قابل نہیں پاتے کہ وہ ہمارے نئی روشنی میں موجود علم طب سائنس اور خلائی تحقیق پر نظر رکھنے والے نوجوانوں کو اطمینان بخش طور پر دینی رہبری اور سکونِ قلب مہیا کر سکیں کہ جس سے اتحاد کا اصل سرچشمہ یعنی ہم سب کا مسلمان ہونا۔ ہماری اسلام سے وابستگی اور ہمارا ایک خدا ایک رسولؐ اور ایک ضابطۂ حیات پر ایمان پختہ ہو جائے تو کیا اس کا یہ مطلب لیا جا سکتا ہے کہ نعوذ باللہ، وہ ضابطۂ حیات اور نسخۂ کیمیا جس کا یہ دعوےٰ ہے کہ وہ قیامت تک اب ہماری رہبری کرے گا ناقص ہو چکا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں نقص اصل میں خود ہمارے ذہنوں اور اخلاص میں ہے ہم میں سے بیشتر نے تمام عمر میں ایک مرتبہ بھی اس کلام حق اور خزانۂ رحمت کی گہرائی تک پہنچنے کی جستجو ہی نہیں کی۔

ہم نے اس بیش بہا خزانہ کی ایک ایک آیت کے اصل مدعا کو پانے کی کوشش

Marfat.com

کارآمد اور رائج سکہ یعنی عبادت الٰہی کو زیادہ سے زیادہ جمع کر لیا جائے تاکہ حضورؐ کی شفاعت کا مقام اور بلند ترین قرار پائے۔ جیسے کہ بقول اقبالؒ یہ حیثیت ہو کہ ؎

خدا بندے سے خود پوچھے کہ بتا تیری رضا کیا ہے؟

ورنہ یوم الحساب تو وہ دن ہے کہ وہاں کسی نفس کو خود اپنے لئے بھی بولنے کی جرأت اور سکت نہیں ہو سکتی تو کہاں اور کسی کے لئے اللہ تعالیٰ سے شفاعت اور بخشش کی طلب؟ بلکہ وہاں تو نبیوں تک کو نفسی نفسی ہی یاد رہے گا۔

مگر اب رسول خدا آقائے نامدار سیدنا احمد مجتبیٰ کی دور اندیشی اور امت کی فکر کے قربان جائیے کہ ایک طرف تو اُن کی ذاتِ پاک کو اشرف الانبیاء اور کائنات میں اللہ تعالیٰ کے بعد مالک و مختار ہوتے ہوئے ؎ بعد از خدا تو ہی قصہ مختصر) بہت اونچا مقام ہے مگر انہوں نے بہر حال ربِ کائنات کے اصل مقصد یعنی حوالہ آیت:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ○ کے مقام کو

سمجھتے ہوئے خود اور پھر اپنی امت کے فرمانبردار ہر ایک فرد سے یہی چاہا کہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ سے اجتماعی طور پر جمع شدہ عبادت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے کہ وہ ذرہ برابر عمل صالح کو بھی ضائع نہ کریں گے۔

وَمَا تَكُوْنُ فِىْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○ (سورۃ یونس ۶۱)

اور نہیں ہوتا تو کسی حال میں اور نہ پڑھتا ہے۔ اس میں سے کچھ قرآن اور نہ کرتے ہو تم لوگ کچھ کام کہ ہم نہیں ہوتے حاضر تم پر جب تم لگتے ہو اس میں۔ اور غائب نہیں رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ بھر زمین نہ آسمان نہ اس سے چھوٹا اور نہ اس سے بڑا۔ جو نہیں کھلی کتاب میں۔

چنانچہ نمازِ فرض کے ساتھ ہر نماز میں کچھ رکعت سنتِ رسول کے طور پر عبادتِ الٰہی میں گزاری جاویں۔ مگر ہر اُمتی سے یہ نماز خود اُس کی طرف سے رسُولِ خدا حضرت صلعم کی مِلک کرنے کی تلقین کی جیسا کہ ہم سب سنتوں کی نیت باندھتے وقت کہتے ہیں۔ یعنی عبادت تو اللہ کی مگر مِلک ہوئی رسُولؐ کو۔ اب اندازہ کیجیے کہ گذشتہ تقریباً ۱۴ سو سال سے تمام مسلمان اپنی نمازوں کے ساتھ زائد رکعت نماز بطورِ سنتِ رسولؐ پڑھتے آ رہے ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا اور یہ سب زائد عبادت اُمتیوں کی طرف سے رسُولؐ خدا کے سُپرد کی جا رہی ہے۔ چنانچہ روزِ حساب جب پیغمبرِ خدا حضرت صلعم اپنی اُمت کی سرکردگی میں بارگاہِ خداوندی میں پیش ہوں گے تو جہاں اشرف الانبیاء اور محبوبِ خدا ہوتے ہوئے جناب رسُول صلعم کا مقام سب مخلوقِ خدا سے بلند ہوگا۔ وہاں ساتھ ہی تمام امت اور خود رسُولِ خدا صلعم کی زائد عبادت (سنت رکعتیں) ایک عظیم خزانہ کی صورت میں جناب رسُول صلعم کا مقام بطور شافع محشر کہیں زیادہ بلند کر دیں گی پس جہاں دوسری امتوں کے نبی تک روزِ محشر نفسی نفسی پکار رہے ہوں گے وہاں حضور اور حضور کی امت کے زیادہ عبادت گذار لوگوں (جو سنتوں کے بعد زیادہ سے زیادہ نوافل سے عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں) کی پوزیشن بالکل ایسی ہی ہو گی۔ کہ ذرہ ذرہ نیک اعمال (جن میں عبادت کا مقام بہت بلند ہے) کا اجر دینے والا خدائے رحیم خوش ہو کر پکار اُٹھے گا کہ "خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے؟" پس آپ اندازہ فرمائیں کہ شروع اسلام سے قیامت تک کس قدر زائد رکعت نماز و عبادت اس طرح سے حضور نبی صلعم اور حضور کی فرمانبردار عبادت گزار امت جمع کرے گی کہ اس سے عین ممکن ہے کہ حضور کا شافع محشر ہونے پر پورا پورا الیقین ہو جاتا ہے۔

تو اب اندازہ فرمائیں کہ سُنت نماز اور زائد نوافل کی اصل حقیقت کیا ہو سکتی ہے؟

نمازمیں سنتوں اور نوافل کی اہمیت

اسلام کے پانچ ارکانِ دین میں پہلے تین ارکان یعنی کلمہ، نماز اور روزہ وہ فرائض ہیں جن کی بجاآوری ہر امیر و غریب مسلمان کے لئے ضروری امر ہے مگر ہم سب جانتے ہیں کہ کلمہ پڑھ کر توحیدِ الٰہی اور سلسلۂ نبوت کا اقرار تو ہم کر ہی لیتے ہیں مگر اس سے آگے نماز اور روزہ جیسے فرائض جن میں اسلامی ذہن پیدا کرنے اور انسان کو دنیا کی تمام برائیوں سے بچنے کا عملی ثبوت موجود ہے اور جن پر عمل کرنے سے مزید احکام خداوندی کے اقرار اور عمل کی طرف بڑھا جا سکتا ہے مگر چونکہ ان کی بجاآوری میں کچھ نہ کچھ جسمانی محنت طلب کی گئی ہے۔ لہٰذا ان کے متعلق ہم نے طرح طرح کی توجیہات اور مختلف طرزِ فکر اپنا لیا ہے۔ یہاں تک کہ ہم میں سے بعض نے نماز میں سنتوں اور نوافل کی اہمیت اور ان کے پیچھے اصل مدعا نہ سمجھنے کی وجہ انہیں ترک کر دیا ہے (جیسے کہ کئی ایک ممالک اسلامیہ مصر، عراق میں دیکھا گیا ہے اور اب آہستہ آہستہ ہمارے ملک میں بھی بعض فرقے اس کو اپنا رہے ہیں) تو اس کو لا محالہ یہی نتیجہ ہونا تھا کہ کئی پڑھے لکھے لوگ اب اصل نماز ہی کو یہ کہہ کر ختم کرنے کی فکر میں ہیں کہ نماز اور اطاعت گزاری کا اصل مقصد برائیوں سے بچاتا ہے اور چونکہ ہم تو کسی برائی، حق تلفی یا ظلم و گناہ کے مرتکب ہی نہیں ہوتے تو آج کل کے مصروف ترین مشینی دور میں محض وقت کا بے جا تصرف ہے (معاذ اللہ) حالانکہ دوسری طرف ایسے لوگوں نے اگر قرآن کو نگاہِ بصیرت سے سمجھا یا پڑھا ہوتا۔ تو ایک مسلمان انسان دنیا میں پیدا کرنے کے اصل مقصد یعنی عبادتِ الٰہی سے روگردانی کے لئے کبھی ایسی نامعقول باتیں نہ کہتا لہٰذا جب ایسے خالی الذہن لوگ علماء کی طرف

Marfat.com

رجوع کرتے ہیں اور نمازوں میں فرض رکعتوں کے ساتھ نوافل اور سنتوں کی ضرورت کی ٹھوس دلیل پوچھتے ہیں تو انہیں صرف ایک ہی آخری جواب ملتا ہے کہ یہ محض رسول اللہ کی اطاعت ہے حالانکہ دوسری طرف یہ روایت بھی سنادی جاتی ہے کہ اصل نمازیں تو پچاس فرض کی گئی تھیں۔ مگر رسول اللہ کی تکرار اور اپنی امت پر خصوصی نظر کرم کرنے کی وجہ سے گھٹا کر صرف پانچ کردی گئی ہیں تو اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ ایک طرف تو رسول اکرمؐ نمازوں کو کم کرواتے ہیں اور دوسری طرف خود ہی فرض رکعتوں سے تقریباً دوگنی تعداد میں سنتوں اور نوافل کی رکعتیں ہو جاتی ہیں جس سے خدانخواستہ رسول اکرمؐ کی طرف سے عبادت کے لئے کسی قدر سختی کرنے کا جواز نکل سکتا ہے مگر اسی نکتہ کو اگر ہم ایک احسن طریقہ سے اس رنگ میں پیش کریں جس میں کہ رسول اللہ کے اس حکم کا ہمیں کوئی گراں بہا مقصد و مطلب نظر آئے تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک سچا مسلمان ان احکام پر عمل کرنے سے کوتاہی کرے چنانچہ اس کے متعلق یوں بھی عرض کیا جا سکتا ہے۔

کہ رسول اللہ اشرف الانبیاء سرکارِ دو جہاں کو ہر وقت اپنی امت کے بخشوانے کی ہی فکر رہی ہے اور حضور نے کبھی اپنے وقت میں موجود کسی دشمن انسان کے لئے بھی بددعا نہیں کی بلکہ ان کی ہر وقت یہی دعا رہی ہے کہ اللہ تعالےٰ میرے دشمن کو بھی راہِ ہدایت کی رغبت عطا کرے تاکہ وہ دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ سکے۔ پس اس شافع محشر نے اپنی شفاعت اور اپنی امت کی مغفرت کے لئے نہ صرف اپنی بلکہ اپنی امت کے تمام عبادت گزاروں کی محنت کو بھی بروئے کار لانے کے لئے روزِ محشر کہ جہاں پر اللہ تعالےٰ نے ایک ایک ذرہ برابر عبادت اور نیکی کا اجر دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ یہ چاہا کہ اللہ کی زیادہ سے زیادہ رحمت اور بخشش حاصل کرنے کے لئے وہاں

Marfat.com

سے سجا سکیں۔

اس ایک مثال سے ہی آپ حضرات پر واضح ہو گیا ہو گا کہ قرآن پاک کو سمجھنے اور اور اس کے اصل مقصد و مطلب کو پہنچنے کے لئے کس قدر محنت اور دور اندیشی کی ضرورت ہے پس آپ ضرور راقم کے اس خیال سے متفق ہوں گے کہ قرآن پاک کی تفسیر نئے اور جاذب و مؤثر انداز پر کر لینا کتنا ضروری ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالے مجھے اس قابل بنائیں اور دوسرے موزوں اصحاب اپنی خصوصی رحمت و عنایت سے میرے اس عظیم مشن کے لئے کھڑے فرما دیں۔ تاکہ یہ سعادت مجھے مل سکے کہ مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے قرآن کے مقاصد اس انداز میں پیش کر سکوں کہ غیر اقوام اور دنیا کے دوسرے تمام مذاہب پر اسلام کی عظمت و فوقیت ظاہر ہو جائے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ

☆ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ﴿ع﴾ (سورۃ النحل ۸۹)

اور جس دن کھڑا کریں گے ہم ہر فرقے میں ایک بتانے والا اُن پر انہی میں کا اور تجھ کو لاویں بتانے کو اُن لوگوں پر اور اتاری ہم نے تجھ پر کتاب بیورا کھول سنانے والی ، ہر چیز کا اور راہ کی سوجھ اور مہر اور خوش خبری حکم برداروں کو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شمعِ نور

گاگر

میری رہبری کی سرگزشت

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○ (سورۃ الحشر - ۱)

اللہ کی پاکی بولتا ہے، جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا

جیسے ہی ایک ذی ہوش اور دور اندیش انسان بچپن کی ناپختگی سے بڑھ کر عقل و حواس سے کام لینا شروع کر دیتا ہے تو اُس کی توجہ گرد و پیش میں ہونے والے واقعات سے لے کر شہروں اور گلی محلہ کی چہل پہل تک انسان کی دنیا میں باقی تمام مخلوقات پر برتری اور دوسری تمام ذی روح مخلوق کا انسان کے سامنے بے بس ہونے پر آکر مذکور ہو جاتی ہے۔ جس سے اُسے

Marfat.com

اور ان کو جاری کرنے والے پیارے نبیؐ نے فرض نماز کے ساتھ یہ رکعتیں جاری فرما کر مسلمان کا ایک دوسرے کا ہمدرد اور دنیا کیا آخرت میں بھی ساتھی ہونے کے رشتہ کو کتنا پختہ کر دیا ہے اور پھر اس طرح سے رسولِ خدا اپنی زیادہ سے زیادہ امت بخشوا نے میں دوسرے سب نبیوں اور امتوں پر سبقت لے جاویں گے چنانچہ جو لوگ سنتوں اور نوافل نماز کی اہمیت کو نہیں سمجھ سکے اُن کے لئے یہ بیان کتنا واضح اور رغبت نماز اور سکونِ قلبی فراہم کر سکتا ہے۔

اب آیئے مندرجہ ذیل ایک چھوٹی سی سورہ (العصر) کی تفسیر دیکھیں اور اندازہ لگائیں کہ آیا آج کا انسان اگر اسلامی تاریخ واحادیث کو مدِنظر رکھ کر قرآن پاک کی نص کو صحیح سمجھنے کی طرف دھیان دے اور یہ کام بجائے فرداً فرداً سرانجام دینے کے چند باشعور و صحیح اسلامی نظریات رکھنے والے مختلف علوم وفنون سے وابستہ افراد ایک بورڈ کی شکل میں دینی اور ملی خدمت کی غرض سے طب، سائنس، جدید علوم و خلائی دور کی معلومات کو مدِنظر رکھ کر اس انداز سے سرانجام دیں کہ قرآن پاک کی فوقیت اور برتری تاقیامت قائم ہو جائے۔ اور انشاء اللہ اب یہ بالکل ممکن ہے اب سورہ العصر کو ملاحظہ کریں۔

وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۟

(سورۃ عصر)

قسم ہے اترتے دن کی۔ مقرر انسان ہے ٹوٹا ہے۔ مگر جو یقین لائے۔ اور کیے بھلے کام اور آپس میں تقید کیا سچے دین کا۔ اور آپس میں تقید کیا صبر کا۔

Marfat.com

اب یہاں غور کرنے اور سمجھنے کی بس ایک ہی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ عزوجل نے انسان کو متنبہ کرتے وقت کہ تم نیکی اور اپنی بھلائی ایمان لاکر اور عمل صالح سے کر لو۔ یہ وقت عصر یعنی اترتے دن کی قسم کیوں کھائی ہے؟ تو اس سے اگر ہم اللہ تعالےٰ کے وقتِ عصر کی قسم کھانے کو رسول صلعم کے اس فرمان کی روشنی میں دیکھیں تو حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ اگر تمام دنیا کی زندگی ایک یوم فرض کر لی جائے تو میری امت کا مقام اس تمام دن میں ایسے ہی ہے جیسے کہ تمام دن گذر جانے کے بعد وقتِ عصر کہ اس کے بعد اب دن کا ختم ہونا یقینی ہے پس ایسے معلوم ہوتا ہے کہ خدائے قدوس نے بھی قرآن کے مخاطب انسانوں کو اسی اندازہ سے کہ اب دنیا کی زندگی ختم ہونے کو ہے۔ تو اے نادان انسانو! اب وقت ضائع نہ کرو، اور ایمان لاکر نیک اعمال جمع کر لو، ورنہ تم سب اور بیشتر بالکل اپنی بے سمجھی اور دنیاوی رغبت کی وجہ سے سخت خسارے کا شکار ہو جاؤ گے۔

اللہ اللہ کیا واضح اور کس قدر صحیح فرمان ہے کہ جس سے دنیا کی زندگی کے ختم ہونے کا گمان دیا جا رہا ہے تو اندازہ فرمائیں کہ آج سے لگ بھگ چودہ سو سال قبل قرآن نازل ہوا تو اُس وقت قیامت کے آنے میں محض عصر کے وقت کے مشابہ میعاد بتائی جا رہی ہے تو اب اُس میں سے بھی ۱۴ سو سال اور کم ہو گئے ہیں۔ علم الغیب اور وقت قیامت تو اللہ ہی بہتر جانتے ہیں مگر اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ اب اس دنیا کو ختم ہونے میں بس اتنی ہی دیری باقی ہے کہ جیسے آفتاب افق کے قریب پہنچ چکا ہو تو اب اے ایمان والو! اور اے انسانو، اب بھی یہ وقت ضائع کر دینا ہم سب کے لئے کس قدر المناک اور نقصان دہ ہے آیئے ہم سب پہلے خود احکام الٰہیہ بجا لائیں اور پھر اپنی پوری کوشش سے تمام انسانوں کو اسلام اور دینِ خداوندی کی طرف لانے کی سعی کریں کہ ہم زیادہ سے زیادہ لوگوں کو دوزخ

Marfat.com

میں سے بیشتر کا حل دین خدا اور موجود اسلامی علوم کی روشنی میں مفقود نظر آنے سے ایک عام مسلمان کی طرح دل میں بے اطمینانی اور بھی بڑھتی ہی گئی۔

ایک متوسط گھرانے سے متعلق ہوتے ہوئے دنیا میں گذر لبسر کے لئے ایک باعزت پیشہ کا حصول اس بے چینی اور نااطمینان بخش کیفیت میں مزید آڑے آیا اور تعلیم کے حاصل ہو جانے کے بعد جو کہ بجائے خود ایک نہایت دردناک اور محنت طلب حالات سے دوچار طویل سرگذشت کی حامل ہے سائنس اور مغربی علم طب کا مطالعہ بھی مزید بے شمار پیچیدگیاں اپنے دامن میں لپیٹ لینے کا موجب ہؤا، اور ان دنیاوی علوم سے بھی کچھ ذہنی اور فکری تسکین نہ ہو سکی، علم سے فارغ ہو کر ملازمت (جو کہ تقریباً آٹھ سال سے زائد عرصہ تک جاری رہی) کے دوران جن تلخ حقیقتوں اور واقعات سے گذر ہؤا، اور مسلمانوں کو ایک معمولی کسان اور چپراسی سے لے کر بڑے سے بڑے حاکموں اور رئیسوں تک کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تو بس یوں سمجھئے کہ پانی سر سے بلند ہو چکا تھا یعنی زندگی کے ہر شعبہ اور ہر کونہ میں سب انسانوں یعنی مسلمانوں کو خداوند تعالےٰ اور اپنے رب کہ جس کے سامنے پہنچ کر ہم سب نے اپنے کئے پر جزاوسزا حاصل ہونے پر ایمان لایا ہے اُس کے بتائے ہوئے نظام اور دینی معاشرہ پر جو کہ ہم سب اور خود کتاب اللہ اور نبیؐ کے مطابق قیامت تک کے لئے حرفِ آخر ہے کے بالکل خلاف اور بغاوت پر رواں دواں ہونے کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ چنانچہ خود کو حالات اور واقعات زمانہ کے ناموافق سمجھتے ہوئے سرکاری ملازمت سے استعفٰی دے کر

Marfat.com

نجات حاصل کی اور اپنے پیشہ ورانہ ہنر سے جو کہ خدا کے فضل و کرم سے ایک باعزت اور نفع بخش ہنر ہے پر سہارا لیتے ہوئے "تلاشِ حقیقت" میں سرگرداں ہو گیا۔

اس کے بعد مزید دو سال تک تمام ذہنی اور گردوپیش کی الجھنوں سے باہم دست و گریباں رہا۔ مگر کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکا۔ کئی مرتبہ ایسی حالت و کیفیت ہو جاتی کہ دنیا کو خیر باد کہہ کر پوری تن دہی سے اس قیامت تک کام آنے والے دین اور معاشرہ کی اصلیت اور چھان بین میں لگ جانے کے لئے تیاری کر ڈالی۔ چنانچہ جس طرح قیام دوران کراچی ۱۹۵۰ء ایک مرتبہ بھاگ کر برائے حصولِ تعلیمِ دینوی ایک دینی جامعہ سے رجوع ہوا۔ مگر وہاں کے استاد انچارج صاحب سے تبادلہ خیال سے جب یہ ظاہر ہوا۔ کہ وہ ہزار سالہ پرانے یونانی فلسفہ کو آج کل کی سائینس سے بڑھ چڑھ کر سمجھتے ہیں اور بیشتر معمولی سمجھ کی باتوں کا بھی صحیح جواب نہیں دے رہے تو واپس گھر چلا آیا۔ اسی طرح ایک مرتبہ پھر والد صاحب کی وفات کے بعد کے حالات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے دوبارہ کراچی جا پہنچا۔ دل میں پختہ خیال کیا کہ کسی بلند مرتبہ دینی مدرسہ سے پیچیدہ مسائل کا حل معلوم کروں گا اور اگر ناکامی ہوئی تو دنیا کو ترک کر کے خود ہی ان مسائل کی تلاش میں لگ جاؤں گا۔ مگر ان دینی مدارس سے تو پہلے ہی کی طرح طبیعت میں بے چینی میں مزید اضافہ ہوا۔ پھر قریب تھا کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کراچی کے جزیرہ منوڑہ میں "تلاشِ حقیقت" کی جستجو میں بہترین تنہائی اور بہترین فطری مشاہدات کے زیرِ سایہ پناہ لے لیتا۔

لامحالہ یہ سوچنا پڑتا ہے کہ انسان سے بڑھ کر بھی کوئی ہستی ہونی چاہیئے کہ جس کے سامنے انسان بھی بے بس و مجبور نظر آئے۔ چاروں طرف نظر دوڑانے اور غور و فکر کرنے کے بعد جب اُسے کچھ سجھائی نہیں دیتا تو انسان کا سر غرور اور تکبر سے بلند ہونے لگتا ہے۔ مگر جب دوسری طرف ایک انسان اٹھ کر دوسرے انسان ہی کا گلہ کاٹنے اور اُس کو اپنا غلام بنانے کے ساتھ طرح طرح کے ظلم کرنے بلکہ جان سے مار دینے پر تل آتا ہے تو ایسے وقت میں دوسرا مظلوم انسان کسی ان جانی قوت و طاقت کا منتظر رہتا ہے۔ جو اُس کو ایک جابر مگر اپنے ہی جیسے انسان کی دست بُرد سے نجات دے۔ اسی طرح دنیاوی مخلوق کے علاوہ دوسری طاقتیں مثلاً سمندری طوفان، زلزلہ، زبردست آندھی خطرناک بارش وغیرہ کی زد میں آتے وقت جب انسان خود کو مجبور و بے دست دپا پاتا ہے۔ تو اُس کے اندر سے ایک ایسے ان دیکھے محافظ اور بچانے والے کو بُلانے کے لئے صدا نکلتی ہے اور اُسے یقین ہوتا ہے کہ ضرور کوئی ایسی ان دیکھی طاقت موجود ہے۔ جو ان سب طاقتوں پر حاوی اور قادرِ مطلق ہو گی کہ جس نے ان اتنی مہیب اور خطرناک ترین آفتوں کو جنم دیا ہے اور وہ ہی ان سب کو ختم بھی کر سکتی ہے۔

یہ ہی وہ اندرونی صدا ہے جو دنیا کی بہت بڑی برگزیدہ ہستیوں حتیٰ کہ پیغمبروں اور رسولوں تک کے دماغ میں آتی رہی ہیں۔ پس یہ لوگ جب اس ان دیکھی ہستی اور غیبی طاقت کی طرف راغب ہوئے اور اس کی تلاش میں اس قدر لگن اختیار کی کہ اپنا تن من، بیوی بچوں تک کو بھول گئے۔

Marfat.com

تو یہ غیبی قوت وطاقت کسی نہ کسی طرح اُن پر عیاں ہوئی جس سے اُن کی اندرونی طور پر تسکین وتسلی ہو گئی۔

یہ تو اُس واحد ولاشریک غیبی طاقت کی عین کرم نوازی ہے کہ ہم کو نور ہدایت کے سرچشمہ سردار انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد کے انتہائی ترقی یافتہ دور میں جنم اور زندگی سے ہمکنار کیا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہم پیدائشی مسلمان ہیں اور ہم میں بعض وہ ہیں کہ کئی پشت ہا پشت پیچھے ہٹ کر ان کی نسل ہی خاندان نبوت سے جا ملتی ہے مگر ایک عامی مسلمان ہوتے ہوئے راقم نے بچپن سے اسلام اور رسول خدا کی تعلیمات پر جب کبھی غور کیا تو مجھے بہت کم لوگ ایسے نظر آئے۔ جو اگر پورے نہیں تو کچھ نہ کچھ مسلمان کہلوانے کا حق رکھتے ہوں کہ وہ پانچ رکن دین یعنی کلمہ، نماز، روزہ حج و زکواۃ کسی نہ کسی طرح اپنی بساط کے مطابق نبھانے کی کوشش کرتے ہوں مگر بیشتر لوگوں کو دیکھنے سے انہیں اسلام اور اللہ کے دین کے سانچے میں ذرا برابر بھی صحیح نہ پاکر دل میں انتہائی مایوسی اور ساتھ ہی ساتھ شیطانی طاقتوں کی عظیم کامیابی پر شدید کرب و دکھ ہوا دوسری طرف معمولی معمولی متنازعہ فیہ مسائل پر بحث کرنے اور متفق و مخالف ہو کر ان گنے چنے مسلمانوں کا بھی مختلف گروہوں میں بٹ جانے کا حال معلوم کر کے قلب و دماغ کی بے چینی میں مزید کئی گنا اضافہ ہوا۔

ادھر ساتھ ہی ساتھ دنیا کی مادی ترقی کے سامنے علمائے کرام اور راہبران دین کی بے بسی کی وجہ سے نت نئے مسائل اٹھتے ہی گئے۔ مگر ان

مگر والد صاحب کی وفات کے بعد اُن کے چھوڑے ہوئے مسائل و حالات کے چکر اور اکھاڑ پچھاڑ کی وجہ سے واپس وطن پھلروان آنا پڑا۔ اب یہاں مزید تقریباً ایک سال نہایت اذیت اور ذہنی کرب و ملال میں گزرا۔ حتےٰ اکہ کسی کام سے مجھے لاہور جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں کے ایک دارالعلوم جامعہ اشرفیہ کے متعلق بہت کچھ سن چکا تھا۔ دوسرے روز ہی پہنچنے کے بعد مدرسہ کی مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کی۔ یہ ۱۹۶۹ء کے محرم الحرام کا واقعہ ہے۔ ہفتہ کے روز محرم کی دسویں تاریخ تھی اور غالباً اپریل کا مہینہ عیسوی کے لحاظ سے تھا میں نے جمعہ کے دن جناب حافظ عبدالرحمٰن (جو کہ وہاں پر شیخ الحدیث ہیں) سے اپنی چند ایک دینی اور دنیاوی پیچیدگیوں کا تذکرہ کیا اور ان کا حل طلب کیا۔ انہوں نے مجھے دوسرے روز یعنی ہفتہ کو صبح ۹ بجے اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ یہ دن دسویں محرم کا تھا اور جامعہ میں چھٹی تھی۔ میں فی الحال تقریباً چیدہ چیدہ۔ اسوال لکھ کر لے گیا تھا۔ اور انہیں آمادہ کیا کہ آپ فرداً فرداً ان سوالات کے جواب دیں۔ ان میں چند سائنسی علوم و ایجادات اور اسلام کی روسے اُن کے استعمال کے متعلق اور کچھ موجودہ ڈاکٹری کے مسائل یعنی پوسٹ مارٹم، تعلیم کے حصول میں مُردوں کی چیر پھاڑ کے متعلق تھے اسی طرح سے فیملی پلاننگ وغیرہ، وغیرہ۔ جن میں سے بیشتر کے جوابات تقریباً میرے خیالات اور سوچنے کے مطابق تھے اور چند دوسروں کا جواب انہوں نے بعد میں بتانے کو کہا۔ ادھر جامعہ کی مسجد دوسرے بلڈنگ اور رہن سہن مجھے بہت پسند آیا۔ چنانچہ میں نے مولانا حافظ عبدالرحمٰن سے دریافت

Marfat.com

کیا۔ کہ میں اگر دین میں پختگی اور اپنے لئے ذہنی سکون حاصل کرنے کے لئے آپ کے درس میں شامل ہو جاؤں تو کیا آپ روزانہ کے درس میں سے چیدہ نکات پر مطمئن کرنے کے لئے میرے سوالات کا جواب دیا کریں گے تو وہ فوراً اس بات پر آمادہ ہو گئے۔ پس اُن سے اجازت لے کر لاہور سے واپس پھلروان پہنچا۔ دل میں برابر روحانی سکون اور اطمینان نہ ہونے کی وجہ سے بے چینی لئے ہوئے تمام حالات کا جائزہ لیتا رہا۔ اب حالت یہ تھی کہ میرا گذر بسر کا کاروبار پھلروان میں تھا اور اس کو فوری طور پر چھینک دینا بھی کچھ عجیب معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ اللہ کی طرف سے عائد کردہ حقوق العباد میں اپنے بچوں کی ذمہ داریوں کو ایک۔ فرض کی طرح پورا کرنا بھی ضروری تھا۔ بہرحال میں نے اپنی اہلیہ سے پھلروان کو چھوڑ کر لاہور میں نئے سرے سے کام شروع کرنے کے لئے خواہش ظاہر کی۔ خیال تھا کہ لاہور میں چونکہ اس کے والدین ہیں۔ اُسے اس میں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ مگر پھلروان کے کاروبار اور نئے مکان کو جو ابھی حال ہی میں تعمیر کیا تھا۔ وہ اب یہاں کافی خرچ کرنے کے بعد اس ہجرت کے لئے تیار نہ تھی۔ والدہ صاحبہ کو معلوم ہوا تو وہ بھی اس سے متفق نہیں ہوئیں چنانچہ اب میں عجیب تذبذب کی حالت میں تھا۔ ادھر ایک طرف ذہنی و روحانی بے اطمینانی مجھ پر سوار تھی اور دوسری طرف اپنے حالات اور "حقوق العباد"۔ اس بے اطمینانی کو حل کرنے کے لئے جامعہ اشرفیہ سے نزدیک ہونے کے پروگرام میں حائل تھے۔ چنانچہ میں تین ماہ اپریل سے اگست تک یعنی محرم الحرام سے جمادی الاول تک شدید ذہنی کرب و قلبی بے اطمینانی میں

گذارنے کے بعد ایسے معلوم ہوتے لگا کہ میرا اُٹھنا بیٹھنا اور سوچنا سمجھنا اب بہت زیادہ متاثر ہونے لگا ہے۔ ادھر انسان کے چاند پر چلے جانے کا واقعہ ہو جانے سے روحانی طور پر اور ہلچل پیدا ہو گئی۔ کیونکہ بہت سے علمار کرام نے چاند پر انسان کے جانے پر چہ میگوئیاں اور نکتہ چینی کر کے دینی اور دنیاوی مسائل کو مزید الجھا دیا تھا اور مجھے ایک دفعہ پھر یہ احساس بری طرح سے ستانے لگا کہ اللہ کا دین تو قیامت تک کے لئے آیا ہے تو کیا قیامت سے پہلے ہونے والے واقعات کچھ اس طرح بھی اثر پذیر ہو سکتے ہیں کہ ان کی وجہ سے ہمارا دین نامکمل یا ناقص معلوم ہو۔ جیسا کہ ہمارے بعض علمار کرام ظاہر کر رہے ہیں۔ اور چونکہ مجھے اللہ کے دین پر پورا یقین اور اعتماد ہے۔ لہذا میں نے یہ جان لیا کہ قرآنِ پاک کا پوری تن دہی سے مطالعہ کرنے کے بعد جب تک ایک انسان صحیح ترین قرآنی تصور کی روشنی میں مسائل کو نہیں پرکھتا۔ دن بدن زمانہ کی ترقی کے ساتھ نت نئے اٹھنے والے مسائل نئی پود اور دنیاوی علوم کی سوج بوجھ رکھنے والے مسلمانوں کے لئے دین میں سخت الجھاؤ اور خدانخواستہ بے زاری پیدا کر دیں گے اور اس کی تمام تر ذمہ داری ہر ایک اسلام پرست اور دین دار انسان پر براہِ راست پڑے گی۔ اُدھر اس کے ساتھ ہی ساتھ دوسری طرف تبلیغ دین اور غیر مسلموں کو اسلام کی طرف رغبت دلانے کے کام پر پوری طرح سے جمود طاری ہے۔ کیونکہ نئے سائنسی علوم و ایجادات کی روشنی میں جب اپنی ہی ملت کے نوجوان دین سے دوری اور بے زاری ظاہر کرنے لگے ہیں اور صرف ان کو مطمئن کرنا بھی ہمارے علمار اور والدین سے ممکن نظر

نہیں آتا، تو کجا ایک غیر مذہب والے ترقی یافتہ مادہ پرست انسان کو دعوتِ دین دینا ہے؟

بس ان حالات کی روشنی میں میں نے فوری طور پر دنیا اور اپنے حالات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے لاہور جامعہ اشرفیہ میں جاکر تلاشِ حق و سکون کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ میں اگست کے اوائل میں لاہور سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کچھ جمع شدہ پونجی لے کر منتقل ہو گیا۔ اب چونکہ یہ اقدام گھر والوں کی منشار کے خلاف تھا۔ لہذا سب کی وقتی ناراضگی مول لے لی۔

لاہور میں میں نے پہلے تو کوشش کی کہ جامعہ اشرفیہ ہی میں قیام کیا جائے۔ مگر اپنی ذات کا جامعہ پر کسی قسم کا بوجھ نہ ڈالنے کی غرض سے باہر ۱۶۶ علامہ اقبال روڈ (مصطفےٰ آباد) میں ایک مکان کرایہ پر لے لیا۔ تاکہ بالکل فارغ وقت میں اپنے ہنر سے فائدہ اٹھاتا رہوں۔

اگست ستمبر اور پھر بعد سردی شروع ہو گئی۔ مگر میں متواتر صبح کی اذان سے پیشتر اٹھ کر نمازِ فجر اور درس القرآن میں شمولیت کی غرض سے جامعہ اشرفیہ تین میل دور سائیکل پر جاتا رہا۔ ساتھ ہی ساتھ حافظ عبدالرحمان سے مختلف النوع سوالات و واقعات پر بحث بھی کر لیتا۔ ادھر چونکہ یہ زمانہ ملک میں عوامی الیکشن کا تھا۔ لاہور میں متعدد دینی رہنماؤں سے ملاقات ہوتی رہی اور ان کے خیالات سے بھی مستفید ہوتا۔ ان میں مولانا محمد نعیم جامعہ نعیمیہ والے، مولانا احتشام الحق تھانوی مفتی محمد شفیع، متعدد طلبار جامع اشرفیہ، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، اور سب سے بڑھ کر دار العلوم دیوبند (انڈیا) کے مولانا حافظ محمد طیب شامل ہیں۔ اس

Marfat.com

چار پانچ ماہ کے متواتر آتے جانے اور مختلف علمائے کرام سے تبادلہ خیال کے بعد میں مجموعی طور پر اس نتیجہ پر پہنچا کہ دینی مدارس میں کام تو بہر صورت بہتر ہو رہا ہے۔ مگر ان کا تعلیمی طور و طریقہ اور خصوصاً علوم فلسفہ آج سے ایک ہزار سال سے بھی پہلے کے مرتبہ ہیں اور اُن پرانے علوم کو مدِ نظر رکھ کر یہ قرآن کی تشریح کر رہے ہیں جو کہ آج کل کبھی موافق نہیں ہو سکتی۔ گو بظاہر اس طریقہ تعلیم سے وہ طلبار جو دیہات کے مدرسوں اور مسجدوں سے اُٹھ کر سیدھے ان کے پاس آجاتے ہیں تو خوب متاثر ہوتے ہیں۔ مگر آج کل کے علوم و فلسفہ و سائنس وغیرہ کا علم رکھنے والا شخص کبھی متاثر نہیں ہو سکتا۔ اُدھر دوسری طرف جب قرآن کو ایک اچھی طرح سے باخبر انسان، آج کل کے علوم، فلسفہ اور سائنس کو سامنے رکھ کر پرکھتا ہے تو اُسے قرآن و دین میں نہیں، بلکہ ان معلمین اور علمار میں فرق نظر آتا ہے۔ اس کی ایک مثال جو کہ بالکل صداقت پر مبنی ہے یوں ہوئی کہ قبل ازیں میں چاند پر انسان کے جانے کے واقعہ سے علمار میں اختلاف تو دیکھ اور سن چکا تھا۔ بلکہ کئی ایک کو بحث و مباحثہ کے بعد قائل بھی کروا چکا تھا کہ انسان کا چاند پر چلے جانا کوئی ایسا خطرناک واقع نہیں اور نہ ہی یہ رسولؐ خدا یا قرآن کے خلاف جاتا ہے۔ بلکہ قرآن میں ان باتوں کی طرف پہلے سے اشارات موجود ہیں تو اب ایک موقع پر جب کہ مولانا حافظ محمد طیب صاحب کی مجلس میں بیٹھے ایک شخص کو انسان کی بناوٹ اور قبر کے احوال پر روشنی ڈالتے وقت علم طب اور سائنس پر مثالیں دیتے سُنا تو سخت کوفت ہوئی کہ ایک اسلامی ہند و پاکستان کی سب

Marfat.com

سے بڑی تعلیمی یونیورسٹی کا پرنسپل یا چانسلر طب کے متعلق بالکل دقیانوسی مثالیں دے رہا ہے۔ اسی مجلس میں اچھے خاصے پڑھے لکھے افراد بھی موجود ہیں۔ مگر جہاں محترم حافظ صاحب کی دوسری روحانی باتوں سے متاثر ہو رہے ہیں۔ وہاں علم طب اور سائنس کے متعلق مثالوں کو سُن کر جن کا آج کل کے صحیح اور نہ بدلنے والے حقائق سے تعلق ہو۔ اُن کے دل پر کیا گذر رہی ہو گی اور اب اگر ہم حافظ صاحب کی ہی تقریر دین کی تبلیغ کے لئے استعمال کریں اور کسی غیر ملکی لامذہب یا دوسرے باطل مذاہب سے تعلق رکھنے والے تعلیم یافتہ انسانوں کے سامنے پیش کریں تو انہیں ایک اسلامی یونیورسٹی کے سربراہ کی زبانی سائنس اور طب کی غلط توجیہات سُن کر لامحالہ اسلام کو قبول کرنے میں دقت پیش آئے گی بلکہ وہ یہ سوچیں گے کہ کیا یہ وہی مذہب ہے کہ جس کا دعوےٰ ہے کہ یہ قیامت تک یعنی اس دنیا کی زندگی کے آخری لمحہ تک انسان کی ہدایت اور رہبری کے لئے کامل ہے اور کچھ نہیں تو انہیں دل میں اس کے پرچار کرنے والے کے متعلق کم از کم کچھ غلط تاثر پیدا ہو گا۔ جو کہ تبلیغِ دین میں عین ممکن ہے کہ رکاوٹ بن جائے۔

چنانچہ ان حالات میں مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے حافظ صاحب کی توجہ اسی مجلس میں اُن کی بہترین گفتگو اور اس کے لئے سائنس اور طب کی دقیانوسی توجیہات کا سہارا لینے کی طرف مبذول کرائی جسے وہ فوراً تسلیم کر گئے اور کہنے لگے بھائی مجھے سائنس اور طب کی مثالیں نہیں دینی چاہئیں

Marfat.com

تھیں۔ مگر میں نے انہیں عرض کی کہ یہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ انسان کو سمجھانے کے لئے ــــ مثالیں خوب مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ سائنس اور طب سے ہی فرار اختیار کیا جائے۔ ہمارے علمار کو دنیا کے ضروری علوم سے بے بہرہ نہیں رہنا چاہیئے۔ اور اپنے تعلیمی کورس نئے سرے سے پرانے فلسفہ اور سائنس کو چھوڑ کر تیار کرنے چاہیئں۔ کیونکہ جس وقت پرانے معلمین نے یہ طریقہ کار رائج کیا تھا۔ اُن کے زمانہ میں فلسفہ اور سائنس یہی کچھ تھی۔ اب اگر سائنس ترقی کر رہی ہے اور انسانی عقل بھی اپنے عروج پر ہے تو انہیں مثالیں بھی اسی طرح دینی لازمی ہیں۔ اس پر حافظ صاحب فرمانے لگے کہ بھئی سائنس تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ لہٰذا اس کا سہارا ہی نہیں لینا چاہیئے مگر میں نے انہیں متعدد سائنس اور طب کی مثالیں ایسی بتائیں کہ ان میں سے سائنس اب مزید تبدیلی نہ کر سکے گی اور پھر جو طب میں ترقی ہو چکی ہے، اُس کے مطابق علم الابدان کا بدلنا ہی ممکن نہیں۔ پھر دوسری طرف میں نے اُن کے گوش گزار کیا کہ باوجود علم طب و سائنس رکھنے سے اب قرآن کے مطالعہ سے مجھے ایسی کوئی چیز نظر نہیں آئی۔ جو قرآن کے اشارات اور فرمان سے بڑھ گئی ہو۔ یا قرآن کے حقائق کو غلط بنا کر رکھ دے۔ بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم فوری طور پر موجودہ سائنس اور فلسفہ کو قرآن کی روشنی میں پرکھیں اور خود مجھے تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ سائنس خواہ کتنی ہی ترقی کرتی رہے اور انسان کی عقل خواہ کہاں تک جا پہنچے۔ قرآن میں کسی نہ کسی موقع پر اللہ تعالےٰ نے ہر سائنس کی ترقی سے بڑھ کر بلکہ اور آگے تک رہنمائی کر دی ہے۔ اس کے بعد

حافظ صاحب کی مجلس میں ہی میں نے چند ایک اور سوالات اپنی مشکلات اور باتوں سے متعلق دریافت کیئے۔ جن میں دینی طب، سائنس اور روزمرّہ کی زندگی کے دوسرے عام مسائل شامل تھے۔ مگر انہوں نے چند ایک کے جوابات دینے کے بعد جو بجائے خود کچھ زیادہ اطمینان بخش نہ تھے۔ مجھے کسی فرصت کے لمحہ میں آکر ملنے کے لئے کہا۔ مگر شومیٔ قسمت حافظ صاحب دوسرے روز ہی کراچی تشریف لے گئے اور پھر شاید واپس ہندوستان، بہرحال میرے ذہن میں وہی تصور مزید پختہ ہوتا گیا کہ اسلام تو بہرحال اس دنیا کے خاتمہ کے لئے آیا ہی ہے۔ مگر فی زمانہ ہمارے علمار کرام و مشائخ نئی پود کو ترقیٔ زمانہ کے ساتھ دین کے بارے میں مطمئن کرنے کی سکت کھوتے جا رہے ہیں! اور اگر خود اپنے ہاں مسلمان ممالک میں یہ حال ہے تو غیر ملک اور غیر زبان رکھنے والے سائنس سے متاثر لوگوں کو کیسے اسلام کی طرف راغب کیا جا سکتا ہے؟

بہرحال یہ کیفیت اب اپنے انتہائی عروج پر پہنچ چکی تھی۔ چنانچہ جب میری دسترس کے اندر علمار جب مجھے سکونِ قلب سے ہم کنار نہ کر سکے۔ تو میں نے سوچا کہ اب فقط ایک ہی راستہ ہے کہ صبر و شکر سے اپنے اللہ پر معاملہ چھوڑ کر فکرِ آخرت میں لگ جانا چاہیئے اور اللہ پر اپنا بھروسہ پختہ رکھنا چاہیئے۔ چنانچہ اللہ کی خاص مہربانی سے اس سوچ و فکر میں غرق کچھ عرصہ اللہ کی طرف خصوصی رجوع کر لیا۔ اور نہایت انکساری اور آہ و زاری سے اپنی مشکلات میں مدد چاہی۔

Marfat.com

خدا گواہ ہے کہ میری حالت اِن دنوں ناگفتہ بہ تھی۔ دن رات بے سکونی اور بے اطمینانی کا دور دورہ تھا۔ مگر شکر ہے کہ یادِ خدا سے محروم نہ رہا۔ میں ایک چھوٹے شہر سے بڑے شہر میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اس خیال سے منتقل ہوا تھا کہ شائد کوئی مردِ بزرگ چشمۂ ہدایت بن کر میری رہبری کر دے گا اور مجھے سکون نصیب ہوگا۔ مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ وقت گزر رہا تھا۔ آخر ایک روز حسبِ معمول شب بیداری یعنی نمازِ تہجد کے بعد آرام کرنے کی غرض سے اکیلا صحن میں بستر پر دراز ہو گیا۔

دیدارِ عرشِ الٰہی

تو اچانک مجھے ایسے معلوم ہوا کہ میں بہت ہی بلند کسی ایسے مقام پر ہوں کہ جہاں کوئی اور شے نہیں یعنی نہ زمین، نہ زمین کے اثرات محض ایک پُر سکون جگہ ہر طرف نیلگوں سا سماں، اور مجھے کسی نے پکارا اوپر دیکھو، اس عجیب اور پرسکون ماحول میں مجھے کچھ اوپر بلندی پر اپنے سامنے چار بڑے بڑے چمکدار ہلکے سبز رنگ کے زمرد سے بنے ہوئے ستون نظر آئے۔ ان ستونوں پر غور کرتے ہوئے جو میری نگاہ اوپر پہنچی تو تین کونوں پر مشتمل نہایت خوبصورت چھتری ان کو ڈھانپ رہی تھی اور اُس سے بھی اوپر ایک نہایت نفیس چمکدار انتہائے نظر تک گیا ہوا سہارا دکھائی دیا۔ ابھی میری حیرانگی اور غور جاری تھا کہ میں نے دوبارہ ستونوں کی تہ کی طرف نظر کی، تو مجھے خوبصورت زمرد کی بناوٹ سے ان ملے ہوئے ستونوں کے اندر سے ایک نہایت جلیل الشان با عظمت

Marfat.com

اور بے پناہ قوت پھوٹ کر اطراف میں جاتی ہوئی معلوم ہوئی اور پھر جب غور سے اس تمام روح پرور نظارہ پر غور کیا تو میرے اندر سے اچانک آواز آئی۔ "ارے یہ تو لفظِ اللہ ہے!" فوری طور پر میری زبان سے "اللہُ اکبر" کی آواز بلند ہوئی اور میرے حواس قائم ہو گئے۔

مگر کچھ نہ پوچھیے کہ اس وقت میری کیا کیفیت تھی۔ میں اس بہترین و پرسکون مقام و نظارہ کو دوبارہ دیکھنے کے لئے ترستا ہی رہا اور بے اختیار آنسو جو بہنے لگے تو تھمتے ہی نہیں تھے۔ اس بے بسی کی حالت اور بے اطمینانی کی کیفیت میں اللہ کی عظمت و حقیقت کو پاکر مجھے وہ چیز حاصل ہو چکی تھی کہ جس سے میرے قلب میں اچانک ایک بیش بہا تبدیلی واقع ہو سکتی تھی اور ایک انتہائی غیر یقینی اور بے چینی کی کیفیت ایک پرسکون اور اطمینان بخش حالت میں بدل چکی تھی۔ ایسے معلوم دینے لگا کہ میں جس کی تلاش میں تھا۔ مجھے مل گیا ہے۔ میری دنیا بدل چکی تھی۔ میں خود کو اندھیرے سے اجالے میں پا رہا تھا میرے دل پر چھائے ہوئے بادل چھٹ چکے تھے۔ مگر دوسری طرف دل تھا کہ اُسی جگہ اور اُسی نظارہ کی طرف واپس لوٹ جانا چاہتا تھا۔ مگر اب میرے بس میں کہاں؟

شکرِ خدا بجا لایا کہ مجھ جیسے حقیر انسان کو جو بے اطمینانی اور بے سکونی کے عمیق غار میں گرا چاہتا تھا اور جو ہر طرف سے ناامید ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح سے اپنی طرف متوجہ کیا ہے کہ اب مجھے دنیا کی کوئی طاقت گمراہی بے یقینی اور بے سکونی کی طرف نہیں کھینچ سکتی۔

Marfat.com

(نوٹ: مندرجہ بالا واقعہ بعینہٖ خدائے قدوس ولازوال کو حاضر وناظر جان کر بالکل صحیح سپردِ قلم کر رہا ہوں، اور اس میں لغزش اپنے اوپر لعنت کے برابر خیال کرتا ہوں)

عین ممکن تھا کہ یہ تصورِ خدا سے لبریز روح پرور نظارہ کہ جو میرے لئے سکون اور اطمینان کا ابدی پیغام تھا، صرف مجھ تک ہی محدود رہتا۔ مگر اس واقعے کے کچھ عرصہ بعد ہی عین اُسی وقت فجر کی نماز سے کچھ پہلے ایک اور کیفیت ہوئی کہ بالکل اُسی طرح اپنے آپ کو کسی نامعلوم بلندی پر محسوس کیا اور آواز آئی کہ "وہ نور دیکھو" جیسے ہی اوپر نگاہ اُٹھی۔ افق پر ایک بہت بڑا نوری شعاؤں کا گچھا نظر آیا اور دوسرے ہی لمحہ پکار ہوئی "قلم لے لو اور انتظار کرو" یہ صدا سننے کے بعد میں نے قلم کی تلاش شروع کی اور جیسے ہی حواس قائم ہوئے تو اس واقعہ کا میرے دل پر بہت اثر ہوا۔ ایسے معلوم ہوا، کہ کوئی غیبی طاقت مجھے قرآن کی روشنی میں سوچ وبچار کرنے کی دعوت دے رہی ہے۔ پس میں نے اُسی روز سے قرآن کے مختلف تراجم بغور دیکھنے شروع کئے، تو مجھے ایسے معلوم ہوا کہ خود قرآن ہی اپنی تشریح فرما رہا ہے۔ چنانچہ شروع سے آخیر تک قرآن کا مطالعہ مکمل کیا۔ تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ سائنس اور طب کیا، دنیا کی تمام موجودہ اور آئندہ ترقی کے انتہائی مدارج بھی قرآن سے اخذ کئے جا سکتے ہیں۔ سائنس اگر چاند تک انسان کو پہنچا سکتی ہے تو قرآن انسان کو زمین اور آسمان میں پھیلی ہوئی جنت کی سیر کی دعوت دیتا ہے۔ سائنس اور انسان نے

اگر راڈر وٹیلیویژن بنا لئے ہیں تو قرآن اس سے بھی بڑھ کر فوائد کا ذکر کر رہا ہے جو پیشتر ازیں معجزات کی شکل میں انسان کو راہِ حق بتانے کے لئے دیئے جا چکے ہیں۔ پس میں نے فیصلہ کیا کہ سائنس، طب، معلومات عامہ اور زمانہ کی اونچ نیچ کو مدِ نظر رکھ کر قرآن پاک کی رہبری اور روشنی میں راہِ حق متعین کرنے کی اگر دیانت داری سے کوشش کی جائے، تو دینِ اسلام کا اصل مقصد و مطلب ایسے طریقہ سے پیش کیا جا سکتا ہے کہ جس سے آج اور کل کیا بلکہ قیامت تک کا انسان سرِ مو منحرف نہ ہو سکے۔

اس اتنی بڑی جسارت اور عظیم کوشش میں میں نے ایک ایک قرآنی آیت کو سمجھنے اور اس کی تفسیر کرنے میں جس محنت و پیہم لگن سے مختلف الخیال والعقائد دانشوروں اور خصوصاً علماء سے بحث و تبادلہ خیال کیا ہے۔ اگر اس سب کی تفصیل درج کی جائے تو ایک نہایت ضخیم کتاب کی ضرورت ہو گی۔ چنانچہ اختصار اور اصل مقصد کو عام فہم و دست مطالعہ کے دائرہ میں رکھنے کے لئے کتاب کا لب لباب مندرجہ ذیل سطور میں درج کیا جاتا ہے۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۝

ربِّ کائنات

حضرت انسان کو ازل سے کسی مسئلہ کو سمجھانے کے لئے مختلف النوع مثالوں کی ضرورت سے ربِ کائنات بخوبی واقف ہیں۔ چنانچہ ہم

Marfat.com

دیکھتے ہیں کہ بارہا مثالوں سے کام لے کر اللہ تعالےٰ نے مسائل کو سمجھانے کے لئے ارشادات و فرمودات نازل فرمائے ہیں۔ یہاں تک کہ خود خداوند کریم نے جب مکھی اور مچھر تک مثالوں سے دلائل دیئے تو کفارِ مکہ کہنے لگے کہ یہ کیا کلام اللہ ہے کہ مکھی اور مچھر تک سے مثالوں کا سہارا لے رہا ہے تو اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اللہ اپنی پیدا کردہ حقیر سے حقیر چیز کی بھی مثال دینے سے نہیں چوکتا اور یہ اسی لئے ہے کہ ناقص ایمان والے اس کی پکڑ میں آجائیں۔ مگر حقیقی معنوں میں اللہ کی مرکزی قوت واقتدارِ اعلےٰ پر ایمان رکھنے والے ان سب باتوں پر پختہ یقین رکھتے ہیں اور حقیر سے حقیر مثال کو بھی من جانب اللہ خیال کرتے ہوئے قبول کر لیتے ہیں۔

جہاں اللہ تعالےٰ نے انسان کو بعض مسائل سمجھانے کے لئے ہر طرح کی مثالوں کا ذکر کیا ہے۔ وہاں خود اپنی ذاتِ پاک کہ جس کے متعلق انسان ازل سے الجھاؤ اور پیچیدگی محسوس کرتا آیا ہے) کو بھی سمجھانے کے لئے ایک نہایت عمدہ اور واضح مثال دے کر کائنات میں اپنی مرکزی حیثیت اور ہر چیز کا منبع حیات ہونا ثابت کر دیا ہے (سورہ النور پ۱۸ آیت ۳۵)

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا مِصْبَاحٌ ؕ
اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ؕ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّہَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ
مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّ لَا غَرْبِیَّۃٍ ۙ یَّکَادُ زَیْتُہَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ
تَمْسَسْہُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ یَہْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَیَضْرِبُ
اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۙ (سورۃ نور ۳۵)

Marfat.com

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ج اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ج لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ط
لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ط
یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ ج وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ
اِلَّا بِمَا شَآءَ ج وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ج وَلَا یَؤُدُہٗ
حِفْظُھُمَا ج وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ (سورہ بقرۃ ۲۵۵)

ان دونوں آیات کا مقصد و مطلب رب تعالٰے کو اس کائنات کا نہ صرف پیدا کرنے والا بلکہ جاری رکھنے والا اور اس کائنات کا موجب حیات ہونا ظاہر کرتا ہے اور دونوں آیات کو اگر یکجا رکھ کر مفہوم ادا کیا جائے تو کچھ اس طرح ہو گا۔

اللہ تعالٰی اس تمام کائنات (یعنی زمین و آسمانوں میں جو کچھ بھی ہے") کے لئے مرکزی شمع حیات ہیں جو خود تو کسی کی مرہون منت نہیں، مگر کائنات کی تمام زندگی اسی کی لو میں مرتب شدہ اور زندہ ہے۔ اس مرکزی شمع حیات کی بدولت نہ صرف زمین کو قیام ہے اور جانداروں میں زندگی ہے بلکہ کائنات کے تمام سیارے، ستارے، سورج اور چاند میں حرکت اور محور قائم ہیں۔ سورہ فاطر ۴۱، اور چونکہ وہ ان سب کو قائم کرنے کا ذمہ دار ہے۔ لہٰذا وہ ان کی تمام حرکات و سکنات سے بخوبی واقف ہے۔ اُس کی کارکردگی میں کیا جاندار اور کیا سیارہ کسی کو کوئی عمل دخل نہیں وہ گذرے ہوئے حالات سے بخوبی آگاہ ہے (کیونکہ وہ اس کی تدبیر سے واقع ہو چکے ہیں) اور آئندہ کے حالات خود اُسی کی تدبیر سے ہوں گے۔ نیز وہ اپنی منشاء و مرضی سے جس کی چاہے۔ بہتری اور رہبری کر سکتا ہے۔"

Marfat.com

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۚ
إِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ (سورۃ البقرہ - ۱۱۵)

اللہ تعالےٰ کیا ہیں؟

انسان نے اللہ کو ماننے کے بعد بارہا اللہ تعالےٰ کی ذاتِ بابرکات کے متعلق نہ جانے کیا کیا تخیل قائم کرنا چاہا اور یہی ایک مقام نازک ہے کہ جس سے مسلۂ شرک کی ابتدا بھی ہو سکتی ہے۔ اگر شروع کے انسان نے آگ، ہوا، سمندر، سورج، چاند، ستاروں وغیرہ، کو علیٰحدہ علیٰحدہ خدا کا درجہ دیا تو بعد میں جو بھٹکا تو ان مختلف خداؤں کو انسانی شکل کے بتوں میں پوجنے لگا۔ کیونکہ سوچتے سوچتے انسان نے یہ باور کر لیا کہ انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے۔ لہٰذا انسان کو خدا نے نعوذ باللہ اپنی شبیہہ دے کر جنم دیا ہے۔ چنانچہ جو جو انسان بنی نوع انسان کے لئے ہدایت اور رہبری یا بھلائی کر گذرا، اُن سب کو بھی اپنے خداؤں اور حاجت رواؤں میں تسلیم کر لیا۔ جس کے اثرات تھوڑے ہوں یا بہت تقریباً دنیا کے ہر مذہب میں سمانے لگے قدیم مذاہب میں بت پرستی تو تھی ہی مگر حضرت موسےٰؑ کی امت یہود نے بچھڑے کی پوجا اور حضرت عیسےٰؑ کے بعد نصارا نے حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ حضرت مریم کو بتوں اور شبیہوں کی صورت میں پوجنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ خانہ کعبہ میں حضور نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کے زمانہ تک ہر روز کے لئے ایک نیا بت مقرر تھا اور لات وعزیٰ سمیت ۳۶۰ بت موجود تھے۔ مگر اتنے ڈھیر سارے خداؤں کا ماننا اور پوجنا بجائے خود بے یقینی اور خدا کے ناقص تصور کی ایک واضح دلیل تھی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے حضورؐ کی وساطت سے اپنی وحدانیت اور ایک ہمہ صفات رب ہونے کو قرآن میں جابجا ثابت کرنے کے ساتھ گذشتہ تمام دلائل اور عقائد کو فرداً فرداً مختلف واقعات کی روشنی میں رد کیا۔ جیسا کہ حضرت عذیرؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ابراہیمؑ اور حضرت عیسےٰؑ وغیرہ کے واقعات سے ظاہر ہے اور پھر سختی سے ایسے نظریات کو کفر اور شرکِ اعظم بتاتے ہوئے، انسان کی رہبری اور تسکین کے لئے سورہ نور میں اپنی واضح مثال دے دی۔ سورہ نور ۳۵۔

اب اس نورِ خدا پر مزید بحث انسانی دائرہ اختیار میں نہیں، چونکہ قرآن نے فیصلہ دے دیا کہ "نہیں دیکھ سکتی تمہاری آنکھ اللہ کے نور کو مگر اللہ تمہاری ہر حرکت دیکھتا اور محفوظ کر رہا ہے

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ز وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ج وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ○ (سورۃ انعام ۱۰۳)

اس کو نہیں پا سکتیں آنکھیں اور وہ پا سکتا ہے آنکھوں کو، اور وہ بھید جانتا ہے خبردار۔

تاکہ اُس لمحہ جب وہ تم سے باز پرس کرے۔ تو تمہاری دنیا کی زندگی کی کارکردگی دوبارہ بتا اور دکھا سکے۔ حتیٰ کہ تمہیں اپنی جزا و سزا ہونے پر کسی قسم کا شک و شبہہ نہ رہے اور تم یہ نہ کہہ سکو کہ تمہارا پیدا کرنے والا تم سے کسی قسم کی

زیادتی یا ظلم کرنا چاہتا ہے۔

الروم سورت آیت ۳۰ میں فرمایا کہ

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ۙ (سورۃ روم ۳۰)

سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر ایک طرف کا ہو کر۔ وہی تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو بدلنا نہیں اللہ کے بنائے کو۔ یہی ہے دین سیدھا، لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے۔

ان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی سوچ واطوار اللہ کے ڈھنگ پر ہیں۔ مگر وہ ایسے کہ اللہ تعالےٰ اور نظامِ کائنات میں خدا کے رب ہونے کے مسئلہ کو سمجھنے کے لئے بجائے اس کے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالےٰ کے مجسم ہونے اور اللہ کی شکل وشبیہہ پر غور کیا جائے۔ اللہ تعالےٰ کے پیدا کردہ زندہ جانداروں (جن میں حشرات الارض، حیوانات اور نباتات سب شامل ہیں) کی بناوٹ میں غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ سب یک جان ضرور ہیں۔ مگر ان کا جسم ان گنت مختلف اقسام کے زندہ خلیوں (CELLS) کی ترتیب سے بنایا گیا ہے۔ جب کہ ان خلیوں میں سے ہر ایک علیحدہ علیحدہ سازگار حالات میں زندہ رہنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس ایک حقیر ترین زندگی کے یونٹ (اکائی) کے تجزیہ سے معلوم ہوگا کہ اس خوردبینی جسم کے نظام کو قائم رکھنے کے لئے اس میں ایک مرکز مقرر ہے۔ جس کو اس خلیہ کی تمام ضروریات کی ذمہ داری اور اس کی حرکات وسکنات پر کنٹرول حاصل ہے۔ (NUCLEOUS OF THE CELL) جیسے کہ دی ہوئی

Marfat.com

شکل سے ظاہر ہے 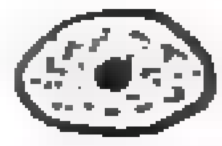 اس چھوٹے سے چھوٹے زندگی سے
ہمکنار جز و کے نظام کو چلانے کے لئے بھی ایک مرکز کی موجودگی اور
اس بات کے ثبوت کے بعد کہ اپنے مرکز کے کنٹرول میں ہر خلیہ کی
حرکات و سکنات اسی مرکز کی سوچ بچار سے متعلق ہیں تو اسی خُلیہ کی
مثال کے مصداق ایک پورے جاندار کے جسمانی نظام کو (جو بے شمار
خلیوں سے ترتیب دے کر بنایا گیا ہے) چلانے کے لئے مرکزی کردار
ادا کرنے کے لئے دل و دماغ متعین کیا گیا۔ اسی طرح سے انسان نے
جو شیرازہ بندی کی تو پہلے ایک خاندان میں ماں باپ مرکزی حیثیت
سے ایک گھر کے نظام کو چلانے لگے۔ پھر ایک گاؤں یا شہر کے لئے
کونسل یا کمیٹی کو مقرر کرنا ضروری معلوم ہوا۔ اسی طرح سے تمام ملک کی حکومت
کے لئے ایک صدر یا بادشاہ کی ضرورت سے انکار نہیں اور اب تمام دنیا
میں قومی اور بین الملکی انتظام کے لئے ایک مجلس اقوام اور ایک سیکرٹری جنرل
کا مقرر کرنا سب اس امر کی غمازی کرتے ہیں کہ اگر اس کائنات کو ایک خلیہ یا
CELL کی طرح ایک بہت بڑا خلیہ مان لیا جائے تو اس عظیم ترین خلیہ کا نظام
و حرکات و سکنات کے کنٹرول کے لئے ضرور کسی مرکزی قوت کی موجودگی
لازمی امر معلوم ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح کی مرکزی قوت کو اس عظیم کائنات
کا رب ہونے کا شرف حاصل ہے اور قرآنی مثال جو سورہ نور میں
بیان کی گئی ہے۔ اسی کے مطابق معلوم ہوتی ہے، گو یہ مرکزی قوت مجسم
نہیں، مگر اس کی طاقت و عظمت کا قائل بہر حال ہونا ہی پڑتا ہے، اور راقم

Marfat.com

کو جس قوت نے اپنا دیدار نصیب فرمایا ہے۔ اس مرکزی شمع حیات کا کائنات پر کنٹرول اس کے دیدار کے بعد سمجھ لینا مجھے تو آسان نظر آتا ہے۔ وہ ایسے کہ بعینہٖ اس کی مثال آج کے زمانہ کے راڈار سے دی جا سکتی ہے (محض سمجھانے کے لیئے) راڈار تو انسان کی ایجاد ہے اور اس کا دائرہ عمل محدود ہے۔ مگر کائنات کی مرکزی قوت کہ جس سے کائنات قائم و دائم ہے۔ اتنی عظیم قوت کی مالک ہے (یعنی سب کچھ اللہ کے سامنے ہے) (سورہ البروج آیت ۹) کہ وہ اپنے خاص نوری اثرات (اشعاع) سے کائنات کی تمام ترتیب وانتظام کو سنبھالا دیئے ہے۔ اُسی مرکزی نور کی کشش سے تمام سیارے وستارے اس کائنات میں اپنے مخصوص محوروں پر رواں دواں ہیں تو اندازہ کیجیئے کہ یہ مخصوص نوری کشش ایک لمحہ کے لئے بھی اگر ڈھیلی کر دی جائے تو آن واحد میں یہ تمام بڑے بڑے کائناتی اجسام آپس میں ٹکرا کر تباہی لے آئیں (قیامت کے بپا ہونے کا طریقہ) ادھر دوسری طرف غور کریں کہ اگر یہ مرکزی قوت ایک کی بجائے دو یا اس سے زائد ہوتیں تو جس طرح سے انسانی ساختہ راڈار ایک دوسرے کے دائرہ عمل میں گڑبڑ پیدا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح سے اس کائنات میں گڑبڑ اور ناموافق حالات کا موجب بن جاتے اور اس سے کائنات اپنی موجودہ حالت میں کبھی نہ رہ سکتی۔ پس اس بیان سے اس عظیم ذاتِ خداوندی کے ایک اور صرف ایک ہونے پر یقین پختہ ہو جاتا ہے اور یہ اللہ تعالےٰ کے واحد اور ایک ہونے کا ٹھوس ثبوت ہے۔

Marfat.com

مسئلہ توحید

اسی طرح یہ بات صاف طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ یہ عظیم مرکزِ ربوبیت جو ازل سے رواں دواں ہے اپنے دائرہ عمل میں کسی دوسری قوت کا عمل دخل برداشت ہی نہیں کر سکتا۔ وگرنہ اس کا پیدا کردہ اور قائم کردہ نظام کائنات درہم برہم ہوتا نظر آتا ہے اور اسی طرح یہ بھی درست معلوم ہوتا ہے کہ اس مرکزِ ربوبیت کو کسی قسم کی مدد یا محتاجی کی ضرورت ہی نہیں تو پھر اُسے اپنا جانشین مقرر کرنے یا نسل کشی سے کیا غرض ہو سکتی ہے؟ جب کہ اس کے بنتے یا پیدا کرنے سے اُس کی اپنی پیدا کردہ کائنات کے نظام ہی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

لہذا مندرجہ بالا بیان سے یہ بات حتمی طور پر قرآن کے عین مطابق اور موجودہ زمانہ میں انسانی ترقی کے نتائج کی روشنی میں اللہ تعالےٰ کے ضرور موجود ہونے اور فقط ایک اور واحد ہونے کے ٹھوس اور انتہائی ترقی یافتہ دلائل کی بدولت واضح ہو جاتی ہے۔

اب اللہ تعالےٰ کی عظیم قوت اور مرکزِ ربوبیت کے کائنات میں موجود ہونے پر یقین پختہ ہونے کے بعد باقی ماندہ تمام مذہبی مسائل کہ جن کا سائنس نے اب تک واضح جواب نہیں دیا اور ان کے متعلق

Marfat.com

محض فرضی قیاس آرائی سے کام لیا جا رہا ہے وہ بھی حل ہو سکتے ہیں۔ جن میں سے بعض اہم مسائل پر بحث یہاں ضروری معلوم ہوتی ہے۔

دنیا میں ترازو اللہ کی پیدا کردہ ہے

سورہ رحمان

اللہ تعالٰی نے سورہ رحمان میں بڑے جلال اور تمکنت سے دعویٰ کیا ہے کہ ہم نے دنیا میں ترازو پیدا کی ہے، لہذا تمہیں چاہیئے کہ کم مت تولو۔ (الرحمان ۷ تا ۹) اب اگر اسی ایک بات پر غور کیا جائے تو گو ہمارے پچھلے مفسرین اس قسم کی آیات کی تفسیر پوری تسلی اور اطمینان بخش طور پر نہیں لکھ سکے۔ مگر آج کل کا انسان قرآن میں قائم کئے گئے تمام حقائق کو پرکھنے اور ان کی تہہ تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتا ہے لیکن ان حقائق کو حاصل کرنے کے لئے اب تک دیانت داری سے کوشش ہی نہیں کی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارا زیادہ تعلیم یافتہ نوجوان مذہب کی حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہے اور نہ ہی مذہب کو سمجھانے والے سائنس پر مذہب کی فوقیت واضح کر سکے ہیں۔

لہذا اگر اسی ایک معاملہ کو لے کر آپ علماء سے رجوع کریں تو ان سے آپ کو اس بارہ میں اطمینان بخش جواب ملنا مشکل ہوگا۔ کیونکہ علماء کو ترازو کے دونوں پلڑوں پر اثر پذیر قوت یعنی کشش ثقل (GRAVITY) کا علم نہیں ہے۔

Marfat.com

کشش ثقل کیا ہے؟

کشش ثقل سے مراد وہ فرضی کشش یا قوت ہے جس کی وجہ سے زمین پر موجود تمام اشیاء بلکہ کرۂ ہوائی سمیت سب زمین ہی کے گرد لپٹے ہوئے ہیں یا زمین سے چمٹے رہتے ہیں اور اس ہر وقت خلا میں معلق سیارہ سے گر کر ادھر ادھر نہیں لڑھک جاتے۔

سائنسدانوں کا خیال ہے کہ یہ کشش زمین کے مرکز میں ایک فرضی مقناطیس کی بدولت ہے جس کو وہ آج تک ثابت نہیں کر سکے اور اُن کے خیال میں ترازو کے دونوں پلڑے جب ہم وزن کر دئیے جاتے ہیں تو ایک وزن ہونے کی وجہ سے ان دونوں پر زمینی کشش برابر ہو جاتی ہے لہذا ترازو کی ڈنڈی سیدھ میں آجاتی ہے۔

ادھر اب کائنات میں موجود دوسرے سیاروں، ستاروں، چاند وغیرہ پر بھی کشش ثقل پائے جانے کی اطلاع دی گئی ہے اور اس کی طاقت ہر جگہ مخصوص ستارہ یا سیارہ کے حجم کے لحاظ زمین کے مقابلہ میں کم یا زیادہ ہے۔ مثلاً چاند زمین سے تقریباً حجم میں چھٹا حصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر زمین پر کوئی چیز چھ سیر وزن رکھتی ہے تو چاند پر فقط ایک سیر۔ دوسری طرف خلا کہ جہاں کوئی جسامت رکھنے والی چیز نہیں وہاں کشش ثقل نہ ہونے کی وجہ سے بے وزنی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے خواہ وہ چیز چھوٹی ہو یا اتنی بڑی کہ ایک سیارہ کے برابر (۔) خلا میں وہ خود ایسے ہی متحرک ہے، جیسے کہ ایک بے وزن چیز۔ اب اگر مندرجہ بالا

Marfat.com

بیان پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ کائنات میں پائے جانے والے تمام سیاروں، ستاروں، زمین وغیرہ پر موجود کشش ثقل چونکہ ایک دوسرے کے حجم کے لحاظ سے کم یا زیادہ ہے۔ لہذا ان تمام میں کشش ثقل پیدا کرنے والی قوت ایک ہی ہے۔ پس جتنا کسی کرہ کا حجم کا ہوگا۔ اسی مقدار میں اُس مرکزی قوت سے اپنے اندر کشش ثقل جمع کرلے گا۔ تاکہ اُس پر موجود ہر ایک چیز اُس مخصوص کرہ سے وابستہ رہے۔ اب اگر اس کشش ثقل پیدا کرنے والی مرکزی قوت کو اللہ تعالےٰ کے دعوے کی روشنی میں دیکھا جائے۔ تو سائنسدانوں کی عقلی پہنچ سے اور آگے بڑھ کر ہم باآسانی یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ کشش ثقل کائنات میں اسی مرکزِ ربوبیت کے پیدا کردہ نوری اثرات سے ہے کہ جن کی بدولت اس تمام کائنات کا شیرازہ قائم ہے۔ پس اس نورانی کشش ثقل کو سمجھ لینے سے اللہ تعالےٰ کی مرکزی قوت پر اور یقین پختہ ہو جاتا ہے۔ نیز اب ذراسی توجہ سے یہ معاملہ بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے کہ اگر یہ کائنات کی شیرازہ بندی کو سنبھالا دینے والی قوت (مرکزِ ربوبیت) ایک لمحہ کے لئے اس کشش خصوصی کو کائنات سے سمیٹ لے تو پھر اس کائنات کا کیا حشر ہو سکتا ہے؟ لہذا اسی نورانی کشش ثقل کے نظام کو سمجھنے سے اللہ تعالےٰ کی ان گنت صفات صاف عیاں ہیں اور پارہ ۳ میں آیت الکرسی میں خدائے پاک کا دعوےٰ کہ وہ مرکزِ ربوبیت کائنات کے نظام کو اس حسن اور خوش اسلوبی سے بغیر اکتائے تھام رہا ہے کہ اگر وہ اس میں ذراسی بھی غفلت یا اونگھ تک کرے تو یہ سب

Marfat.com

نظام چشم زدن میں پاش پاش ہو کر رہ جائے۔ سبحان اللہ، اللہ اکبر! کتنا صحیح اور کتنی سچائی پر مبنی یہ دعویٰ ہو سکتا ہے؟

پس معلوم ہوا کہ فقط ایک ترازو کے پیدا کرنے کے دعویٰ کو سچا ثابت کرنے کے ساتھ اس کی تہہ تک پہنچتے پہنچتے ہمیں اللہ تعالےٰ کے قائم کردہ نظامِ کائنات کی بخوبی سمجھ آج کل کے ہونے والے واقعات اور معلومات سے بدرجہا بہتر طور پر معہ ثبوت معلوم ہو گئی ہے اور سائنس نے جہاں جہاں چپ سادھ لی ہے۔ وہاں سے ہی اللہ تعالےٰ کی موجودگی کا احساس ہونے لگا ہے۔

ذرا غور فرمایئے۔ اللہ تعالےٰ نے ترازو قائم کرنے کا دعوےٰ اور کائنات میں سورج، چاند وستاروں کے نظام کی نشاندہی کیسی خوبصورتی سے آج سے چودہ سو سال پیشتر اپنے آخری نبیؐ کو اور ہر لحاظ سے مکمل دین کی کتاب میں کتنی واضح طور پر بیان کر دی ہے کیا اب اس دعوے سے بڑھ کر سائنس اور آگے بھی جا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں!!

بس اسی ایک مسئلہ کو سمجھ لینے سے ہمیں یقین ہونے لگتا ہے کہ دینِ اسلام ہی صحیح اور آخری دین اللہ ہے اور اس میں کتاب اللہ کا مقام واقعی اُمّ الکتاب ہے اور کتاب اللہ کا دعوےٰ کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن میں تمام چیزوں کی مثال دے ڈالی ہے اور انسان کو سمجھانے کے لئے قرآن کو آسان بنا ڈالا ہے وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ

اور ہم نے بتائی ہے آدمیوں کو اس قرآن میں ہر طرح کی کہاوت۔
(سورۃ روم ۵۸)

Marfat.com

تمام سائنسی علوم اللہ تعالیٰ کے خدائی اور ربوبیت کے دعوؤں کو سچا کر رہے ہیں

سائنس کی تمام تر ترقی کو اگر مرکزِ ربوبیت کی مرہونِ منت کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ بلکہ سائنس نے جن مقامات پر صحیح جواب دینے کی بجائے بعض باتوں کو محض فرض کر لیا ہے۔ وہاں اگر فرض کرنے کی بجائے ان سب کو ایک ہی مرکزی قوت یعنی مرکزِ ربوبیت کی بدولت کہہ لیا جائے تو سب کچھ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً موجودہ زمانہ میں وائرلیس اور ٹیلیویژن سے پیغام رسانی اور متحرک تصاویر ایک جگہ سے دوسری جگہ اور اب تو زمین سے باہر خلا اور دوسرے سیاروں تک پہنچائی جا رہی ہیں۔ سائنس نے ان کی ترسیل کے لئے جو راستہ یا ذریعہ متعین کیا ہے اُسے ایک فرضی ذریعہ قرار دیا ہے۔ جس کو عرف عام میں ایتھر (ETHER) کہا گیا ہے مگر ایتھر کی اصلیت سے سائنسدان پردہ نہیں اٹھا سکے۔ گو بہر حال وہ یہ جانتے ہیں کہ یہ ایتھر ہر جگہ کائنات میں موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بے تار طریقہ سے پیغام رسانی اور متحرک تصاویر کی ترسیل کائنات میں ہر جگہ پہنچانے میں یہی ایتھر کام آ رہا ہے۔ اب اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے اور اللہ تعالیٰ کو کائنات میں منتظم مرکزی قوتِ اعلیٰ تسلیم کرتے تو انہیں بخوبی یہ بات سمجھ آ سکتی ہے کہ ہر جگہ موجود اور ہر جگہ کام آنے والا انتظام وہی اللہ کا نوری نظام ہے۔ جس کی بدولت یہ ذات باری تعالیٰ اپنی مرکزی حیثیتِ ربوبیت میں ہوتے ہوئے تمام کائنات حتیٰ کہ بڑے سے بڑے سیاروں کے اندرونی

مرکز تک ایک ایک ذرہ کی حرکات و سکنات کے متعلق اسی ایتھر (ETHER) یعنی نورانی نظام اشعاع سے پوری طرح سے باخبر ہیں اور اسی نوری نظام سے انسان نے بھی پیغام رسانی اور محرک تصاویر کی ترسیل کا کام لینا شروع کر دیا ہے۔ لہذا ایک صحیح النظر مسلمان کے لئے اس اتنی عظیم سائنسی ترقی میں بھی خدا کو پہچاننے کے لئے بہت سے اشارات موجود ہیں جیسا کہ قبل ازیں بیان ہو چکا ہے کہ جس مقام پر سائنس نے خاموشی اختیار کر لی ہے اور بعض حقائق کو سامنے دیکھتے ہوئے بھی ان کی مزید چھان بین کی طرف توجہ نہیں دی۔ اگر ان ہی مقامات سے اللہ تعالےٰ کی تلاش شروع کر دی جائے تو نہ جانے، اللہ کو تلاش کرتے والا ایک نیک نیت سائنسدان بھی اللہ تک پہنچ جائے۔

اور پھر سائنس کی تمام تر ترقی کے بین بین قرآن نے قبل ازیں معجزات کے نام سے انسانوں کو سب کچھ دکھا ہی دیا ہے۔ جیسے کہ حضرت سلیمانؑ کے زمانہ میں پلک جھپکنے میں بڑے سے بڑے کام سرانجام پاتے اور بلے سے بلے سفر طے ہوتے رہے ہیں۔ پس ضرورت فقط اس امر کی ہے کہ ہم سب اللہ تعالےٰ اور دینِ اسلام کی اشاعت کے لئے فوری طور پر دیرینہ طریقہ تدریس کی خامیوں کی اصلاح کر دیں۔ تاکہ آئندہ کے انتہائی ترقی یافتہ دور میں بھی انسان اور خاص طور پر ترقی یافتہ سائنسدان تک کی رہبری قرآن ہی سے ہو اور آسے ایسے معلوم ہو کہ قرآن میں موجود اشارات اُس کی رہبری قیامت تک کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ○ (سورہ قمر ۴۹)
ہم نے ہر چیز بنائی پہلے ٹھہرا کر۔

وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ ۢ بِالْبَصَرِ ○ (سورہ قمر ۵۰)
اور ہمارا کام ہی ایک دم کی بات ہے۔ جیسے پلک لگاہ کی۔

ایتھر اصل میں نوری نظامِ کائنات ہے

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سب سے بڑی صفتِ خداوندی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بیک وقت ہر جگہ موجود ہے۔ جیسے فرمایا فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ، البقرہ ۱۱۵۔

اب تک انسان نے اپنی تحقیق سے جو باتیں معلوم کی ہیں۔ ان میں وہ ذریعہ یا وسیلہ (MEDIA) جس سے کہ ریڈیو۔ ٹیلی ویژن۔ راڈر وغیرہ کام کر رہے ہیں ایک فرضی وسیلہ کے طور پر سائنسدانوں نے معلوم کیا ہے اور اس وسیلہ کو ایتھر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کی خاصیت یہ بتائی گئی ہے کہ یہ زمین فضا۔ خلا۔ چاند ستاروں۔ سیاروں سب جگہ موجود ہے۔

اب یہ ہر جگہ موجود ہونے والی صفت اسلام کی رو سے تو خدائی صفت کے مشابہ ہے۔ چنانچہ سائنسدانوں کے اس فرضی وسیلہ کو اگر ہم نظامِ نور کہہ لیں تو بہت سارے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ جیسے کہ زیر نظر صفحات میں مذکور ہے مگر اب سنا ہے کہ ایک سائنسدان نے اس ایتھر کی موجودگی سے ہی انکار کر دیا ہے

اور انہوں نے اپنے اس انکار کی وجہ اپنا ایک تجربہ بتایا ہے۔ جس کی بدولت یہ حضرت ایتھر میں زمینی کرہ کی محوری رفتار معلوم کرنے کے لئے چند قاعدوں اور فارمولوں سے کام لینے لگے تو انہیں ناکامی ہوئی یا یوں کہیئے کہ انہیں زمین کی رفتار کچھ بھی معلوم نہیں ہوئی۔ کیوں کہ ان کے ذہن میں یہ بات یقین کی حد تک سمائی ہوئی تھی کہ زمین حرکت کر رہی ہے۔ چنانچہ انہوں نے زمین کی محوری حرکت پر رفتار ایتھر کی مدد سے نکالنے میں ناکامی کو یہ کہہ کر تسلّی کر لی کہ سرے سے ایتھر (یعنی اتنے عجوبے کرنے والا ذریعہ جس کی بدولت وائرلیس ٹیلی ویژن اور راڈر وغیرہ کام کر رہے ہیں) ہی موجود نہیں کیونکہ ان کے خیال کے مطابق اگر ایتھر موجود ہوتا تو وہ صاحب زمین کی رفتار معلوم کر لیتے۔ مگر ہمارے لئے متذکرہ تجربہ نے تو اس قرآنی تخیل کو اور مضبوط کر دیا ہے کہ گو اس طرح سے زمین کی حرکت معلوم نہیں ہو سکی۔ مگر تصویر کا دوسرا رخ دیکھنے سے معاملہ صاف ہو جاتا ہے کہ جب زمین تھی ہی ساکن تو ایتھر میں اس کی رفتار معلوم کرنے کا ہر کلیہ اس کی رفتار صفر ہی بتائے گا۔

اور یہی ان سائنسدان صاحب کے تجربہ سے ثابت بھی ہوا کہ ایتھر تو ضرور موجود ہے مگر چونکہ زمین کی کوئی حرکت ہی نہیں تو انہیں رفتار خاک ملتی! پس ایتھر کی موجودگی سے ہمیں انکار کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ہی اس مضمون میں ایتھر کا ذکر پڑھ کر ہمیں اس کے متعلق کچھ اور رائے قائم کرنے کی ضرورت ہے۔

نوٹ چونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت کہ وہ ہر جگہ موجود ہیں مگر دوسری طرف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ شیطان بھی ہر جگہ موجود ہے تو یہ جس سے اللہ تعالیٰ کی اس صفت میں نقص تصور کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ جاننا چاہیئے کہ شیطان کی یہ صفت ایک محدود حد تک متعین ہے تاکہ وہ انسان کو بھٹکانے میں عمل پیرا ہو جس امر کی شیطان نے اللہ تعالےٰ سے پیشگی اجازت مانگ لی ہوئی ہے۔

Marfat.com

لب ڈپ نہیں دل کی آواز لبیک ہے

کیونکہ اسی نوری نظام کے ماننے سے اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات و دعاوی نہایت واضح طور پر سمجھ میں آ سکتے ہیں جیساکہ سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (سورہ الحشر۔ الحدید۔ الجمعہ سورہ التغابن) کی سب سے پہلی آیت میں دعوےٰ کیا گیا ہے۔

بحیثیت مسلمان ہمارا یہ ایمان ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کے سب فرمان بالکل سچائی پر مبنی ہیں۔ اور زمانہ کے ساتھ ساتھ ان تمام آیات کے بھید انسان پر واضح ہوتے جا رہے ہیں۔ اب قرآن کا یہ دعوےٰ کہ کائنات میں ہر جاندار اللہ کی تسبیح کر رہا ہے۔ بڑا غور طلب ہے۔ یعنی اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ دنیا میں موجود تمام جاندار نباتات چرند پرند حشرات الارض اور چوپائے تو ایسی مخلوق ہیں کہ ان کی زبان ہمیں سمجھ نہیں آتی۔ ورنہ یہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و حمد کا ورد کرتے ہی ہونگے۔ مگر انسانوں میں سب کا اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنا سمجھ سے بالاتر ہے بلکہ ہم تو انسانوں میں کفار۔ منکرین خدا سب کو اپنے سامنے دیکھتے اور سنتے ہیں کہ ان میں کئی سرپھرے تسبیح و حمد کیا سرے سے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب بھی نہیں مانتے۔ اور دوسری طرف قرآن

Marfat.com

پاک کا دعوے ہے کہ جس کو ازلیں سچا تسلیم کرنا ہی ہمارا ایمان ہے۔ چنانچہ اگر آپ اس قسم کی الجھن کو لے کر علماء کے پاس جائیں تو آپ کو وہ شائد کچھ نہ بتا سکیں۔ مگر جیسے کہ ظاہر ہے کہ قرآنی آیات کی صداقت پر تحقیق کرنے کی ضرورت پر سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ آج کا انسان اس قابل ہے کہ اس قسم کے تمام قرآنی دعاوی سچائی پر مبنی ظاہر کرنے کے لئے اپنی عقل و علم سے باوثوق اور ٹھوس دلائل مہیا کر سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اس آیات مبارکہ کو پڑھنے اور قرآن کریم میں غور کرنے سے ہم پر عیاں ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا ہے کہ "ہم تمہاری شاہ رگ سے بھی قریب ہیں۔ آیت ۱۶ سورہ ق

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ ۖ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ۝ (سورۃ قٓ - ۱۶)

اور ہم نے بنایا انسان کو اور جانتے ہیں جو باتیں آتی ہیں اس کے جی میں۔ اور ہم اس سے نزدیک ہیں۔ دھڑکتی رگ سے زیادہ۔

ہم اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ شاہ رگ کو عرف عام میں تو گردن میں موجود خون کی نالی سمجھا گیا ہے مگر اصل میں یہ تخیل غلط ہے۔ کیونکہ شاہ رگ تو جسم کی وہ رگ ہونی چاہیئے۔ جو کہ جسم کی تمام خون کی رگوں میں بڑی ہو۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جسم میں سب سے بڑی خون کی نالی وہ ہے۔ جو دل کے دائیں طرف سے داخل ہوتی ہے (گندے خون کی بڑی نالی) اور جس کو (SUP. VENA CAVA) کہا جاتا ہے۔ چنانچہ علم طب جاننے والے اچھی طرح سے سمجھتے ہیں کہ اس کی جڑ کے نزدیک ہی وہ مقام ہے جہاں سے زندگی کی

لہریں (S.A - NODE) ایک منٹ میں لگ بھگ ۷۲ مرتبہ از خود نکل کر اطراف میں پھیلتی اور دل (HEART MUSTLE) کے ریشے ریشے کو زندگی کی شمع روشن کرنے کے لئے خون پمپ کرنے پر مجبور کرتی رہتی ہیں۔ پھر دل کی ہیئت تمام جسم سے جُدا اور انفرادی ہے۔ کہ اس لوتھڑے کو اگر کاٹ کر علیحدہ رکھ دیا جائے اور اسے حالات سازگار ملتے رہیں تو یہ ایک عرصہ تک یں دھڑکتا ہی رہتا ہے۔ یعنی زندہ رہ سکتا ہے۔ مگر جسم کے دوسرے حصّوں کے لئے جیسے ہی اس نے خون کی سپلائی بند کرلی تو جسم کو مردہ تصوّر کرلیا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے مغربی سائنسدانوں نے دل کی آواز کو لب ڈپ سے تشبیہ دی ہے مگر ہم اگر اس کو بحیثیت مسلمان غور سے سنیں تو لب ڈپ نہیں۔ دل تو بڑے سیدھے الفاظ میں شمع زندگی کے منبع یعنی اسی خالق و مالک حَیّ القیّوم کو لبیک لبیک پکار رہا ہے اور اس کا تعلق بذریعہ نوری اشعاع اسی شاہ رگ کی جڑ میں موجود مقام (S.A. NODE) سے مرکزی منبع حیات اللّٰہ سے منسلک ہے۔ اور جیسے ہی یہ لوتھڑا کسی زندہ جسم میں اپنے اصل منبع حیات یعنی حَیّ القیّوم کو لبیک لبیک کہنا بند کردیتا ہے۔ وہ جس کسی جسم میں موجود ہوتا ہے۔ ہم اس کی موت کا اعلان کردیتے ہیں۔ پس ظاہر ہوا کہ اس کائنات میں کوئی جاندار زندہ ہی نہیں رہ سکتا۔ جب تک وہ اپنے خالق و مالک کو کسی نہ کسی طرح پکار نہ رہا ہو۔ لہذا وہ جاندار اگر انسان ہے تو خواہ وہ کچھ بھی دماغی نظریات رکھے اس کا دل ہر وقت اس کی زندگی برقرار رکھنے کے لئے لبیک لبیک کہہ ہی رہا ہوتا ہے تو یہ ہے اس آیت مبارکہ کا مفہوم اور تشریح جس پر مزید توجہ دی جائے تو

Marfat.com

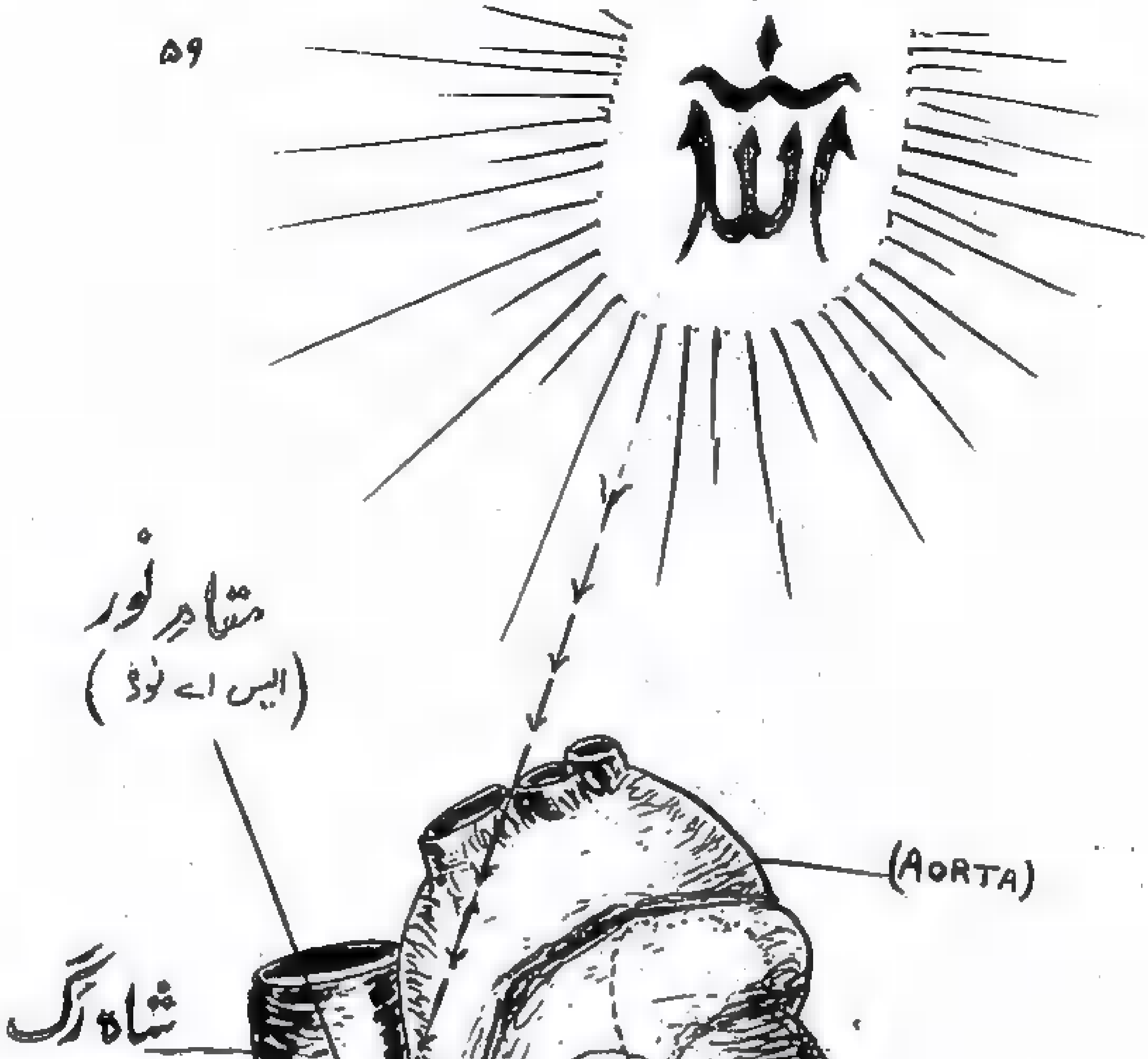

انسانی دل اور شمع نور

لب ڈُپ؟ نہیں لبیک

Marfat.com

معلوم ہو کہ قرآن میں جا بجا خدائے تعالےٰ کا فرمان نظر آتا ہے کہ ہم نے تمہارے دل میں یہ بات ڈال دی۔ ہم نے دل پر مہر کر دی وغیرہ جس سے مدعا یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ لئے جو سب زندگیوں کے منبع ہیں۔ اپنا تعلق ہر جاندار سے اس کے دل کی معرفت سے بتاتے ہیں۔ اور دماغ تو محض انسان کو دنیا میں امتحان کے لئے ایک آلہ کے طور پر دیا گیا ہے۔ جس سے وہ نیک و بد کی پہچان کر سکے۔ اور پھر آپ نے اکثر سنا ہوگا کہ بزرگانِ دین جب بھی عبادت میں محویت کا تصوّر دیتے ہیں تو یہی کہتے ہیں کہ لَا الٰہ پڑھ کر اِلَّا اللہ اسی طور پر کہو کہ ضرب دل پر لگے، دوسری طرف انسان نے اللہ تعالےٰ کے فرمان کے مطابق جب بھی اپنی کسی خواہش کا اظہار کیا۔ یہی کہا کہ میرا دل یہ چاہتا ہے یا وہ کہتا ہے۔

پس اے دوستو! خوب غور سے سن لو آج وہ دن آن پہنچا ہے کہ ہم انشاءاللہ خود کو اس قابل پا رہے ہیں کہ قرآن پاک کی ہر آیت کا اصل مطلب و مقصد ٹھوس دلائل اور مختلف علوم کی مدد سے پا سکتے ہیں۔ جس سے کہ ہمارا ایمان اور پختہ اور ہمارا دل سکون سے لبریز ہو سکتا ہے۔ تو آیئے اپنی بے اطمینانی اور بے سکونی کو علمائے کرام سے اگر تسکین نہیں مل رہی تو ہم خود ہی تلاش کریں اور بے چارے حقیقت سے آشنا علمائے کرام کو موردِ الزام ٹھہرانے کی بجائے اپنے اس دل کے لوتھڑے سے سبق حاصل کرتے ہوئے ہم بھی اس مالکِ حقیقی اور منبع حیات کو اپنے ہر قول و فعل میں لبیک لبیک کہنا شروع کر دیں۔ جس سے میرا ایمان ہے کہ انشاءاللہ فوری طور پہ آپ وہ سکون قلبی و روحانی محسوس کرنے لگیں گے۔ جس کی تلاش میں میں بھی کئی سال سرگرداں رہا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم کو قرآن کی ہر آیت کا اصل مطلب سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

Marfat.com

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

(سورۃ النحل - ۳)

بنائے آسمان اور زمین ٹھیک - وہ اوپر ہے ان کے شریک بتلانے سے -

تخلیقِ کائنات کا قرآنی تصوّر

دنیا کی مادی ترقی کے بل بوتے پر گو انسان اب تک بہت کچھ کائناتی علم حاصل کر چکا ہے جن کی صحیح نشاندہی قبل ازیں ہی اللہ نے قرآن میں کر دی ہے۔ مگر اے مسلمان! تم آخر قرآن کی طرف دھیان کیوں نہیں دیتے کہ جو تمہیں سائنسی علوم سے بڑھ کر صحیح صحیح علم مہیا کر رہا ہے۔ قرآن کے گہرے مطالعہ اور شروع سے اخیر تک دیئے جانے والے تمام حقائق کو اگر یکجا کیا جائے تو تخلیقِ کائنات، حقیقتِ کائنات حتیٰ کہ اس کی زندگی تک کا بیان معلوم ہو سکتا ہے۔

تخلیقِ کائنات کے بارے میں بہت کچھ کہا جا چکا ہے بعض اسے محض اتفاقی امر خیال کرتے ہیں، بعض مختلف قوتوں کا مرہونِ منت گردانتے ہیں مگر اصلیت تک پہنچنے کی کوشش ہی نہیں ہو سکی۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے اور ایمان بالغیب ...... رکھنے والے کے لئے قرآنی حقائق حرفِ آخر ہیں جو کہ بتدریج بالآخر صحیح ثابت ہوں گے اور وہ یہ ہیں جیسے فرمایا۔

وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ (سورۃ ھود - ۷)

Marfat.com

اور وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں اور تھا تخت اس کا پانی پر کہ تم کو آزمائے
کون تم میں اچھا کرتا ہے

اللہ تبارک و تعالے نے جو تمام کائنات کے پیدا کرنے کا ذریعہ اور منبع ہیں اپنی مشیئتِ ایزدی سے دنیا یعنی زمین اور آسمان ترتیب دیئے اس کا ذکر قرآن پاک میں بارہا آچکا ہے۔

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ
وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (سورۃ انبیاء ۳۰)

اور کیا نہیں دیکھا ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین منہ بند تھے۔ پھر ہم نے ان کو کھولا اور بنائی ہم نے پانی سے جس چیز میں جی ہے۔ پھر کیا یقین نہیں کرتے۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى
عَلَي الْعَرْشِ ۣ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ
وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ
رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ اعراف - ۵۴)

تمہارا رب اللہ ہے جس نے بنائے آسمان زمین چھ دن میں۔ پھر بیٹھا تخت پر۔ اوڑھاتا ہے رات پر دن۔ اس کے پیچھے لگا آتا ہے دوڑتا۔ اور سورج اور چاند تارے کام لگے، اسی کے حکم پر۔ سُن لو اسی کا کام ہے بنانا اور حکم فرمانا۔ بڑی برکت اللہ کی، جو صاحب سارے جہان کا۔

پس یوں سمجھ لیجیئے کہ حق باری تعالے ایک عظیم خزانۂ غیب بن کر کرۂ زمین اور آسمانوں کے درمیان پانی پر جلوہ افروز تھے جب کہ یہ زمین و آسمان کا ملا جلا ایک نہایت ہی عظیم

گولہ (کرہ) کائنات کی لامحدود خلا میں موجود تھا۔ شکل نمبر ۱ صفحہ ۶۸

اس ایک انتہائی بڑے آسمانوں اور زمین پر مشتمل گولے میں آسمانوں اور ان میں موجود سب کچھ یعنی سورج، چاند، ستاروں، سیاروں کا تمام مادہ بالکل درمیان میں موجود زمینی (ارضی) کرہ، اور روئے زمین پر واقع تمام پانی کی ایک بہت بڑی تہ سے جدا تھا شکل ۱۔ اس زمین اور آسمانوں میں موجود پانی پر اللہ تبارک تعالیٰ کا عرش تھا۔ جیسا کہ قرآن پاک اور دوسری آسمانی کتب انجیل وغیرہ سے ظاہر ہے مگر اس عظیم گولے کے اندر پانی کی تہ پر اللہ تعالیٰ کا نور مرتکز ہونے سے یہ ہرگز باور نہیں کرنا چاہیئے کہ ذاتِ کبریائی اس گولہ میں محصور تھی۔ خدا تو لامکان ہے اپنے عرش کو کائنات کے کسی کونہ قریہ میں مرتکز کرنے کے بعد کائنات کے اندر اور باہر مادہ سیال یا خلا ہر جگہ پر اپنی نوری اثرات سے پہنچ رکھے ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس گولے کے اندر ہوتے ہوئے بھی اس سے باہر کی خبر اللہ کو ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (زمر ۶۷)

اور نہیں سمجھے اللہ کو جتنا کچھ وہ ہے۔ اور زمین ساری ایک مٹھی ہے اس کی دن قیامت کے اور آسمان لپٹے ہیں اُس کے داہنے ہاتھ میں۔ وہ پاک ہے اور بہت اوپر ہے اس سے کہ یہ شریک بتاتے ہیں۔

الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

جس کا راج ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ کے سامنے ہے ہر چیز۔ (سورۂ بروج ۹)

Marfat.com

موجودہ کائنات کی پیدائش

جیسے کہ قبل ازیں لکھا گیا ہے کہ موجودہ کائنات سے قبل آسمان اور زمین آپس میں ملے ہوئے تھے۔ صفحہ ۶۵ شکل ۱

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ۝ (سورۃ انبیاء ۳۰)

اور کیا نہیں دیکھا ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین منہ بند تھے۔ پھر ہم نے ان کو کھولا اور بنائی ہم نے پانی سے ہر چیز میں جی ہے۔ پھر کیا یقین نہیں کرتے۔

اور اللہ تعالےٰ نے ان کو آپس سے جدا کیا۔ اللہ تعالےٰ اپنے عرش پر متمکن زمین اور آسمانوں کے درمیان واقع پانی پر مرتکز تھے۔ مگر کائنات میں موجود تمام ذرہ ذرہ پر اپنی نوری شعاعوں سے نگاہ رکھے تھے خواہ وہ زمین و آسمان کے گولہ کے اندر تھی یا باہر۔ پس جیسے ہی آسمانوں کو زمین سے جدا ہو جانے کا حکم ہوا۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے اپنی منشا اور مرضی کے مطابق زمین کو ایک نئے دور کے لئے جو کہ آج کے انسان کے لئے بنایا جانا تھا اپنے خاص علم اور حکمت سے موجودہ انسان کے بود و باش کے لئے سازگار بنانے کے لئے اس میں خشکی اور پانی کو ترتیب دیا اور اس میں ہر قسم سبزہ زار اور مختلف جانور اور حشرات الارض چار نوری ایام میں خلق فرمائے۔ ایک نوری یوم انسان کے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا۔

وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلسَّائِلِينَ ۝ (سورۃ حٰم السجدہ ۱۰)

اور رکھے اس میں بوجھ اوپر سے اور برکت بھی اس کے اندر۔ اور ٹھہرائیں اس میں خوراکیں اس کی چار دن میں پورا ہوا پوچھنے والوں کو۔

Marfat.com

شکل نمبر ۱

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ط وَ
جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ط أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ○

(سورۃ انبیآء - ۳۶)

اور کیا نہیں دیکھا ان منکروں نے ؟ کہ آسمان اور زمین بند تھے۔ پھر ہم نے ان کو کھولا اور بنائی ہم نے پانی سے ہر چیز میں جی ہے۔ پھر کیا یقین نہیں کرتے۔

Marfat.com

زمین اور چاند شکل ۲

اس زمین کو ترتیب دینے کی کارروائی میں زمین کی سطح پر واقعی پانی کو ایک جگہ جمع کرنے کے لئے اور مختلف جگہوں میں خشکی کو ابھارنے اور زمین کو صحیح قیام (BALANCE) دینے کی غرض سے اس کا کچھ حصہ خاص حکمتِ عملی سے اکھاڑ لیا گیا اور زمین سے کچھ فاصلہ پر خلا میں معلّق کر دیا گیا۔ چنانچہ جہاں جہاں سے یہ مادہ اکھڑا اور نہایت عظیم گڑھے منودار ہوئے وہاں پر بالائی سطح کا پانی جمع ہو گیا اور ان سے موجودہ دور کے سمندر وجود میں آئے۔ اسی طرح ان سمندری گڑھوں سے علیحدہ ہوتے والا زمینی مادہ زمین سے کچھ فاصلہ پر خلا میں جاتے ہی ایک گولے کی شکل اختیار کر گیا۔ جسے چاند کہا گیا اور اس سے زمین پر روشنی کا کام رات کی تاریکی میں لیا گیا مگر اس پر پانی نہیں بھیجا گیا جیسے کہ اب بھی ظاہر ہے۔ موجودہ دور کے سائنسدان اور ماہرینِ خلا ر چاند پر موجود پہاڑی سلسلوں کو نقشہ اور بناوٹ کے لحاظ سے زمین پر موجود سمندروں کی شکل اور نقشہ سے مشابہ تصور کرتے ہیں۔ جو کہ ایک حد تک اس طرح سے زمین اور چاند کے ظہور میں آنے کی مزید تصدیق کرتا ہے۔ چنانچہ انسانی ترقی کی یہ راہیں اور قیاس آرئیاں اگر قرآنی تصور میں دیکھی جائیں تو یہ تمام کائنات اور اس کا ظہور ایک بہت ہی بڑی سائنس کی لیبارٹری سے کم حیثیت نہیں رکھتی کہ جس کا عظیم سائنس دان ہر علم و عمل کو محض اپنے روحانی طریقہ سے کُن کہنے کے عمل سے انجام دلاتا ہے جو کہ خود وحدہٗ لاشریک خدائے عزوجل ہیں۔ کاش کہ اس حقیقت کو اب تمام سائنسدان پا جائیں۔ اور بجائے تباہ کاریوں کے آلات پیدا کرنے کے اس کی حکومت اور افضلیت کو تسلیم کرتے ہوئے اپنی پوری کوشش اللہ تعالےٰ کو پانے اور تلاش کرنے میں صرف کر دیں۔

Marfat.com

شکل ۲

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِىْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِىْ يَوْمَيْنِ وَ
تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ

تو کہہ کیا تم منکر ہو؟ اس سے جس نے بنائی زمین دو دن میں اور برابر کرتے ہو اس کے ساتھ
اوروں کو؟ وہ ہے رب جہان کا۔ (سورۃ حٰمٓ السجدہ - ۹)

Marfat.com

آسمان اور سموات

زمین کو درست کرنے اور انسانی بود و باش کے قابل بنانے کے بعد اللہ تعالٰے آسمان کی طرف متوجہ ہوئے اور مزید دو نوری ایام میں اس کو سات طبقوں میں تقسیم کیا (حوالہ یعنی انسانی زندگی کے دو ہزار سال) شکل ۳ صفحہ ۶۹

ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآىِٕعِيْنَ ۝ فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ (سورہ حٰمٓ ۱۱-۱۲)

پھر چڑھا آسمان کو اور دھواں ہو رہا تھا۔ پھر کہا اس کو اور زمین کو۔ آؤ دونوں خوشی سے یا زور سے۔ وہ بولے ہم آئے خوشی سے۔ پھر ٹھہرائے سات آسمان دو دن اور اتارا ہر آسمان میں حکم اس کا۔ اور رونق دی ہم نے ورلے آسمان کو چراغوں سے۔ اور نگہبانی۔ یہ سادھا ہے۔ زبردست خبردار کا۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَي الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (سورہ یونس ۳)

تمہارا رب اللہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں۔ پھر قائم ہوا عرش پر تدبیر کرتا کام کی۔ کوئی سفارش نہ کرسکے۔ مگر جو پہلے بس کا حکم ہو۔ وہ اللہ ہے رب تمہارا۔ سو اس کو پوجو کیا تم دھیان نہیں کرتے۔

آسمان یا آسمانوں کے متعلق گذشتہ تمام بیان سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ اُسی

Marfat.com

شکل ۳ صفحہ ۴۹

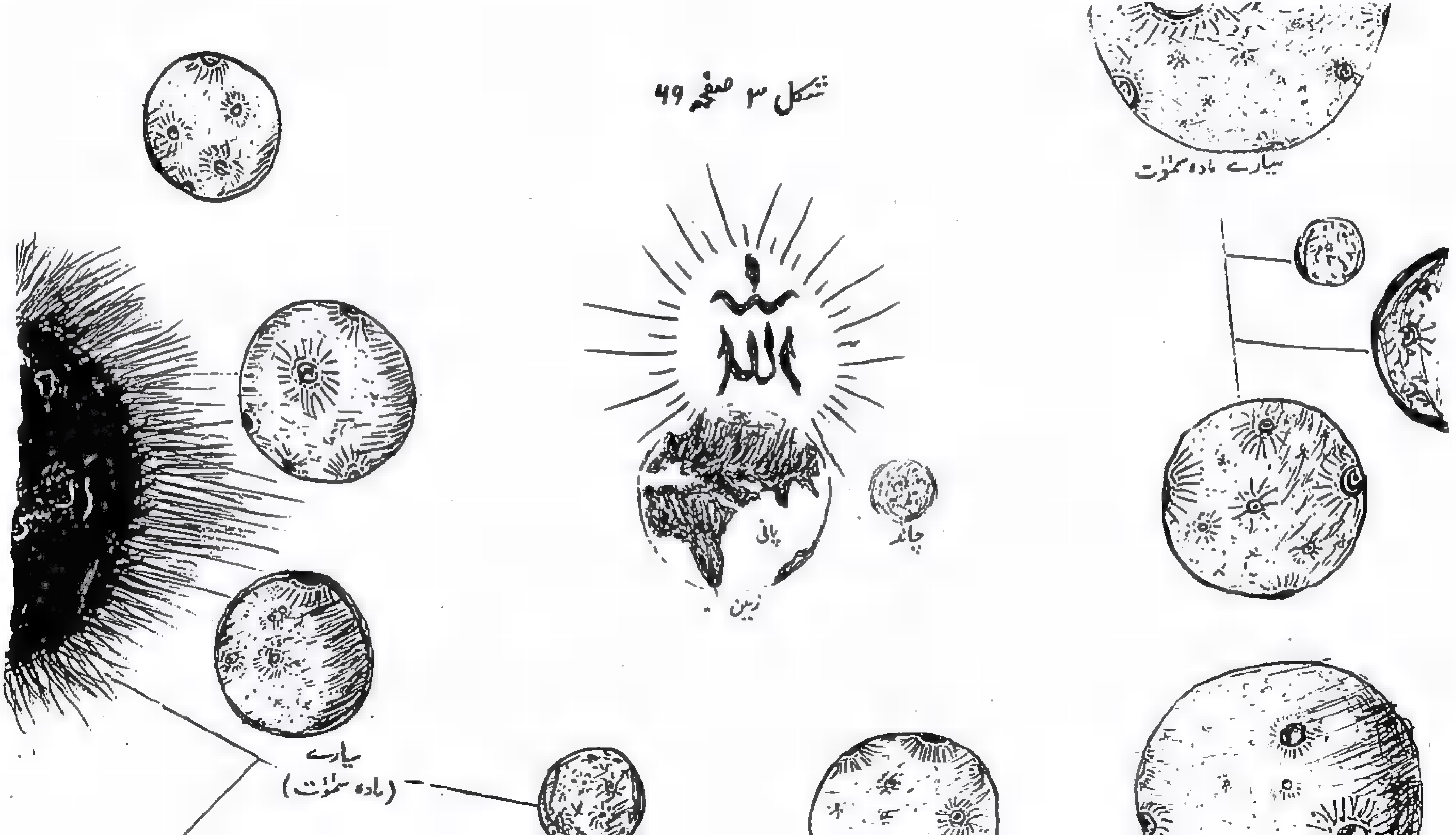

Marfat.com

مجموعہ سے ترتیب دیے گئے کہ جو زمین کے ساتھ قبل ازیں پیوست تھا۔

گذشتہ بیان سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ کائنات میں موجود اس آسمانی دارضی مجموعہ کے نہایت ہی بڑے گولہ میں زمین کو لامحالہ مرکزی حیثیت حاصل تھی کیونکہ اسی طرح سے یہ گول شکل کا کرہ آسمانوں سے رتہ بندیا ملا ہوا تھا۔ جیسے ہی مشیتِ ایزدی سے آسمانوں کا حصہ زمین کے اطراف میں جدا ہو کر خلا میں دور ہٹا۔ اس کے لاتعداد ٹکڑے ہو گئے۔ بلکہ عین ممکن ہے کہ یہ مادی حصہ جو کہ تمام آسمانوں کا مجموعہ تھا۔ بالکل باریک ذروں کی شکل میں ایک گرد یا دھوئیں کی شکل میں خلا میں پھیل گیا ہو۔ چنانچہ جب اللہ تبارک و تعالےٰ زمینی ترکیب و ترتیب سے فارغ ہو کر اس کی طرف متوجہ ہوئے تو انہوں نے اس کو دو نوری ایام میں سات طبقوں میں تقسیم کر دیا۔ یعنی کرۂ ارضی کی مضافات میں موجود جو کچھ بھی تھا اور ان گرد و غبار یا دھوئیں کی طرح کے ذرات نے مختلف ستارے

ثُمَّ اسْتَوٰٓی اِلَی السَّمَآءِ وَ هِیَ
پھر چڑھا آسمان کو اور وہ دھواں ہو رہا تھا
دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِیَا
پھر کہا اس کو اور زمین کو آؤ دونوں خوشی سے
طَوْعًا اَوْ کَرْهًا ؕ قَالَتَآ اَتَیْنَا
یا زور سے وہ بولے ہم آئے خوشی سے۔
طَآئِعِیْنَ ۝ (سورہ حٰمٓ ۱۱)

(شکل ۴ صفحہ ۷۱)

سیارے، سورج، کہکشاں اور دوسری اشکال اختیار کر لیں جو کہ تقسیم کے لحاظ سے سات درجہ بندیوں میں آسکتی ہیں (سائنسدان بھی یہی خیال کرتے ہیں کہ ستارے و سیارے خلا میں موجود باریک مادی ذروں کے باہم ملنے سے ظہور پذیر ہوئے ہیں) اور پھر جب دوبارہ اس کائنات کے ختم ہونے کا وقت آئے گا یہ تمام سیارے، ستارے سورج وغیرہ پھٹ کر بکھر پڑیں گے اور دھوئیں کی شکل اختیار کر لیں گے۔ (ملاحظہ ہو قیامت)

شکل ۴ صفحہ ۷۱

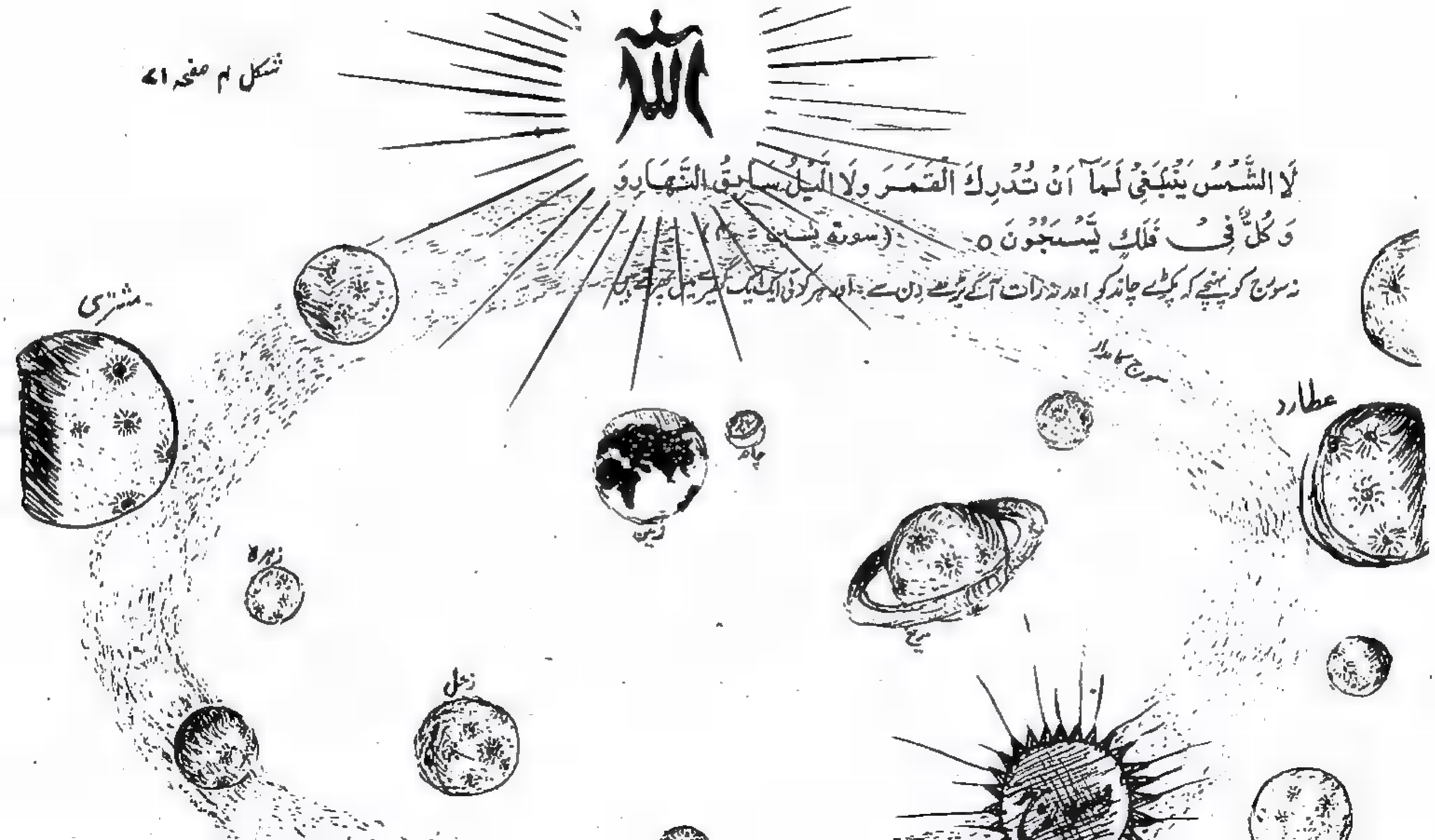

لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ
وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ٥ (سورۃ یٰسٓ)
نہ سورج کو پہنچے کہ پکڑے چاند کو اور نہ رات آگے بڑھے دن سے اور ہر کوئی ایک گھیرے میں پھرتے ہیں
مشتری
زہرہ
زحل
زمین
چاند
مریخ
عطارد
سورج کا مدار

سماء بمعنی طبقہ

اس کے ساتھ ہی اس تمام عمل میں جو فضا زمین کے گرد مختلف گیسوں اور ہواؤں کے پیدا ہونے سے ظاہر ہوئی۔ اُسے زمین ہی کے گرد ایک تہ کے طور پر لپٹا دیا گیا (یعنی زمین کی کشش میں رہنے دیا گیا) جس کو کہ ایک علیحدہ طبقہ یا آسمان گردانا گیا۔ یہاں اس طبقہ کا ذکر اس غرض سے کرنا ضروری خیال کیا گیا ہے کہ قرآن پاک کی کئی ایک آیات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سماء سے مطلب طبقہ یا مضافات ہی اخذ کرنا ہر حالت میں

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۝ (سورہ ملک ۳)

جس نے بنائے سات آسمان تہ بہ تہ۔ کیا دیکھتا ہے رحمٰن کے بنائے میں کچھ فرق؟ پھر دوبارہ نگاہ کر دیکھتا ہے دراڑ۔

۱۔ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝ (سورہ ملک ۴)

پھر دوبارہ نگاہ کر دو دوبارہ الٹی آوے تیرے پاس تیری نگاہ رد ہو کر تھک کر۔

درست ہے (۱) بارش کا سماء سے اترنا

۲۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ (سورہ لقمان ۱۰)

بنائے آسمان بن ٹیکے۔ اُسے دیکھتے ہو۔ اور ڈالے زمین پر بوجھ کہ تم کو لے کر جھک نہ پڑے اور بکھیرے اس میں سب طرح کے جانور۔ اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی۔ پھر اگائے زمین میں ہر قسم کے جوڑے خاصے۔

Marfat.com

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ
فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۝ (سورۃ ملک ۳)

۴-۳ جس نے بنائے سات آسمان تہ بہ تہ ۔ کیا دیکھتا ہے رحمٰن کے بنانے میں کچھ فرق ؟ ۔ پھر دوہرا کر نگاہ کر کہیں دیکھتا ہے دراڑ ۔

نمبر ۳ اور نمبر ۴ سے واضح ہوا کہ طبقے ہیں اور لطیف ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے سے ملے ہیں اسی طرح سے اس بیان کو مزید تقویت آیت ۱۲ سورہ حٰمٓ

پر غور کرنے سے پہنچتی ہے کہ زمین کے گرد موجود سمار کو ہم نے ستاروں سے مزیّن کر دیا تاکہ انسان کو تنہائی اور خوف سے نجات رہے۔ فرمایا:

اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ ۣالْكَوَاكِبِ ۝ (سورۃ الصّٰفّٰت ۶)
ہم نے رونق دی ورلے آسمان کو ایک رونق ، جو تارے ہیں ۔

نیز چھت بچاؤ کی ریڈیو ایکٹوٹی سے بچاؤ کرۂ ہوائی سے ممکن ہے یہی سائنسدانوں کا خیال ہے۔

فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ اَوْحٰی فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ
وَ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ ۖۗ وَ حِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝
(سورۃ حٰمٓ ۱۲)

پھر ٹھہرائے وہ سات آسمان دو دن میں اور اتارا ہر آسمان میں حکم اس کا ، اور رونق دی ہم نے ورلے آسمان کو چراغوں سے اور نگہبانی ۔ یہ سادھا ہے ۔ زبردست خبردار کا ۔

اور قیامت کے دن آسمان بدلی کی طرح پھٹنے کا مطلب بھی یہ ہے کہ یہ نزدیک کی فضا بھی

سمار ہے۔ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۙ (سورہ نوح ۱۵)

کیا تم نے نہیں دیکھا۔ کیسے بنائے اللہ نے سات آسمان تہ بہ تہ

ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝

پھر دہرا کر نگاہ کر دو دو بار اُلٹی آوے تیرے پاس تیری نگاہ رد ہو کر تھک کر۔ (سورہ ملک ۴)

اب دوسری طرف توجہ کی جائے تو مندرجہ ذیل آیت اس مسئلہ کو حل کر دیتی ہے کہ ہم نے آسمان کے سات طبقات کیے اور زمین میں بھی اسی کی طرح کے سات طبقات قائم کیے کیونکہ اس آیت کا ترجمہ اس طرح سے غلط معلوم ہوتا ہے کہ سات آسمان قائم کیے اور اسی طرح کی سات زمینیں کیونکہ "مِنَ الْاَرْضِ" سے اسی ایک زمین کی طرف اشارہ ملتا ہے لہٰذا جہاں سات آسمانوں کو سات مختلف تقسیم شدہ طبقے زمین کے ارد گرد خلا میں واقع مادہ کی تقسیم ہے اسی طرح سے خود زمین کو سات طبقوں میں تقسیم کرنا بھی واضح ہے۔ یعنی سات براعظم ایشیا، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، جنوبی شمالی امریکہ، شمالی و جنوبی قطبین،

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ڏ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ (سورۃ طلاق - ۱۲)

اللہ وہ ہے جس نے بنائے سات آسمان اور زمین بھی۔ اتنی اترتا ہے حکم ان کے بیچ تاکہ تم جانو کہ اللہ ہر چیز کر سکتا ہے۔ اور اللہ کی خبر میں سمائی ہے ہر چیز کی۔

زمین کائناتی مرکز اور ساکن کرہ ہے

فرمایا۔ دیکھیں صفحہ ۷۵ حوالہ انام اور آیت ۳۱ سورہ الانبیاء

Marfat.com

۱۔ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۙ (سورۃ طارق - ۱۱)

قسم ہے آسمان چکر مارنے والے کی

(سورۃ رحمٰن - ۵)

۲۔ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۙ

سورج اور چاند کو ایک حساب ہے۔

۳۔ هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَٰلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝ (سورۃ یونس - ۵)

وہی ہے جس نے بنایا سورج کو چمک اور چاند کو اجالا۔ اور ٹھہرائیں اس کو منزلیں۔ تو پہچانو گنتی برسوں کی اور حساب۔ بنایا اللہ نے یہ سب مگر تدبیر سے کھولتا ہے پتے ان لوگوں پر جن کو سمجھ ہے۔

۴۔ اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ۖ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۖ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى ۚ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوقِنُونَ ۝

(سورۃ رعد - ۲)

اللہ وہ ہے جس نے اونچے بنائے آسمان بیں ستون۔ دیکھتے ہو پھر قائم ہوا عرش پر اور کام لگایا سورج اور چاند۔ ہر ایک چلتا ہے ایک ٹھہری مدت تک۔ تدبیر کرتا ہے کام کی، کھولتا ہے نشانیاں۔ شاید تم اپنے رب سے ملنا یقین کرو۔

Marfat.com

یعنی سورج اور چاند حساب کے لئے ہیں یعنی دن رات، ماہ اور سردی و گرمی سے سالوں کا حساب کیا جاتا ہے جو کہ ان کی حرکات سے ظہور پذیر ہیں نہ کہ زمینی حرکت سے۔

اب تک انسان نے جتنی بھی ترقی کی ہے اور نظامِ کائنات کی چھان بین کر سکا ہے وہ اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ کائنات میں موجود سب سیارے و ستارے سورج کی ایک مرکزی حیثیت کے گرد اپنے اپنے محور میں اس لامحدود خلا میں رواں دواں ہیں جہاں ان سیاروں کی ایک سورج کے گرد چکر لگانے کی گردش ہے وہاں ایک ان کی ذاتی گردش اپنے محور کے گرد ہے۔ جس سے ان کا ہر حصہ باری باری سورج کی دھوپ تاپتا ہے جس کے اثر انداز ہونے سے ان سیاروں پر مختلف تبدیلیاں یعنی دن رات گرمی جاڑہ وغیرہ رونما ہوتے ہیں اس بیان کی صحیح ترین تصدیق گو سامنے نہیں آئی۔ مگر کائنات اور اس کے نظام کو سمجھنے کے لئے یہ بیان ایک حد تک پورا اترتا ہے۔

مگر ایک مسلمان ہوتے ہوئے ان سائنسدانوں اور خلائی یا کائناتی علم والوں سے بڑھ کر ہمیں قرآن پاک کا بیان صحیح اور سو فی صدی درست تسلیم کرنا ہے چنانچہ جیسا کہ اوپر کی آیت مبارکہ سے واضح ہے کہ زمین کائنات میں ساکن ہے اور باقی ماندہ کائناتی سیارے مع سورج و چاند اپنے اپنے مداروں میں زمین کے گرد اگرد چکر لگا رہے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ○ (سورۃ رعد ۳)

اور وہی ہے جس نے پھیلائی زمین اور رکھے اس میں بوجھ اور ندیاں اور ہر میوے کے رکھے اس میں جوڑے دوہرے ڈھانکتا ہے دن پر رات۔ اس میں نشانیاں ہیں ان کو جو دھیان کرتے ہیں۔

مگر اس کے ساتھ ہی ان سب کی اپنی ذاتی گردش بعینہٖ اسی طرح سے اپنے محور کے گرد مان لی جائے تو بھی کسی غلطی کا احتمال نظر نہیں آتا۔

مثال کے طور پر چاند اور زمین کو ہی لیجئے۔ زمین کو ایک ساکن مرکز سمجھ لیا جائے اور پھر یہ غور کریں کہ چاند کی دو گردشیں ہیں۔ ایک تو خود اس کے اپنے محور کے گرد کہ جس سے اس پر دن رات طاری ہوتی ہے مگر اس کی دوسری گردش زمین کے گرد تقریباً ۲۳/۲۴ گھنٹوں میں مکمل ہوتی ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝ (سورہ رعد ۲)

اللہ وہ ہے جس نے بنائے اونچے آسمان۔ بن ستون۔ دیکھتے ہو۔ پھر قائم ہوا عرش پر اور کام لگایا سورج اور چاند۔ ہر ایک چلتا ہے۔ ایک ٹھہری مدت تک۔ تدبیر کرتا ہے کام کی۔ کھولتا ہے نشانیاں شاید تم اپنے رب سے ملنا یقین کرو۔

تو تقریباً ایک ماہ ۲۹/۳۰ دنوں میں یہ مختلف حالتوں میں چلتے چلتے گھٹتا بڑھتا رہے گا۔ حتیٰ کہ ایک ماہ میں یہ جس وقت سورج اور زمین کے درمیان میں آجائے گا تو یہ نظروں سے اوجھل ہو جائے گا یعنی ایک ماہ کی گنتی پوری کر لے گا۔ یہاں یہ بات واضح ہے اور ماننا ضروری ہے کہ چاند اپنی ماہانہ گردش کے دوران صرف ایک ہی محور پر اس طرح سے زمین کے گرد چکر لگا رہا ہے کہ اس کا صرف وہی نصف حصہ زمین کے بالمقابل رہتا ہے جو کائنات کے ظہور ہوتے وقت سامنے رکھا گیا ہے۔

اس بیان سے دوسرے لفظوں میں یہ یاد کر لینا بھی نہایت اہم ہے کہ زمین کو مرکزی حیثیت دینے کے بعد اللہ تعالےٰ باقی کائنات مضافات یا سمار کے جو حصے بجز سے

Marfat.com

کئے ہیں اور جن میں کہ سورج اور دوسرے سیارے بھی شامل ہیں اپنی جسامت فاصلہ اور زمین سے دوری کے لحاظ سے اپنے اپنے محور اور ساتھ ہی زمین کے گرد چکر لگانے کے حلقہ پر اس طرح سے گامزن ہیں کہ ان کی رفتار زمین کے گرد سورج کے ۲۴ گھنٹہ کے ایک پورے چکر سے چاند ہی کی طرح معمولی کم یا زیادہ ہو سکتی ہے اور اس کی یہی وجہ ہے کہ تمام سال کے دوران یہ زمین کے افق پر غروب اور طلوع ہوتے وقت مختلف زاویے بناتے رہتے ہیں۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ؕ
(سورۃ یٰسین - ۳۸)

اور سورج چلا جاتا ہے اپنی ٹھہری راہ پر۔ جو مقرر کردہ ہے اس زبردست باخبر کا۔

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝
(سورۃ یٰسین - ۳۹)

اور چاند کو ہم نے بانٹ دی ہیں منزلیں، یہاں تک کہ پھر آ رہا ہے جیسے ٹہنی پرانی۔

دوسرے ان سب سیاروں کی رفتاروں اور گردش کے حلقوں میں فرق کی وجہ سے اکثر اوقات یہ سیارے یا ستارے آپس میں ٹکراتے بھی رہتے ہیں جس کے نتیجہ میں اس کی جسامت اور رُخ میں تبدیلی ہونے اور شہاب ثاقب بن کر لڑھکنے کو ہم دیکھتے اور نوٹ کرتے آ رہے ہیں۔

مگر چونکہ اس سارے نظام میں زمین کو مرکزی اور ساکن حیثیت ملی ہوئی ہے۔ لہذا

ان سب کا اپنی گردشوں کی وجہ سے زمین کی طرف آنا یا ٹکرانا کچھ زیادہ ممکن نہیں اور اسی طرح سے گو زمین اور سورج کا فاصلہ کم یا زیادہ نہیں ہوتا کیونکہ سورج اپنی بہت بڑی جسامت اور حجم کی وجہ سے اپنی عظیم رفتار (۔ اکر وڑ میل فی گھنٹہ) زمین کے گرد گردش کے دائرہ میں کوئی قابل ذکر تبدیلی نہیں کرتا۔ مگر دوسری طرف یہ سب سیارے اور ستارے جو کہ زمین سے گو بڑے ہوں گے۔ ———— لہذا اپنی رفتار اور زمین کے گرد گردش کے دائرہ میں کمی بیشی کی وجہ سے کبھی سورج سے کم فاصلہ پر اور کبھی سورج سے زیادہ فاصلہ پر سے گذر سکتے ہیں۔

مختلف سیارے اور پانی

قرآنی مطالعہ اور تخلیق کے طریقہ سے صاف عیاں ہے کہ پانی صرف زمین ہی کے گرد ایک تہ میں موجود تھا کہ جس پر اللہ تعالٰے کا عرش مرتکز رہا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

(سورۃ ھود - ۷)

اور وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں۔ اور تھا تخت اس کا پانی پر کہ تم کو آزماوے۔ کون تم میں اچھا کرتا ہے کام اور اگر تو کہے کہ تم اٹھو گے مرنے کے بعد تو البتہ کافر کہیں گے۔ یہ کچھ نہیں مگر جادو ہے صریح۔

اب جیسے ہی آسمانوں اور اس دوسری خلائی کائنات کو اللہ تعالےٰ نے اپنی مشیئت اور حکم سے علیحدہ فرمایا تو پانی کہ جس پر اللہ تعالےٰ کا نور بنفس نفیس مرتکز تھا۔ زمین پر ہی متوجہ رہا جیسا کہ تخلیق کائنات سے ظاہر ہے کہ :۔

اللہ تعالےٰ نے سب سے پہلے ہم نوری ایام میں زمین پر سب زندگی، چرند، درند اور نباتات پانی ہی سے پیدا فرمائی۔

نِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِیْرًا ۝

(سورۃ فرقان - ۵۹)

جس نے بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ ہے، چھ دن میں، پھر قائم ہوا تخت پر وہ بڑی مہر والا۔ سو پوچھ اس سے جو اسکی خبر رکھتا ہو۔

اور پھر اس کے بعد مزید دو نوری ایام میں باقی ماندہ سماوی کائنات میں زندگی صرف زمین ہی پر پیدا کرنا مشیئت ہوا اور چونکہ تمام اقسام کی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے پانی ایک نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے بلکہ زمین کے گرد واقع کرۂ ہوائی اور گیسیں سب اسی پانی کے تغیر و تبدل کی بدولت ہیں لہٰذا قرآنی تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پانی باقیماندہ کائناتی سیاروں یا ستاروں بشمول چاند کہیں بھی موجود نہیں اور اب یہی کچھ ہم دیکھ رہے ہیں کہ سائنس اور ماہرین خلا پوری سر توڑ کوشش کے باوجود اب تک جو معلومات چاند یا دوسرے سیاروں پر جانے یا اپنے آلات سے اکٹھی کر سکے ہیں۔ یہ ثابت نہیں کر سکے کہ ان میں سے کسی پر پانی موجود ہے۔

Marfat.com

زندگی اور جاندار

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ
وَ مِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ وَ اٰیَةٌ لَّهُمُ الَّیْلُ ۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ
مُّظْلِمُوْنَ ۝ وَ الشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ
۝ وَ الْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ۝
لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَ لَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَ
كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝ (سورۃ یٰسین - ۳۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰)

پاک ذات ہے جس نے بنائے جوڑے ہر چیز کے۔ اسی قسم سے جو اگتا ہے زمین میں اور آپ ان میں اور جن چیزوں میں کہ ان کو خبر نہیں اور ایک نشانی ہے ان کو رات۔ ادھیڑ لیتے ہیں ہم اس سے دن، پھر تبھی یہ رہ جاتے ہیں اندھیرے میں۔ اور سورج چلا جاتا ہے اپنی ٹھہری راہ پر۔ یہ سادھا ہے اس زبردست باخبر کا اور چاند کو ہم نے بانٹ دی ہیں منزلیں یہاں تک کہ پھر آ رہا جیسے ٹہنی پرانی۔ نہ سورج کو پہنچے کہ پکڑے چاند کو اور نہ رات آگے بڑھے دن سے اور ہر کوئی ایک ایک گھیرے میں پھرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفت خاص حیّ القیوم ایسی ہے کہ اس عظیم اور بے مثال و یکتا شمع حیات کی موجودگی سے پانی اور مادہ میں زندگی کی لہریں دوڑتی ہی رہتی ہیں اور جو بھی مجسمہ اس شمع حیات سے زندگی حاصل کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ متحرک ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک انسان اتنی ترقی کے باوجود بھی چرند، پرند، درند و حیوانات اور حشرات الارض کی نہ تو گنتی ہی کر سکا ہے اور نہ ہی یہ اس کے بس کی بات ہے۔ ازل سے لے کر اب تک نہ جانے جانوروں اور حشرات الارض کی کتنی نسلیں مفقود ہو چکی ہیں اور کتنی نئی دیکھی

Marfat.com

جا رہی ہیں۔ صرف سطح زمین یعنی خشکی پر ہی موجود جانداروں کی اقسام انسان کی معلومات سے بالاتر ہیں۔ تو کہاں سمندر اور اس کی تہ میں موجود جانداروں کی اقسام کہ جہاں زندگی نت نیا موڑ اور رُخ اختیار کرتی جا رہی ہے اور پھر خود خدائے قدوس جل شانہٗ نے قرآن میں فرما دیا ہے کہ ہم نے ہر جاندار کو پانی سے (پانی کی موجودگی) خلق کیا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا

(سورۃ الفرقان۔۔ ۵۴)

اور وہی ہے جس نے بنایا پانی سے پھر ٹھہرایا اس کا جد اور سسرال۔ اور ہے تیرا رب سب کر سکتا

لہذا یہ فیصلہ کرنا کہ جاندار مجسمے یا جانوروں کی ابتدا اللہ تعالےٰ نے کب اور کیسے شروع کی ہے ایک مہمل اور بے معنی بات رہ جاتی ہے۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ اس شمع حیات کی جب سے موجودگی ہے تب سے ہی زندگی اور جانداروں کا وجود جاری ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اپنی مشیت اور منشاء کے مطابق وہ خالق و مالک "شمع حیات" ان مجسموں کی ہیئت و حیثیت میں تبدیلی کرتی رہی ہے۔

لاکھوں سال پرانی زندگی؟

لاکھوں کروڑوں اور اربوں سال پرانے مجسموں اور ان کے ڈھانچوں کی صحراؤں یا سمندروں کی تہ میں موجودگی اسی امر کی غمازی کرتی ہے جیسے کہ موجودہ دور کے سائنسدان اکثر اوقات ایسے کسی جانور کی ہڈی یا ڈھانچہ سے قیاس آرائی کے بعد اچنبے میں رہ جاتے ہیں کہ یہ اتنے پرانے ڈھانچے اور یہ بے ڈھنگے اور بے ہنگم اجسام کب اور کس زمانہ

میں واقع ہوئے ہوں گے؟ تو بجائے اس کے کہ اُن کے اس بیان کو ایک دیوانے کی بڑ کہہ کر خاموشی اختیار کر لی جائے۔ یہ کہنا درست ہوگا کہ یہ اجسام اور جاندار زمانہ قبل از پیدائش انسان یا اُس دور کی یادگار ہیں کہ جب اللہ تعالےٰ نے یہ موجودہ کائنات ابھی ترتیب نہیں دی تھی اور چونکہ اس وقت کی پیدائش اور زندگی بھی اسی خالق و مالک حیّ القیوم شمع حیات کی بدولت ہی تھی۔ یہ اس وسیع و عریض سمندر کے جانور ہیں جو کرۂ ارضی اور آسمانوں کے درمیان موجود تھا۔ کیونکہ پہلے اللہ کا عرش پانی پر تھا۔

پہلے سے موجود کائنات کا خاتمہ

يَوْمَ نَطْوِى السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ط كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ط
وَعْدًا عَلَيْنَا ط اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ○ (سورۃ انبیاء ۱۰۴)

جس دن ہم لپیٹ لیں آسمان کو لپیٹتے ہیں طومار میں کاغذ، جیسا سرے سے بنایا پہلی بار، پھر اس کو دہرا دیں گے۔ وعدہ ضرور ہو چکا ہے۔ ہم پر ہم کو کرنا۔

جیسا کہ قبل ازیں کہا جا چکا ہے کہ زندگی اور جانداروں کی کائنات میں موجودگی خود اللہ تعالےٰ (شمع حیات) کی موجودگی کی مرہونِ منت ہے لہذا یہ خالق و مخلوق دونوں ازل سے ہی لازم و ملزوم ہیں۔ لہذا اس موجودہ کائنات سے قبل ترتیب شدہ کائنات اور اس سے بھی ماقبل گزرنے والی کائناتوں میں پیدا ہونے اور رہنے والے جاندار اس تمام کھیل کے بنانے اور چلانے والے خالق و مالک کی منشا کے مطابق ایک مقررہ مدت کے بعد جب ختم کر دیے گئے تھے تو اس وقت ظاہر ہے کہ اس انتہائی بڑی کائنات میں تبدیلی لانے کے لئے جو قوت کارفرما ہوتی ہے اس کے عمل کے دوران کسی جاندار کا زندہ رہنا ناممکن ہی تھا بس اسی لمحہ کو جب کہ پرانی کائنات ختم کرنے کے بعد ایک نئی کائنات کو ظہور دیا۔

Marfat.com

گیا تھا، پرانی کائنات کے لئے قیامت کہا جا سکتا ہے۔

يَآ أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝

لوگو ڈرو اپنے رب سے ۔ بیشک بھونچال قیامت کا ایک بڑی چیز ہے۔ (حج ۱)

إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ (سورۃ ھود ۲)

اللہ کی طرف ہے تم کو پھر جانا۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

گو اس لمحہ زندگی کی شمع (حیّ القیّوم) موجود ہوتی ہے۔ مگر کائنات میں دوسری طفیلی زندگیاں یا جاندار اس اتنے بڑے تغیر و تبدل کو برداشت نہ کرتے ہوئے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ۝

تو کہہ بھر لیتا ہے تم کو فرشتہ موت کا۔ جو تم پر تعین ہے۔ پھر اپنے رب کی طرف پھر جاؤ گے۔ (سجدہ ۱۱)

جو کہ اس امر کی عملی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات غیر فانی ہے ایک کائنات کا ختم کرنا اور پھر اسی سے دوسری کائنات کو بنانا بالکل اسی طرح ہے جیسے کہ دُنیا میں انسان کی ساختہ چیزیں مشینری وغیرہ ایک عرصہ تک کارآمد رہنے کے بعد کل پرزوں میں تبدیلی آجانے کی وجہ سے کارآمد نہیں رہتیں۔ اور اس کے مادہ (میٹریل) سے دوبارہ اُسی طرح کی یا اس سے مختلف مشینری بن سکتی ہے۔ چنانچہ قیامت کا برپا ہونا مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں ثابت ہوتا ہے۔

مسئلہ معدنی تیل و معدنیات

اللہ تعالیٰ نے اپنی کائنات میں موجود ہر چیز کو نہایت خوش اسلوبی اور مہارت سے ایسے بنا اور لگا رکھا ہے کہ یہ کبھی بھی ضائع ہی نہیں ہو سکتی۔ گو یہ اپنی اشکال تبدیل کرتی رہتی ہیں۔

وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝ (سورہ نمل ۷۵)

اور کوئی چیز نہیں جو غائب ہو آسمانوں اور زمین میں مگر ہے کھلی کتاب میں۔

وَمَا تَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَیْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ ؕ وَمَا یَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَلَاۤ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرَ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝ (سورہ یونس ۶۱)

اور نہیں ہوتا تو کسی حال میں اور نہ پڑھتا ہے۔ اس میں سے کچھ قرآن اور نہ کرتے ہو تم لوگ کچھ کام کہ ہم نہیں حاضر ہوتے تم پر جب تم لگتے ہو اس میں اور غائب نہیں رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ بھر زمین میں اور نہ آسمان میں نہ اس سے چھوٹا اور نہ اس سے بڑا جو نہیں کھلی کتاب میں۔

لمحہ فکریہ

"ان آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سائنس کا یہ اصول کہ اس کائنات میں سے کوئی ایٹم نہ تو ضائع ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی نیا داخل کیا جا سکتا ہے۔ قرآن میں ۱۴۰۰ سال قبل بتا دیا گیا۔ حالانکہ یہ اگر مسلمان قرآن پر غور و فکر کرتے تو مغربی سائنسدانوں سے پہلے یہ اصول وضع کر لیتے۔"

اسی طرح زمین اور اس کے گرد فضا میں موجود ہر ذرہ خواہ وہ کسی ٹھوس، سیال یا گیس کی شکل میں ہو۔ کبھی ضائع نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالےٰ نے زمین میں پوشیدہ تمام معدنی و دوسرے ذخائر کو کچھ اس ترکیب سے سمو رکھا ہے کہ یہ ہونے والی کائنات کی زندگی میں تمام واقع ہونے والی مخلوق کے گزر بسر اور افکار و خیالات و ایجادات کے تصرف تک کے لئے کافی ہوتا ہے

Marfat.com

مگر بہر حال یہ تمام ترتیب اور ترکیب ایک عرصہ کے بعد کچھ ایسی تبدیلی اختیار کرلیتی ہے۔ کہ اس سے آگے اس پر موجود مخلوق کا گذر بسر مشکوک ہو سکتا ہے۔ چنانچہ کائنات کو ایک مقررہ مدت کے بعد ایک خصوصی عمل سے دوبارہ ترکیب کر لیا جاتا ہے اور اس بے پناہ قوت والے عمل کے بعد جسے کہ گزشتہ کائنات کے لئے قیامت کہا جا سکتا ہے۔ ایسے عمل ظہور میں آتے ہیں کہ تمام ضائع ہونے والی یا استعمال شدہ معدنی ذخائر جو ٹھوس سے مایہ یا مایہ سے گیس یا گیس سے مایہ یا مایہ سے ٹھوس بن چکے ہوتے ہیں۔ دوبارہ اپنی اصل حالت میں درست ہو کر زمین یا متعلقہ کرہ میں سمو دیئے جاتے ہیں۔ اسی بنا پر آج کل کے سائنسدانوں کا زمین میں کئی ہزار فٹ کی گہرائیوں میں موجود یا سمندروں کی تہ میں معدنی ذخائر اور تیل کی دریافت صحیح معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ پچھلی کائنات میں موجود بڑے چھوٹے تمام جانداروں کے تلف ہونے کے بعد ان سے حاصل شدہ چکنائی مختلف طریقوں اور تبدیلی لانے والے قیامت کے عمل کے بعد پٹرولیم کے طور پر موجودہ دور کے انسان کو حاصل ہو رہی ہے۔ غلط نہ ہوگا۔

اسی طرح سے دھاتوں اور دوسرے اجزا اور معدنیات کے استعمال کے بعد اگر گزشتہ دور یا موجودہ کائنات میں واقع کرۂ ہوائی میں تحلیل شدہ گیس، کوئلہ، ایندھن یا تیل، اسپرٹ اور دوسری ضروری اشیاء سے جو کہ زمین کے اندر سے انسان نے حاصل کر کے استعمال کر ڈالی ہیں یا اس نے ایک جگہ سے حاصل کر کے کہیں اور پہنچا دی ہیں یا ان سے مختلف اشیاء تیار کر ڈالی ہیں۔ اس دور کی قیامت کے بعد بالکل ضائع کر دی جائیں گی اور دوبارہ اپنی صحیح حالت میں بدل ڈالی جائیں گی جیسا کہ ایک نئی کائنات کے لئے ضروری ہوگا۔

Marfat.com

پانی اور زندگی

قربان جائیے اس دعوے قرآن پر کہ:-

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ؕ

الانبیاء ۳۰

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهُ عَلَى
الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَّبْعُوثُونَ
مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝

(سورة هود - ۷)

ہم نے تمام قسم کی زندگی پانی ہی سے پیدا فرمائی یعنی یہ بات پوری طرح سے واضح ہے کہ اس تمام کائنات میں صرف زمین ہی ایک ایسا کرہ ہے جس پر پانی موجود ہے اور اسی طرح سے یہ بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ ان سائنسدانوں یا ماہرین خلائی تحقیق کو کسی اور سیارہ یا ستارہ میں آباد ہونے کی تا قیامت جرأت یا استطاعت ہونا مشکل ہے اور نہ ہی ان کو ان میں سے کہیں بھی پہلے سے زندگی وہاں موجود ملے گی۔ کیا خوب کہا گیا ہے کہ:-

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ
وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا ؕ لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۚ (سورہ رحمٰن ۳۳)

اے فرقے جنوں اور انسانوں کے اگر تم سے ہو سکے کہ نکل بھاگو آسمان اور زمین کے کناروں سے تو نکل بھاگو۔ نہیں نکل سکنے کے بن سند۔

Marfat.com

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ط مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اِذْنِهٖ ط ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ط اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (سورہ یونس ۳)

تمہارا رب اللہ ہے۔ جس نے بنائے آسمان اور زمین۔ چھ دن میں پھر قائم ہوا عرش پر تدبیر کرتا کام کی۔ کوئی سفارش نہ کر سکے مگر جو پہلے اس کا حکم ہو۔ وہ اللہ ہے رب تمہارا سو اس کو پوجو۔ کیا تم دھیان نہیں کرتے۔

بحوالہ سورہ حٰم آیت ۱۲ صفحہ ۷۳

کہ دنیاوی سما کو چراغوں کی رونق اور تمہارے لئے حفاظت بنایا جس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آسمانوں میں سے انسان کی حفاظت کرنے والا طبقہ یعنی کرہ ہوائی بھی شامل ہے پس اس تمام بیان سے تخلیق کائنات کی قرآنی جھلک ظاہر ہے اور یہ بات بھی وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ کائنات میں ایسی زندگی کہ جو مادہ اور پانی سے پیدا شدہ اجسام میں خلق کی گئی ہے یعنی مجسم زندگی کہیں اور ملنا مشکل ہے کیونکہ قرآنی رو سے زمین جسے "الارض" کہا گیا صرف ایک کائناتی مرکزی سیارہ ہے اور صرف اسی پر تخلیق کے دوران پانی کو قائم رکھا گیا اور ایام تخلیق کے کل چھ ایام میں سے چار ایام کا محض زمین کو سنوارنے میں صرف کرنا بھی خالق کائنات کے اس امر کی دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے اگر اس کرۂ ارضی پر چار ایام زندگی (جاندار اور نباتات) کی ترتیب و تخلیق میں صرف کئے ہیں تو باقی ماندہ تمام کائناتی کرہ جات جن میں بعض زمین (الارض) سے کئی گنا بڑے بھی ہیں۔ ان میں سے کسی امور پر زندگی پیدا کرنے کا اشارہ یا دلالت نہیں دی اور نہ ہی اتنا تخلیقی وقت ہی ان پر صرف کیا۔

Marfat.com

لہذا اگر سائنسدان قرآنی تخیل کو مدِنظر رکھیں تو ان لاکھوں کروڑوں میل دُور خلائی سیاروں وستاروں میں آباد ہونے کے خواب دیکھنے چھوڑ دیں کیونکہ انسانی زندگی کے ضروری اجزاء پانی اور کرۂ ہوائی کا وہاں ملنا ناممکن نظر آتا ہے بلکہ اپنی تمام تر توجہ ایسے آلات یا روحانی تحقیق پر صرف کریں کہ وہ اپنے خالق و مالک کو تلاش کر کے اس پر اپنا ایمان اور یقین ثابت کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقصدِ حیات

اے انسان! دنیا میں تجھے جنت سے نکلوا کر تیرا دشمن شیطان یعنی تیرا نفس لے آیا ہے اور تو نے اللہ کی نافرمانی سے اپنے اور اللہ کے درمیان ایک ناراضگی کا پردہ حائل کر لیا ہے۔

لہذا اب تیری یہی آزمائش ہے کہ تو اپنے حقیقی خالق و مالک کو پردۂ غیب میں ہی اپنے تصور میں رکھ کر اس کو خوش کرے تو بس اسی میں تیری نجات ہے ورنہ اس دنیا کی مختصر بے سکون و مصیبت زدہ زندگی سے بھی بدترین اور دردناک ایک دوسری زندگی کہ جس کی مصیبتیں اور عذاب لامتناہی ہو سکتے ہیں تجھے اپنی آغوش میں لینے کی منتظر ہے!

اے من موجی انسان! یاد رکھ اور دوبارہ سن لے، تجھے غیب پر ایمان رکھنے اور اللہ تبارک و تعالےٰ کو پہچاننے کے لئے اس دنیا میں مختصر مہلت دی گئی ہے اور پھر سن لے کہ گو آخر ایک روز اگرچہ تم غفلت میں ہی کیوں نہ ہوئے اور اللہ کو سامنے ظاہر پا لیا تو یہ مہلت اُسی لمحہ ختم ہو جائے گی اور روزِ حساب شروع ہو جائے گا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدائے قلب

اے بندے! تیرے سینے میں ایک تڑپتا ہوا دل تیری زندگی کی شمع تو روشن کیے ہے۔ لیکن کیا اس لوتھڑے کے اندر جھانک کر کبھی تو نے اُس سے یہ پوچھا بھی ہے؟

"کہ اے ہر لمحہ تڑپنے والے! تیری یہ تڑپ آخر کس کی چاہت میں ہے اگر نہیں تو غور سے سنو!"

تمہارے جسم کے اس خاص ٹکڑے کا تعلق سیدھا الحیّ القیّوم سے ہے اور جس سرچشمۂ زندگی سے یہ زندگی حاصل کر رہا ہے۔ اسی کے پاس واپس لوٹ جانے کے لئے بے چین ہے اور اسی کی جدائی میں تڑپ رہا ہے۔ یاد رکھ اس کی ہر تڑپ بڑے سیدھے اور صاف الفاظ میں "لبیک لبیک" پکار رہی ہے تو اب بتاؤ کہ اس زندگی کی شمع کی روشنی میں جو ہر لمحہ ہی "لبیک" کہہ رہی ہے۔ تیرے لئے اپنے رب کو ڈھونڈنا کیسے مشکل ہے؟

Marfat.com

رہبرِ عظیم

اے بندے! اے مومن! تجھے قرآن رہبری اور غور کرنے کے لیے دیا گیا
و لیکن تو رہبری تو درکنار اس کی آیات کے صحیح مطلب و مقصد کو بھی نہیں پا سکا!
آ ـــــ دیکھ کہ قرآن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ وہ امُ الکتاب ہے۔ جس میں
کہا گیا ہے اور ہم نے تجھ پر ایسی کتاب اتاری کہ ہر ہر چیز کا واضح مطلب بیان ہو
پس یہ مومنین کے لئے ہدایت اور رحمت کا مژدہ ہے۔

وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَ
يَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ○ (سورۃ سبا - ۶)

اور دیکھ لیں جن کو ملی ہے سمجھ کہ جو تجھ پر اترا تیرے رب سے، وہی ٹھیک ہے۔ اور سوجھاتا ہے راہ اس زبردست خوبیوں والے کی۔

اور پھر کہا کہ "اور ہم نے انسانیت کے لئے (سمجھنے کو) ہر طرح کی مثال قرآن
میں دی ہے اور جو تو ان نہ ماننے والوں پر کوئی آیت بھی سند کے طور پر لا دے
تو مکر رکھیں کہ تم جھوٹ بناتے ہو۔

Marfat.com

وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ (سورۃ الرعد۔ ۳)

اور وہی ہے جس نے پھیلائی زمین، اور رکھے اس میں بوجھ اور ندیاں۔ اور ہر میوے کے رکھے اس میں جوڑے دو دو ہرے۔ ڈھانکتا ہے دن پر رات، اس میں نشانیاں ہیں ان کو جو دھیان کرتے ہیں۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ (سورۃ شعراء ۲)

یہ آیتیں ہیں کھول سنانی کتاب کی۔

اور تمہیں صاف صاف ہم نے ہر چیز مثال دے کر بتائی ہے تاکہ انہیں غور کرنے کی ترغیب ہو۔

مختصر یہ کہ قرآن ہر آن ہر لمحہ انسان کو غور کرنے اور مختلف مثالوں سے اصلیت کو پانے کے بعد ایمان بالغیب پر اور مستحکم ہونے کی تلقین جا بجا کر چکا ہے اور پھر قرآنی مثال کو حق بجانب اور صحیح خیال کرنا بھی ایمان ہی کی بہترین دلیل ہے جیسے فرمایا

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝ (سورۃ عنکبوت ۴۹)

بلکہ یہ قرآنی آیات اُن لوگوں کے لئے جن کے سینے سمجھ اور علم دان ہیں ایک واضح صاف اور اٹل حیثیت (حکمِ خداوندی) رکھتی ہیں اور (درحقیقت) ان سے

Marfat.com

روگردانی کرنے والے تو صرف وہ ہی ہو سکتے ہیں جو (دیدہ و دانستہ) غلط روی کی طرف مائل ہوں۔ لہٰذا اگر اے مومن تیرا یقین قرآن پر پختہ ہے اسے کلام اللہ اور احکامِ خداوندی کا ماخذ سمجھتا ہے اور تو یہ چاہتا ہے کہ اپنی بے چین روح کو تسکین اور نجات کی طرف لے جائے۔ تو تجھے یہ کتاب اللہ کی پہچان، ایمان بالغیب اعمالِ دنیا کی ضرورت اور کائنات کے نظام کے حقائق سے روشناس کرا سکتی ہے تاکہ تو اس نام نہاد ترقی یافتہ دور میں بھی اللہ کے دین کو ناقص نہ تصور کرے۔ بلکہ یہ بات تیرے اندر رچ بس جائے کہ دنیا میں انسان اپنی انتہائی مادی و عقلی ترقی کے باوجود اپنے خالقِ حقیقی کے حضور بالکل حقیر ہی ہے اور اتنی بڑی ترقیات اور وسائل کائنات پر عبور حاصل کر لینے کے باوجود اسی خالق و مالک کے ہاں سے جزا و سزا کا مستوجب ہونے سے ہر لحہ ہر آن اور قریب ہوتا جا رہا ہے۔

پس اے غافل انسان! اس عظیم ترین حاکم و مالک کے غصہ و غضب کا شکار ہونے کی بجائے اُس کی قربت اپنی اس عارضی زندگی میں حاصل کرنے کے لئے خود کو زیادہ سے زیادہ اُسی کی تابعداری میں مصروف رکھ۔

اے بندے پھر تو یہ بات تو بخوبی جانتا ہے کہ اپنے مالک و خالق کو راضی کر لینے کے لئے تیرے سامنے کسی قسم کی رکاوٹ، جرمانہ یا بوجھ بھی نہیں، بس یہ تیری اپنی ہی ہمت ہے کہ تو اپنے آقا کو کس حد تک خوش کر سکتا ہے! اور ہاں ذرا دھیان تو دو کہ اس چند روزہ عارضی دنیاوی زندگی کی آسائش اور زیادہ سے زیادہ آرام کے لئے تم کیا کچھ نہیں کر گزرتے؟ تو غور کرو! کہ اگر ابدی زندگی پر تیرا ایمان ہے تو ایسی لمبی زندگی کی آسودگی بھی ہر وقت تجھے اسے حاصل کرنے کی فکر میں رکھ سکتی

Marfat.com

ہے۔ مگر یہ فکر نہ معلوم تم میں کیوں کم ہے؟

ذرا اپنے سینے میں اپنے دل کو ٹٹولو!

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اور آخرت پر ایمان بالغیب اور سب سے بڑھ کر قرآن پر تمہارا یقین کچھ اس حد تک نہیں پہنچا کہ آخرت اور روزِ حساب یعنی اُس احکم الحاکمین کی عدالت کہ جہاں کسی کو دم مارنے کی بھی جرأت نہ ہو گی اور جہاں کوئی سفارش یا رونا دھونا کچھ کام نہ آئیگا اس کا نقشہ تمہاری آنکھوں کے آگے اس طرح سے نہیں گذرا کہ روزِ حساب کا نام آتے ہی تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور تمہاری راتوں کی نیندیں حرام ہو جائیں۔

بہرحال قرآن نے تمہیں غور و فکر کی دعوت دی ہے تو تم اپنا ایمان پختہ کرنے کے لئے، خدا اور نظامِ کائنات کو قرآنی زبان میں موجودہ دور کے انسان کی بڑی سے بڑی ترقی کو مدِنظر رکھتے ہوئے دوبارہ پرکھ لو تاکہ تمہیں اللہ کے دین، قرآن، خدا، اسلام اور رسولِ مقبول محمدؐ پر دل و جان سے یقین بندھ جائے اور تمہیں معلوم ہو جائے کہ قیامت تک کی تمام انسانی ترقی خدا اور خدائی نظام کے سامنے ہیچ ہے۔

صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَی اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ۝ (سورہ شوریٰ ۵۳)

راہ اللہ کی جس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں سنتا ہے۔ اللہ ہی تک پہنچے ہے کاموں کی۔

Marfat.com

اشرف المخلوقات؟

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝ (سورۂ رحمٰن ۱۴)
بنایا آدمی کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا۔

اے انسان! اے مٹی سے بننے والے!

کیا کبھی تو نے اپنی حقیقت پر بھی غور کیا ہے؟ یوں تو چرند، پرند، درند اور نباتات بلکہ تمام حشرات الارض سبھی اسی مٹی سے پیدا ہوتے اور گزر بسر کر کے اسی میں مر کر شامل ہو جاتے ہیں اور ان میں سے کئی تجھ سے کہیں زیادہ طاقت ور و تنومند بھی ہیں۔ مگر اے مٹی کے پتلے! تجھے ان سب پر فوقیت و طاقت آخر کس نے عطا کی ہے؟

کیا یہ سب دوسرے مٹی سے پیدا ہونے والے بھی تجھ جیسے جاندار نہیں؟ کیا یہ بھی تمہاری طرح کھاتے پیتے اور بچے پیدا نہیں کرتے؟ مگر ان سب کو تیرے سامنے کس نے محکوم و مجبور کر دیا ہے کہ تو چاہے تو سب کو مارے، پیٹے۔ ان سے اپنے کام نکالے اور بعضوں کو اپنی خوراک تک بنا لے، مگر یہ بلا چوں چراں سب کچھ تیری منشاء کے مطابق ہونے دیں۔

ہاں اگر تم ذرا سا بھی غور کرو گے تو تمہارا دل یہ ضرور گواہی دے گا کہ ان

Marfat.com

سب کو اور خود تم کو بنانے والا ایک اور بس ایک ذاتِ واحد اللہ ہے۔

کیا تم نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ اتنے لاتعداد دوسرے جانوروں اور نباتات کو اس زمین پر تمہارے اور فقط تمہارے ہی بس میں کر دینے سے اُس ذاتِ پاک کی بھی کچھ منشاء ہو سکتی ہے اور وہ تم سے کیا چاہتا ہے؟

تو سنو! تمہارا خدا کہ جس نے تم کو پیدا کرنے کے بعد خود کو احسن الخالقین کہا ہے اپنی اتنی ڈھیر ساری مخلوق کو تمہارے تابع خود کر رہا ہے اور تم سے اس دنیا کی زندگی میں جو کہ تمہارے لئے ایک خاص مدت کی مہلت سے زیادہ کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ بس یہی چاہتا ہے کہ تم ایک تمام وسائل اور نعمتوں پر فوقیت عطاء ہونے کے بعد اُس اپنے خالق و مالک رب کی فرمانبرداری، اطاعت و شکرگزاری اس یکسوئی، رغبت اور لگاؤ سے بجالاؤ۔ کہ تمہارے اللہ کو تم پر یقین آجائے کہ اب تم نے شیطانِ رجیم جو تمہارے نفس میں دخول کر کے تمہیں احکامِ خداوندی سے بھٹکانے میں لگا رہتا ہے اُس پر پورا پورا غلبہ پالیا ہے اور اپنے جدِامجد کی طرح اللہ تعالٰی کے فرمان کے خلاف شیطان کی باتوں میں کچھ رغبت نہیں رکھتے۔

لہٰذا اپنے ہر دنیاوی عمل و لین دین نیز تعلقات میں ہر وقت احکامِ خداوندی کو مدِنظر رکھو اور اپنے رب سے شیطانِ رجیم پر غلبہ حاصل ہونے کی دعا کرلیا کرو کہ شاید وہ تمہیں اس لعین کی زد سے بچالے اور اپنی رحمت اور بخشش میں لے جائے۔ جہاں تمہیں ابدی سکون و لطف و کرم حاصل ہو۔

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حقیقتِ حال

پاک ہے وہ ذاتِ باری کہ جس نے اس نظامِ کائنات میں زمین کو زندگی کی چہل پہل اور رونق سے سجادیا اور جب اس پر ہر طرح کے جاندار و نباتات چل نکلے تو ان میں انسان کو اپنا نائب مقرر کر دیا۔ جس کا خمیر اسی زمینی مٹی سے حاصل کر کے اس میں عقل و شعور داخل کرنے کے لئے اپنی روحِ پاک سے امتیاز بخشا۔

پھر چاہا رب تمہارے نے کہ انسان مع اپنی زوجہ کے جنت میں رسائی رکھے کہ جس کا پھیلاؤ آسمان و زمین پر ہے۔ اس مقصد کے لئے تیرے

فَاِذَا سَوَّیۡتُہٗ وَ نَفَخۡتُ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ فَقَعُوۡا لَہٗ سٰجِدِیۡنَ ۝ (حجر۲۹)

پھر جب ٹھیک کروں اس کو اور پھونک دوں اس میں اپنی جان سے تو گر پڑو اس کے سجدے میں۔

رب نے فرشتوں کو انسان کے تابع کر دیا تاکہ وہ اُسے جنت میں لئے پھریں انسان کو اللہ کی طرف سے فرشتوں پر فوقیت دے دی گئی۔ مگر خود نفسِ انسان اپنے دشمن شیطان کی زد سے نہیں بچ سکا اور بہک کر انسان جس

کو جنت میں ہر جگہ سے کھانے کی آزادی تھی۔ اُسی شجرِ ممنوعہ کی طرف لپکا۔ جس کے نزدیک بھی جانے سے اس کے خالق و مالک خدا نے منع فرمایا ہوا تھا۔ پس انسان خود اپنا دشمن ہوا اور خدا کی ناراضگی کا شکار۔ چنانچہ اِس وسیع و عریض جنت میں رسائی سے محروم ہوگیا اور اب اس سے وہ قوتِ خاص سلب کر لی گئی۔ کہ جس سے یہ جنت میں عمل دخل رکھے۔

اے انسان یہ یاد رکھ کہ تو نے اپنے اللہ اور معبود کی حکم عدولی میں اپنے دشمن شیطان پر بھروسہ کیا۔ لہذا تمہیں زمین میں مقید رکھ کر اسی شیطان سے خود کو ایک مقررہ وقت تک بچائے رکھنے اور اپنے رب کی تلاش و اطاعت پر مامور کیا جاتا ہے اور گو کہ دنیا میں بھیجنے سے پہلے اسے نسلِ آدم

وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۙ (سورۃ اعراف ۱۷۲)

اور جس وقت نکالی تیرے رب نے آدم کے بیٹوں سے اُن کی پیٹھ میں سے اُن کی اولاد اور اقرار کروایا ان سے ان کی جان پر کیا میں نہیں ہوں رب تمہارا؟ بولے البتہ ہم قائل ہیں۔ کبھی کہو قیامت کے دن ہم کو اس کی خبر نہ تھی۔

تم تمام سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رب ہونے کا اقرار لے لیا ہوا ہے۔ مگر یاد رکھو! کہ تمہارا رب تو پھر بھی تم پر ظلم نہیں کرنا چاہتا اور تمہیں وقتاً فوقتاً اپنی طرف سے راہِ راست اور ایمان بالغیب کی تلقین کر دی جاتی رہی ہے تاکہ تم خدا کی زمین میں شر و فساد برپا کر کے برائیوں کے پھیلانے کا سبب نہ بنو،

کہ جس سے اپنے مالک خدا اور روزِ جزا کے مختارِ کل کی مزید ناراضگی کے باعث مستقل طور پر مصیبت دیاس کی دوزخی زندگی کے سزاوار بن جاؤ۔ بلکہ اس عارضی زندگی میں اپنے کیئے پر پشیمان ہو کر متواتر شب و روز کی اطاعت اور سجدہ ریزی سے اپنے چھنے ہوئے مقام کو اپنے اللہ سے زیادہ سے زیادہ قربت میں حاصل کرنے کی پوری دلی و تندہی سے کوشش کرو۔

مگر انسان! اے انسان! تو سخت گھاٹے میں مبتلا ہے کہ اللہ کی طرف سے مکمل ضابطۂ حیات مل جانے کی بعد بھی اس کی طرف پورے دھیان سے رجوع نہیں ہوا۔ کیا اے مسلمان! قرآن کی ہر آیت تمہیں غور و فکر کرنے کی دعوت نہیں دیتی؟ تیرے اندر اگر ایمان مکمل اور روزِ آخرت اور ابدی زندگی پر پورا بھروسہ موجود ہے تو تو اس نام نہاد ترقی یافتہ دور میں راندۂ درگاہ اقوام یہود و نصاریٰ اور دوسرے بے دین گروہوں سے اس قدر کیوں متاثر ہے؟

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ تیرا یقین اپنے خدا کہ جس نے یہ کُل کائنات پیدا کی تمہیں زمین میں نائب مقرر کیا تاکہ وہ تمہیں آزمائے اور پھر دوسری زندگی میں تمہیں تمہارے اعمال کی جزا دے، پر کم ہونے لگا ہے اور یہی وجہ ہے کہ مادی و دنیاوی علوم کے سہارے ترقی کر کے وہی یہود و نصاریٰ اور بے دین اقوام تجھ کو ختم کرنے کی سعی میں ہیں۔

کیا اب بھی تو اپنے قرآن میں دھیان نہیں دیتا کہ جو تمہیں روحانی سائنس عطا کرے۔ ذرا غور سے سنو اور سمجھو تمہارا بھروسہ اللہ پر ہی ہونا چاہیئے۔ وہی خدا جو الحیّ القیوم ہے جو نورٌ علیٰ نور ہے۔ جس کے دم قدم سے یہ کائنات قائم و دائم

Marfat.com

ہے۔ آؤ اگر غور کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے نور کی ہی قرآنی مثال تمام مسائل حل کر دیتی ہے اور اس سے اللہ پر تمہارا ایمان یکسر پختہ ہو جائے گا اور یہ تمہارا ایمان پر یقینِ محکم ہی ہے جو تمہیں اپنے مالک و خالق کی قربت دوبارہ عطا کروا سکتا ہے۔ لہٰذا صبر و استقامت سے صبح و شام مقررہ اوقات میں اور اپنے فرصت و تنہائی کے لمحات میں اپنے رب کے آگے سربسجود ہو کر اپنے گناہوں کی معافی کے طلبگار رہو۔

اے جماعتِ مومنین! تمہیں اپنے رب پر پورا بھروسہ اور امید رکھنی چاہیئے۔ تمہارا رب تو بڑا غفورالرحیم ہے اور نیکو کاروں کو بڑھ چڑھ کر درجات دینے میں فراخی اور بے پناہ فیاضی رکھتا ہے۔

اللہ روشنی ہے آسمانوں کی اور زمین کی۔ کہاوت اس کی روشنی کی جیسے ایک طاق اس میں ایک چراغ۔ چراغ دھرا ایک شیشے میں۔ شیشہ جیسے ایک تارا ہے جھمکتا۔ تیل جلتا ہے اس میں ایک درخت برکت کے سے وہ زیتون ہے۔ نہ سورج نکلنے کی طرف نہ ڈوبنے کی طرف، لگتا ہے اس کا تیل کہ سلگ اٹھے ابھی نہ لگی ہو اس کو آگ۔ روشنی پر روشنی۔ اللہ راہ دیتا ہے۔ اپنی روشنی کی جس کو چاہے۔ اور بتاتا ہے اللہ کہاوتیں لوگوں کو اور اللہ سب چیز جانتا ہے۔

بلکہ یہ قرآن آیتیں ہیں صاف، سینے میں اُن کے جن کو ملی ہے سمجھ، اور منکرین ہماری باتوں سے مگر وہی جو بے انصاف ہیں۔

نوری نظامِ کائنات

اے جماعتِ مومنین!

کہدو اُن تمام اللہ کے بندوں کو جو اللہ کی ذاتِ پاک کے متعلق کسی گہری سوچ میں غرق رہتے ہیں کہ وہ کیونکر خدائے پاک کے اسمار الحسنیٰ کو سمجھ سکتے ہیں یا اوروں کو بتائیں کہ تم میں سے کوئی انسان بھی ایسا نہ رہے کہ وہ اپنے رب کو پہچاننے میں قیاس آرائی اور کسی قسم کے شک میں مبتلا ہو کہ جس طرح پہلی امتوں نے اسلام سے قبل اپنی غلط روش اور کم علمی سے تصور کیا۔ تاکہ ہر انسان کے ذہن میں یہ بات واضح ہو جائے کہ نہیں کوئی دوسرا معبود سوائے اللہ کے اور وہی ہے پرستش کے لائق اور اسی کے خوش ہوتے میں انسان کی نجات اور مغفرت ہے۔ وہ اکیلا ہی کائنات کی ہر چیز بلکہ ذرہ ذرہ پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ ساری کائنات اُسی کی تخلیق ہے اور وہ ازل سے سیاہ وسفید کا مالک ہے اور ابدالاباد تک قائم ودائم ہے۔ وہ اللہ ہی ہے کہ اُس کی وسیع وعریض سلطنت میں کسی کو اُس کے آگے دم مارنے کی مجال نہیں۔ وہ کرتا ہے انتظامِ کائنات

اپنی خاص حکمتِ عملی سے وہ پاک ہے اور ٹھیک تدبیر سے بخوبی واقف ہے،
پس اُسے اپنے ساتھ کسی معاون یا مشیر کی ضرورت ہرگز نہیں۔ وہ ہی سب
جانداروں کی زندگی کا منبع ہے۔ اُسی نے ان سب کو پیدا کیا ہے اور سنبھالا دیئے
ہے اور وہ ہی ہے کہ جو مارنے کے بعد دوبارہ زندگی دے گا۔ وہ قائم و دائم ہے
لہٰذا پاک ہے وہ اس گمان سے کہ اپنا وارث رکھے یا آل و اولاد کا سہارا لے اُس
کی مثال ایک عظیم نور ہے۔ نور آسمانوں اور زمین کا، جس کی مثال ایسی ہے، کہ

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۙ (سورۂ نور ۳۵)

اللہ روشنی ہے آسمانوں کی اور زمین کی۔ کہاوت اُس کی روشنی کی۔ جیسے ایک طاق اس میں ایک چراغ۔ چراغ دھرا ایک شیشے میں۔ شیشہ جیسے ایک تارا ہے چمکتا۔ تیل جلتا اُس میں ایک درخت برکت کے سے وہ زیتون ہے۔ نہ سورج نکلنے کی طرف نہ ڈوبنے کی طرف، لگتا ہے اُس کا تیل کہ سلگ اُٹھے ابھی نہ لگی ہو اس کو آگ، روشنی پر روشنی، اللہ راہ دیتا ہے۔ اپنی روشنی کی جس کو چاہے اور بتاتا ہے اللہ کہاوتیں لوگوں کو اور اللہ سب چیز جانتا ہے۔

جیسے ایک طاق اس میں ایک چراغ، یہ چراغ رکھا ہو ایک شیشہ میں، شیشہ جیسے

Marfat.com

کہ ہو ایک تارا چمکدار، تیل جلتا ہے اس میں ایک درخت برکت کے سے جو زیتون ہے۔ اس کا مشرق و مغرب ناپید ہے۔ ایسے معلوم دیتا ہے کہ اس کا تیل بغیر آگ کے ہی سلگ رہا ہے مگر بس وہ تو نور ہی نور ہے۔ اپنے نور سے نوازتا ہے اللہ کہ جس کو پسند کرے اور کیسی مثال دی ہے اللہ نے لوگوں کے لئے اور اللہ ہی تو ہے جسے ہر چیز کی اونچ نیچ اچھی طرح سے عیاں ہے۔

پس اے مومنین!

اب ذات باری تعالیٰ کو سمجھ لینا مشکل نہیں ہونا چاہیئے۔ نورِ خدا یوں مرتکز ہے کہ وہاں مشرق و مغرب کا گمان ختم ہو جاتا ہے۔ اسی مقام سے اللہ تعالےٰ کل کائنات کو اپنی کرسیٔ دسترس میں سنبھالا دیے ہیں اور کائنات کی شیرازہ بندی اپنے عمل و تدبیرِ خاص سے قائم رکھے ہیں۔ اس شیرازہ بندی میں ذرا سی غفلت یا اونگھ بھی نظام کائنات کو درہم برہم کر دینے کے لئے کافی ہے۔ بس زمین و آسمان کے تمام نظام کو اللہ ہی تھامے ہے ورنہ یہ لڑھک جائے اور اس نظام کو تھامنے والا کوئی نہ ہو۔

إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ۭ إِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ○ سورۂ فاطر (۴۱)

تحقیق اللہ تھام رہا ہے۔ آسمانوں کو اور زمین کو اور ٹل نہ جاویں۔ اور اگر ٹل جاویں، تو کوئی نہ تھام سکے ان کو اُس کے سوا، وہ ہے تحمل والا بخشتا۔

اے انسان تو چاہتا ہے کہ اللہ کا نور یا نوری مخلوق تجھے دکھائی دے مگر غور سے سن! کہ اس طرح سے تیرا ایمان بالغیب ناقص ہو جانے کے ساتھ

Marfat.com

تیری دنیاوی زندگی بے مقصد تھی اور پھر نورِ خداوندی کو دیکھنا تمہارے مادی جسم کے لئے ناممکن ہے۔ کیونکہ وہ خود تیرے جسم کے آر پار کیا تمام کائنات میں موجود ہر جگہ اور ہر مقام میں سے گذر رہا ہے اور کائنات کو متوازن رکھے ہے۔

ذرا قرآنی آیات میں دھیان تو کرو، بیان ہو چکا ہے "اس کو نہیں پا سکتی آنکھیں اور وہ پا سکتا ہے آنکھوں کو، اور اس کا ہر چیز سے آگاہ ہونا آنکھوں سے دیکھ کر معلوم کرنے سے نہیں۔ بلکہ اس کی پاک نوری صفتِ لطیف سے ہے۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ز وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ج وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ○ (سورہ انعام ۱۰۳)

اس کو نہیں پا سکتیں آنکھیں، اور وہ پا سکتا ہے آنکھوں کو، اور وہ بھید جانتا ہے خبردار۔

اور ایک عامی انسان کا خدائے پاک کو دیکھنا تو درکنار، خدائے پاک کے تمام مقبول ترین بندوں کو جن میں پیغمبروں تک شامل ہیں بلکہ خود مقبول ترین ہستی محمد ﷺ تک کو مخاطب کر کے فرما دیا گیا۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ○ (شوریٰ ۵۱)

اور کسی آدمی کی حد نہیں کہ اس کی باتیں کرے اللہ مگر اشارہ سے یا پردہ کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی پیغام لانے والا پھر پہنچا دے اس کے حکم سے جو چاہے اور وہ سب سے اوپر ہے حکمتوں والا۔

Marfat.com

"اے پیغمبرؐ تو یا تجھ سے قبل آنے والے رسولوں کو بھی یہ طاقتِ بصارت نہیں کہ اللہ تعالےٰ کو سامنے دیکھ کر ہمکلام ہوں (کیوں کہ یہ انسانی فطرت ہی سے باہر رکھا گیا ہے کہ وہ اس زندگی میں یہ مقام حاصل کر سکے) لہذا تجھ کو بھی بذریعہ وحی حقیقت اور ہدایت سے آگاہ کیا گیا ہے۔ ورنہ تو قبل ازیں بے خبروں ہی میں تھا ــــــ"

تو اے بندگانِ خدا!

یہ بات اب تمہاری سمجھ سے بالاتر نہیں ہو سکتی کہ ایک نورِ خدا کی صفتِ لطیف سے ہی سب حقیقت آشکارا ہے کہ یہ بہر حال انسان کی نظر سے انتہائی صاف و شفاف کیفیت ہے۔ پس اے انسان خود کو اتنا پاک و شفاف کر کہ تو اپنے رب کو پا سکے۔

اب اے ترقی یافتہ دور کے انسان! اپنے رب کا یہ اعلان سنو اور غور کرو کہ اللہ نور ہے۔ آسمانوں اور زمین کا۔ یعنی اللہ ہر جگہ موجود ہے۔ آسمانوں اور زمین کے ہر ذرہ ذرہ میں نور کی وجہ سے، اور اسی ہر جگہ خدا کے موجود ہونے کے متعلق ہی فرمایا۔

Marfat.com

خدا ہی کے لئے ہے مشرق اور مغرب، سو جس طرف بھی تم دھیان دو، وہاں ہی اللہ متوجہ ہے۔ اور تحقیق وہ تو اتنا باخبر ہے کہ اُس کے دائرہ عمل میں ہر جگہ ہے۔ پس معلوم ہوا کہ وہ غفور الرحیم کہ جس نے یہ تمام کائنات پیدا فرمائی ہے اور اس کو قائم رکھنے کی ذمہ داری لی ہے۔ اس کائنات میں ہر جگہ اس کو سہارا دینے اور اس کے ایک ایک ذرہ کو زندگی سے ہمکنار رکھنے کے لئے ہر جگہ اپنے نوری اثر سے موجود ہے اور بلا شرکت غیرے اسی لئے ہر چیز کی حرکات و سکنات پر قادر ہے

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ق فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ (سورۃ بقرہ ۱۱۵)

اور اللہ ہی کی ہے مشرق اور مغرب - سو جس طرف کو منہ کرو وہاں ہی ہے متوجہ اللہ۔ برحق اللہ گنجائش والا ہے سب خبر رکھتا ہے۔

اب قرآن ہی کی آیات پر دوبارہ غور کرنے سے یہ بات ہر اُس انسان پر واضح ہو جاتی ہے جو خود کو بہت عقلمند اور ترقی یافتہ تصور کر سکتا ہے کہ خدائے قدوس خود نوری نظام کائنات کے منبع ہیں، اور خود ہی سب

Marfat.com

کائنات کو ترتیب دے کر اس نظام کو ایک مرکزی حیثیت سے بڑی خوش اسلوبی اور احسن ترین طریقہ سے چلا رہے ہیں اور مرکزِ ربوبیّت اپنے عرش معلٰی پر متمکن کائنات میں اپنے نوری اثرات سے اس خوش اسلوبی و عظیم ترین مہارت سے کائناتی نظام کو رواں دواں رکھے ہیں۔ کہ اس کائنات کا شیرازہ بکھرنے نہیں پایا، جو کہ محض نوری کشش ہی کی بدولت ہے۔ ورنہ یہ بڑے بڑے سیارے اپنے محور کھو بیٹھیں اور سب آپس ہی میں ٹکرا کر اس کائنات کی تباہی بن جائیں لہٰذا قرآن ہی اس تمام کھیل کی کیا پیاری تشریح فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝ (فاطر ۴۱)

تحقیق اللہ تھام رہا ہے۔ آسمانوں کو اور زمین کو اور ٹل نہ جاویں۔ اور اگر ٹل جاویں، تو کوئی نہ تھام سکے ان کو اس کے سوا، وہ ہے تحمل والا بخشتا۔

اور اے انسان اس سب بات کی صحیح سمجھ بوجھ تجھے اسمِ اعظم یعنی قرآن کی مندرجہ ذیل آیات سے ہی بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ کیا خوب تشریح کر دی گئی

ہے کہ اللہ ہی تمام کائنات کے بننے، چلانے اور اس میں زندگی کے قائم رکھنے کا منبع ہے۔ پس یہ نوری مرکز جو رب کہلانے کا مستحق ہے، فرماتا ہے۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِىْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِىْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۙ

(سورۃ نور ۳۵)

اللہ روشنی ہے آسمانوں کی اور زمین کی۔ کہاوت اس کی روشنی کی۔ جیسے ایک طاق اس میں ایک چراغ، چراغ دھرا ایک شیشے میں۔ شیشہ جیسے ایک تارا ہے جھلکتا۔ تیل جلتا ہے اس میں ایک درخت برکت کے سے وہ زیتون ہے۔ نہ سورج نکلنے کی طرف نہ ڈوبنے کی طرف، لگتا ہے اُس کا تیل کہ سلگ اٹھے ابھی نہ لگی ہو اس کو آگ، روشنی پر روشنی۔ اللہ راہ دیتا ہے اپنی روشنی کی جس کو چاہے اور بتاتا ہے اللہ کہاوتیں لوگوں کو اور اللہ سب چیز جانتا ہے۔

(ترجمہ سورہ بقرہ پ آیت ۲۵۴، آیت الکرسی)

اللہ تو وہی ہو سکتا ہے کہ جس سے کل کائنات کی زندگی ظہور پا رہی ہے (وہ چونکہ کل کائنات کو سنبھالا دیئے ہے اور ہر زندگی کا منبع ہے لہذا) وہ غفلت، اُونگھ یا سونے کی حاجت ہی سے بالاتر ہے۔ زمین و آسمان اور

Marfat.com

ان میں جو کچھ بھی ہے۔ سب اسی کے مرہونِ منت ہیں۔ اُس کی قوت پہنچ میں تمام آسمانوں اور زمین کا ذرہ ذرہ ہے اور وہ اس نظام کو قائم رکھنے کے ساتھ اس کام سے اکتاہٹ یا تھکن محسوس نہیں کرتا اور یہ اس لئے کہ یہ سب کچھ اُس ذاتِ پاک کے لئے ہیچ ہے اور ان سب سے وہ بہت بلند اور صاحب طاقت و عظمت ہے۔ نیز انسان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خواہ وہ خود کو کتنا بھی دانا اور دور اندیش اور صاحبِ علم سمجھنے لگے مگر پھر بھی یہ کچھ بھی اللہ کی مرضی کے بغیر اپنے قبضہ اور پہنچ میں نہیں لا سکتا۔

اے خدا کے بندو!

اللہ تعالےٰ نے تمہیں اپنی مثال اور مسئلہ نور سے آگاہ کر دیا ہے۔ یعنی گو تمہیں دیکھنے کے لئے آنکھیں بھی دی گئی ہیں۔ مگر تم اپنے کئے اور نافرمانی کے لئے امتحان میں پڑ چکے ہو، اور تمہاری باطن کی آنکھ تم سے چھین لی گئی ہے لہذا تم ایک گھرے اندھیرے میں چلے گئے ہو۔ اب اگر تم میں ذرا بھی عقل ہو تو تمہیں سمجھ آجانی چاہیئے کہ باطنی آنکھ نہ رکھنے کی وجہ صرف تمہاری ہی لغزش ہے۔ پس تم خود کو اتنا پاک و مقبول بنا لو جو صرف اور صرف اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے سے ہی میسر ہو سکتا ہے کہ دوبارہ تم پہ اندھیرے سے اُجالا آجائے اور اپنی باطنی قوتِ بصیرت اللہ سے واپس لے سکو، جس سے کہ تم اپنے رب اور خدا کو دیکھ سکو۔

اے بندو! خوب غور سے سن لو،

کہ تمہارا پروردگار تم میں سے اپنے مقبول بندوں کو پوری آزمائش سے

پھانٹ لینا چاہتا ہے۔ لہٰذا جہاں تمہاری پوری صلاحیت اور عقل تمہارے بس میں دے دی گئی ہے۔ وہاں تمہارے دشمن شیطان کو بھی تمہیں بہکانے کی آزادی دی گئی ہے اور اب یہی دیکھنا ہے کہ تم میں سے کون بے راہ روی اور شیطانیت کو اپناتا ہے اور کون اس سے منکر ہو کر اپنے رب سے کئے گئے وعدہ کے مطابق اس باطنی قوت سے محروم دنیا میں بھی جہاں نورِ بصیرت تم سے چھین لیا گیا ہے

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ وَءَامِنُوا بِرَسُولِهِۦ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِۦ وَيَجْعَل لَّكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِۦ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ (سورۃ حدید ۲۸)

اے ایمان والو۔ ڈرتے رہو اللہ سے۔ اور یقین لاؤ اس کے رسول پر۔ دیوے تم کو دوہرا اجر اپنی مہر سے، اور رکھ دے تم میں روشنی، جس کو لیے پھرو، اور تم کو معاف کرے اور اللہ معاف کرنے والا ہے۔

ٱلْمُنَٰفِقُونَ وَٱلْمُنَٰفِقَٰتُ بَعْضُهُم مِّنۢ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِٱلْمُنكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ ٱلْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ ۚ نَسُوا ٱللَّهَ فَنَسِيَهُمْ ۗ إِنَّ ٱلْمُنَٰفِقِينَ هُمُ ٱلْفَٰسِقُونَ ۝ (توبہ ۶۷)

منافق مرد اور عورتیں سب کی ایک چال ہے۔ سکھاویں بات بُری۔ اور چھڑا دیں بھلی سے اور بند رکھیں اپنی مٹھی۔ بھول گئے اللہ کو۔ سو وہ بھول گیا ان کو تحقیق منافق وہی ہیں۔ بے حکم۔

اپنے اللہ پر پورا بھروسہ رکھتے ہوئے شیطان اور اُس کی رنگ رلیوں سے بے پروا ہو کر پورے صبر و استقامت کے ساتھ اپنے رب اور اللہ سے لو

لگائے رکھتا ہے تاکہ مقررہ آزمائش کی گھڑی ختم ہونے پر اللہ تمہیں دوبارہ باطنی قوت عطا کر دے اور تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اندھیرے سے اُجالے میں آجاؤ وگرنہ جو شیطان کی پیروی میں رہا۔ وہ سراسر باطنی اجالا سے محروم اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے دوست شیطان کے ساتھ ان ہی مصیبت دیاس کے گڑھوں میں پڑا رہے گا۔

اے جماعتِ مومنین!

تمہیں بار بار تاکید کی جا رہی ہے کہ قرآن جو تمہارے لئے تاقیامت ہدایت و رہبری کا ضامن ہے کی آیات پر اگر پورے خلوص اور دیانت داری سے غور کرو اور اگر تمہارا ایمان اپنے اللہ پر بالغیب پختہ ہے تو تم اللہ کو اس دنیا میں خوب اچھی طرح سے پہچان سکتے ہو' اور پھر جب تمہارا اس بات پر یقین محکم ہو جائے کہ تمہارا رب گو تمہیں باطنی آنکھ نہ ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آتا مگر تمہاری ہر حرکات و سکنات پوری طرح سے دیکھ رہا ہے بلکہ تمہاری تمام سرگزشت کو محفوظ بھی کئے جاتا ہے تو پھر اپنی اس مختصر دنیاوی زندگی میں احکامِ خداوندی سے بغاوت تمہارے لئے ممکن نہیں اور بس یہ صرف ایک اللہ پر یقین ہونے کا راز ہی تمہیں قناعت اور پیہم صبر کی طرف راغب کر کے اللہ کی بندگی اور متواتر سجدہ ریزی پر لے آئے گا۔ جس سے تمہیں تمہاری قوتِ خاص اور نورانی بصیرت واپس مل سکتی ہے۔ پس دن رات صبر کا دامن نہ چھوڑو اور اپنے رب کو خوش کرنے کے لئے سجدہ میں رہا کرو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلافتِ انسان کا اعلان

اے اللہ کے نیک بندو!

کیا اب بھی تم کو معلوم نہیں کہ شیطان تمہارا ازل سے ابد تک صریحاً دشمن ہے۔ کیا قرآن نے یہ بات واضح نہیں کر دی؟

کہ بتحقیق انسان کو پیدا کرنے سے قبل اللہ نے شیطان یعنی ابلیس کی پیدائش کی تھی۔ تمہارے رب نے ابلیس کو ناری شعلہ سے جنم دیا۔ جو کہ کائنات میں موجود ہے۔

وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ○ (سورہ حجر ۲۷)

اور جان (جنوں کو) بنایا ہم نے اس سے پہلے لُو کی آگ سے۔

مگر جب اللہ نے چاہا کہ زمین میں اپنا نائب مقرر کرے اور اللہ نے زمین

Marfat.com

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○ (سورہ حجر ۲۸)

اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بناؤں گا ایک بشر کھنکھناتے گارے سے۔

ہیں اپنا نائب اسی مٹی سے ہی تخلیق کرنے کے بعد اس میں اپنی روح خاص پھونک دی۔ یعنی اُسے ظاہری اور باطنی روشنی و قوت عطا کر دی، اور رب تعالےٰ نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے نائب کو کائنات یعنی جنت میں بے حیل وحجت دسترس بخش دے۔ چنانچہ اس مقصد کے تحت کائنات میں مقرر فرائض والی مخلوق یعنی فرشتوں اور ابلیس کو انسان کی تابعداری کے لئے حکم دیا تو فرشتوں یعنی اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق نے اس حکم پر سر تسلیم خم کر دیا

کیونکہ خود انسان کو مرتبہ خلافت اللہ کی روح خاص رکھنے سے مل چکا تھا۔ جو کہ ایک باطنی قوت محض نورِ خدا سے ہی حاصل ہے۔ مگر ابلیس جو کہ انسان کو اس عظیم مرتبہ ملنے کی خلش میں تھا۔ اُس نے انسان کی تابعداری سے انکار اور

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○ (سورہ بقرۃ ۳۴)

اور جب ہم نے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کر پڑے۔ مگر ابلیس نے قبول نہ رکھا اور تکبر کیا اور وہ تھا منکروں میں کا۔

Marfat.com

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا
تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ
مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝ وَّاِنَّ
عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ
قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَآ
اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا
عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ۝ (حجر ۳۱تا۴۲)

مگر ابلیس نے نہ مانا کہ ساتھ ہو سجدہ کرنے والوں کے۔ بولا میں وہ نہیں کہ سجدہ کروں ایک بشر کو۔ کہ تُو نے بنایا کھنکھناتے سنے گارے سے۔ فرمایا تو نکل یہاں سے۔ تجھ پر پھٹکار ہے۔ اور تجھ پر پھٹکار ہے۔ انصاف کے دن تک۔ بولا اے رب تو مجھ کو ڈھیل دے۔ اس دن تک کہ مردے جیویں۔ فرمایا تجھ کو ڈھیل دی ہے۔ اس ٹھہرے وقت کے دن تک بولا اے رب جیسا تو نے مجھ کو راہ سے کھویا میں ان کو بہاریں دکھاؤں گا۔ زمین میں اور راہ سے کھووں گا۔ ان سب کو مگر جو تیرے چنے بندے ہیں۔ فرمایا یہ راہ ہے۔ مجھ تک سیدھی۔

بیزاری ظاہر کی۔ ابلیس کہ جو نور کی بجائے نار سے متعلق تھا اس کو غضبِ خدا نے آلیا۔ مگر اُس نے اپنے رب سے مہلت لی اور بتایا کہ اے پروردگار یہ انسان جو گلی سڑی مٹی کے خمیر سے اٹھایا گیا ہے وہ بھی میرے بھٹکنے کی طرح باوجود روحِ خاص حاصل ہونے کے بے راہروی اور اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اگر آپ انسان کو اتنا ہی مقبول اور فرمانبردار خیال کرتے ہیں۔ تو مجھے موقع دیں۔ میں اسی انسان کو آپ کے احکام کی خلاف ورزی کا مرتکب بنا سکتا ہوں۔

پس تمہارے رب نے شیطان کو اپنی مشیئت کے مطابق مہلت دی اور انسان کے جدِ امجد آدمؑ کو مع اُس کی زوجہ کے جنت میں مقیم کر دیا۔ اُس وقت

Marfat.com

آدمؑ کو قوتِ خاص عطا ہونے سے کائنات جنت میں جہاں جی چاہے دسترس حاصل تھی

وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ص وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○ (البقرہ ۳۵)

اور کہا ہم نے اے آدم! بس تو اور تیری عورت جنت میں اور کھاؤ اس میں محفوظ ہو کر جس جگہ چاہو اور نزدیک نہ جاؤ اس درخت کے، پھر تم بے انصاف ہو گے۔

اور اس کے تمام فوائد حاصل تھے جب کہ شیطانِ رجیم پر خاص خاص مقامات پر گزرنے کو پہلے ہی سے منع اور اس کے دائرہ اختیار سے باہر رکھا گیا تھا۔

اور اسی میں تیرے رب کی مصلحت تھی۔ تاکہ ناری مخلوق نورِ خداوندی سے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے مقررہ حدود کو نہ پھاند سکے۔ بلکہ نار سے پیدا شدہ مخلوق کی استطاعت ہی سے یہ بعید رکھا گیا کہ وہ اللہ کی کائناتِ جنت میں خدائے قدوس کے نزدیک بھی پھٹک سکے جس میں مرکزِ ربوبیت کا درختِ خاص بہرحال شامل تھا۔

دوسری طرف احسن الخالقین تیرے رب نے یہ چاہا کہ انسان جو کہ اللہ تعالےٰ کی روحِ خاص سے خلق ہونے کے بعد اللہ کے نائب یعنی خلیفہ ہونے کا شرف حاصل کر چکا تھا۔ اسی جنتی کائنات میں اپنی مرضی سے ہر طرح کا فائدہ حاصل کر سکے اور بغیر کسی رکاوٹ کے ہر جگہ اپنا عمل دخل رکھے۔ مگر شیطان کے چیلنج کے بعد اللہ نے محض آزمائش اور انسان کے صبر و استقامت کا امتحان لینا چاہا تو اُس کے سب حقوق بحال رکھتے ہوئے آدمؑ کو محض مرکزِ ربوبیت کے درخت سے (جس کی مثال قرآن نے دے دی ہے)، اُس کے نزدیک جانے سے منع فرمایا اور صاف فرما دیا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو ظالم شمار ہو گے اور اپنے رب اور

وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ۚ ○ (سورۃ رحمٰن ۱۵)

اور بنایا جان کو آگ کی ڈیگ سے ۔

مالک کی ناراضگی مول لو گے ۔

مگر افسوس ہے کہ اے بنی آدمؑ تم سب گھاٹے کی طرف مائل رہتے ہو چنانچہ آدمؑ نے بے صبری کا مظاہرہ کیا اور ابلیس لعین کے جھانسہ میں آگیا کہ جو خود تو اس مرکز ربوبیت کے شجر کے نزدیک تک جانے کی استطاعت سے محروم رکھا گیا تھا اس نے آدمؑ کو اپنے رب کی مصلحت کے خلاف ممنوعہ شجر کی طرف جانے پر آمادہ کیا چنانچہ

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ○ (سورۃ بقرۃ ۳۶)

پھر ڈگایا ان کو شیطان نے اس سے ۔ پھر نکالا ان کو وہاں سے جس آرام میں تھے ۔ اور کہا ہم نے تم سب اترو ۔ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو ۔ اور تم کو زمین میں ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ایک وقت تک ۔

اللہ کو آدمؑ کی یہ بات ناپسند معلوم ہوئی ۔ اب آدمؑ کی بے صبری اور حکم عدولی نے اُسے اللہ کی طرف سے عطا کردہ روحانی قوتِ باطن سے محروم کر دیا ۔ پس آدمؑ

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ (سورۃ بقرۃ ۳۸)

ہم نے کہا اترو یہاں سے سارے پھر کبھی پہنچے تم کو میری طرف سے راہ کی خبر ۔ تو جو کوئی چلا میرے بتلائے پر نہ ڈر ہو گا ان کو اور نہ ان کو غم ۔

Marfat.com

(سورہ طٰہٰ ۱۲۳)

فرمایا اترو یہاں سے دونوں اکٹھے رہو۔ ایک دوسرے کے دشمن۔ پھر کبھی پہنچے تم کو میری طرف سے راہ کی خبر۔ پھر جو چلا میری بتائی راہ پر۔ نہ وہ بہکے گا۔ نہ وہ تکلیف میں پڑے گا۔

کو شیطان کی معیت میں زمین میں مقید کر دیا گیا اور فرما دیا کہ چونکہ تم نے ایک راندۂ درگاہ کی بات پر عمل کرنے کی کوشش کی ہے۔ لہٰذا اب ایک خاص مدت تک کے لئے تم اسی اپنے دشمن کے ساتھ گذر بسر کرو اور اپنی اصلاح ایسے طریقہ سے کرو کہ دنیا میں تمہیں یہ لاکھ سبز باغ دکھائے تم خود کو متواتر صابر اور اپنے خالق کا اطاعت گزار ثابت کرتے رہو تاکہ تمہارے رب کو یقین ہو جائے کہ تم نے مستقل طور پر خود کو اتنا پختہ کار اور بلند اطاعت گذار کر لیا ہے کہ تم اللہ کے نائب ہونے کے قابل ہو گئے ہو۔

اور دیکھو کہ تمہارا اللہ تو پھر بھی اتنا غفور الرحیم ہے کہ دنیا میں بھی تمہاری رہبری اپنے فرستادہ رسولوں اور خاص بندوں سے کرتا رہا ہے۔ تاکہ وقتاً فوقتاً تمہیں ہدایت اور فلاح کی طرف راغب رکھے۔ پس یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں قوت باطن لوٹانے میں امداد اور فیاضی ہے۔ اگر تم اب بھی سمجھدار نہیں بنتے، تو تم سب خود پر ہی ظلم کر رہے ہو۔ کیونکہ جس نے بھی تم میں سے اپنی دنیا وی زندگی میں ناری مخلوق سے لگاؤ رکھا اور اپنی زندگی شیاطین کے طور طریقہ سے گذر بسر کی اور اپنے اللہ جو مرکزِ نور ہیں سے رشتہ جوڑنے کی کوشش نہ کی وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ناری اثرات میں گھر کر رہ جائے گا۔ کیونکہ نورانی قوت تو اسی کو

Marfat.com

فَتَلَقّٰٓی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝

(سورۃ بقرۃ ۳۷)

پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے رب سے کئی باتیں۔ پھر متوجہ ہوا اس پر بر حق وہی ہے معاف کرنیوالا مہربان۔

عطا ہو سکتی ہے۔ جو نورانی کشش کی طرف آنے کے لئے پیہم محنت سے اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش میں دن رات لگا رہے۔

تو اے اللہ کے بندو!

اللہ نے تمہیں تمہاری تخلیقی زندگی اور اس دنیا کی عارضی زندگی کی اصلیت سے آگاہ کر دیا ہے۔ پس اگر تمہارا اس بات پر ایمان ہے کہ تمہیں واپس اپنی اصل ملبی زندگی کی طرف لوٹنا ہے تو ذرا اپنے دل کو ٹٹولو! کیا تم یہ پسند کرو گے کہ رب کے رد کئے ہوئے اپنے ازلی دشمن شیطان کہ جس کے جھانسہ میں آکر تمہیں اس دنیا کی کٹھن زندگی سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ اُس کے ساتھ ہمیشہ، ہمیشہ کے لئے ناری ہو جاؤ۔ تحقیق تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ شیطان لعین تو پہلے ہی نار سے تخلیق کیا گیا ہے لہٰذا اس کے لئے نورانی کشش سے دور ہی رہنا مشیت ایزدی ہے۔ مگر تم کہ جس کو مٹی سے پیدا کرنے کے بعد خلیفۃ اللہ کی نسل سے جنم دیا گیا۔ جس میں تمہارے اللہ نے اپنی خاص نوری روح سے اصلاح کی۔ اُس کو اپنے اللہ کے مقبول بندوں ہی میں رہنے کی تڑپ ہونی چاہیئے۔ جہاں تم اپنے لئے ابدی اطمینان قلبی اپنے رب کے مرکزی نور کے دیدار سے پا سکو۔

خوب غور سے سن لو کہ وہ وقت اب زیادہ دور نہیں کہ جس دن تمہارا اللہ تمہاری

Marfat.com

دنیاوی کارکردگی سے تمہیں آگاہ کر دے گا اور تم میں وہ لوگ کتنے خوش قسمت ہوں گے جو اپنی قوتِ باطن کے لوٹتے ہی جنت میں پہنچ حاصل کر سکیں گے مگر وہ دن دوسرے انسانوں کے لئے کتنا دردناک ہوگا کہ جو اپنے رب اور خالق سے رشتہ ہمیشہ کے لئے ٹوٹ جاتے کا اعلان سنیں گے اور وہ ناری مخلوق سے وابستہ ہو جائیں گے کہ جن کے لئے تیرے رب نے گمنامی اور دردناک زندگی کا فیصلہ پہلے سے دے رکھا ہے۔

پس ڈرو اپنے مالک و خالق سے کہ جو کتنا غفور الرحیم ہے کہ تمہیں آزمائش سے پورا اترنے پر واپس اپنے آغوشِ رحمت و سکون میں لے لینا چاہتا ہے اے انسان اگرچہ تو کتنا ہی گنہگار ہو۔ تمہیں ہر وقت اپنے رب سے رحمت اور معافی کی امید رکھنی لازمی ہے۔

پس جب بھی تمہیں ہدایت کی اطلاع مل جائے۔ اُس کو غور سے سنو۔ اے لوگوں یہ مال و دولت سب کچھ مع تمہاری آل اولاد کے تم سے حقوق العباد کے طالب ہیں لہذا اپنی ضرورتوں سے زائد رزق و سامانِ زندگی مجبور و مایوس مخلوقِ خدا میں تقسیم کر دیا کرو، اور حقوق اللہ تو یہ ہی ہیں کہ تم ہر وقت نماز اور سجدہ ریز رہو، اور نہایت عاجزی سے اور گاہے گاہے رو کر اپنے اللہ کو یاد کرو کہ شائد اُسے تم پر جلد رحم آجائے اور وہ اس دنیا میں بھی تم کو ناری مخلوق کے اثرات سے محفوظ رکھے اور آخرت میں بڑی سے بڑی باطنی قوت سے سرفراز کرے تاکہ تم اپنے رب کی قربت میں کئی لوگوں سے سبقت لے جاؤ۔

پس پاکی بیان کرو اُس رحم والے خدا کی کہ جس نے تمہیں دنیا میں بھی

Marfat.com

تمہارے زمانہ اور تمہاری عقل و سمجھ کے مطابق ہدایت اور تشریح احکامات اپنے پیغمبروں اور برگزیدہ بندوں کی معرفت کر دی۔ یاد رکھو اے انسان تم مادی طور پر خواہ کتنی ہی ترقی حاصل کیوں نہ کر لو۔ کائنات کے اسرار و رموز کو نہ پہنچ سکو گے۔ لہٰذا اپنی عقل پر قناعت کے ساتھ قوتِ باطن حاصل کرنے کی طرف بھی اپنی قوت و محنت صرف کرو تو تمہارے لئے بہتری اسی میں ہے۔

★ وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ص وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ (بقرہ ۳۵)

اور کہا ہم نے اے آدم بس تو اور تیری عورت جنت میں اور کھاؤ اس میں محفوظ ہو کر جس جگہ چاہو۔ اور نزدیک نہ جاؤ اس درخت کے پھر تم بے انصاف ہو گے۔

■ إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ ۝ جب آسمان چر جاوے (سورۂ انفطار ۱)

● يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكَارَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۝ (سورہ حج ۲)

جس دن اس کو دیکھو گے تو بھول جاؤ گے ہر دودھ پلانے والی اپنے پلائے کو۔ اور ڈال دے گی ہر پیٹ والی اپنا پیٹ اور تو دیکھے لوگوں پر نشہ اور ان پر نشہ نہیں پر آفت اللہ کی سخت ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حقیقتِ روح و قلب

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اس کائنات میں تمام جاندار صبح و شام اپنے رب کی یاد اور پاکی بولنے میں محو رہتے ہیں۔ تمام چرند، پرند اور درند ایک طرف اور دوسری طرف تمام نباتات اپنے اللہ کے حکم کی فرمانبرداری میں ہر وقت سر تسلیم خم کیئے ہیں اور ہر وقت دنیا میں انسان کے سامنے عاجزی اور بے بسی میں اُس کی خدمت بجالاتے ہیں۔ خواہ وہ ان سے کام لے باربرداری کرے ان

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِيهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ (سورہ سجدہ ۹)

کو مار ڈالے کاٹ دے یا اپنے پیٹ کی نظر کردے۔ اُف بھی نہیں کرتے بس یہی ان سب کی اطاعت گزاری و عبادت ہے کہ وہ اللہ کے بندوں کے لئے وقف ہو جائیں۔

تو کیا اے انسان ذرا غور کرو تو کرو کہ دنیا کی تمام مخلوقات کو تمہارے لئے وقف کرنے والے پاک خدا کے لئے اب تو اپنی مرضی و رضا سے خود کو اللہ کے

Marfat.com

لئے وقف کر دے بس اسی لئے فرمایا کہ ہم نے یہ دنیا اور اس میں موجود سب کچھ کسی کھیل کی خاطر پیدا نہیں کیا۔ بلکہ ایک خاص مقصد کے تحت انسان اور جن کو اطاعت و بندگی میں دیکھنے کے لئے اُن کے سپرد کر دیا ہے تاکہ ان سب سے انسان اپنے مطلب و مقصد کے مطابق فائدے لے۔ مگر ان سب کو بے بس کر کے اُس کے مطیع کرنے والے خدا نے انسان سے بہر حال اپنی اطاعت کا وعدہ پیشگی لیا ہوا ہے اور اب اگر وہ یہ وعدہ بھول جائے اور باوجودیکہ اُس کو گا ہے گا ہے اللہ کی فرمانبرداری اور صراط المستقیم کی نشان دہی بھی کر دی جائے تو پھر بھی اگر انسان اللہ کی طرف آنے سے جی چرائے تو وہ خود اپنے اوپر ہی ظلم کر رہا ہے۔ وگرنہ اللہ تعالےٰ کو تو اُس کی بندگی اور اطاعت میں آنے یا نہ آنے سے کسی قسم کا فرق نہیں پڑتا۔

ہاں اے ترقی یافتہ انسان!

اللہ نے تجھے اتنا علم اور عقل اب دے دی ہے اور تو اس قابل ہو گیا ہے کہ اللہ نے تمہارے لئے قرآن میں ہر ایک بات کھول کر بیان کر دی ہے اور تمہیں ہر بات میں قرآن ہی کی طرف رجوع کرنے اور ہدایت لینے پر بار بار تاکید کی ہے مگر اے مومنین تم باوجود تلقین کے غور و فکر کی طرف مائل نہیں ہوتے حالانکہ اگر تم اپنے علم اور مادی ترقی کو قرآن کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرو، تو تمہارا یقین اپنے رب اور مشرق و مغرب کے مالک پر مزید پختہ ہو اور تمہاری تمام اشکال دور ہونے کے ساتھ تمہیں باطنی قوت حاصل کرنے کی اور چاہت ہو جائے۔ جس کے اثر میں تم اصل سکون اور چین اپنے

رب کی قربت سے ابدالاباد تک کے لئے حاصل کر سکو، جو کہ تمہیں اس قدر ترقی کر لینے کے بعد بھی کبھی حاصل نہ ہو سکے گا۔

اے انسان! ذرا سوچو تو تمہیں یہ بے اطمینانی اور بے چینی کیوں، کیسے اور کہاں محسوس ہوتی ہے؟ کیا اس کا تعلق تمہارے دل ہی سے نہیں ہے تمہارا جواب ضرور ہاں ہے تو کیا تم نے کبھی یہ بھی سوچا ہے کہ خواہ تمہارے پاس عیش و عشرت کے لاکھ سامان ہوں۔ تمہارے پاس مال، اولاد اور معقول ذریعہ معاش ہو۔ مگر پھر بھی تمہارے اندر تڑپنے والا دل اپنے سکون کے لئے کسی چیز کی کمی محسوس کرتا ہے۔

اگر تم اپنے اس زندگی کے منبع کی آواز کو غور سے سُنو تو تمہیں صاف سنائی دے گا کہ یہ ہر لمحہ بس یکسوئی سے دن ہو یا رات تم سوتے ہو یا جاگتے، کام میں ہو یا آرام سے پڑے ہوئے اپنے اللہ جو تمام جانداروں کی زندگی کا اصل ماخذ ہے۔ اسی حیّ القیوم کے حضور تمہاری زندگی کی لَو کو قائم رکھنے کے لئے **لبیک لبیک** کی صدا سے دہائی دے رہا ہے۔ پس اللہ کے مقبول بندے اور ایمان بالغیب پر یقین رکھنے والے اسی لبیک کہنے والے لوتھڑے سے نورِ ہدایت حاصل کرتے ہیں اور اپنی پیشانی کے اندر محفوظ اپنی روح کے زیرِ اثر اُس حصۂ جسم کو کہ جو انہیں انسان بنا رہا ہے اس کو اپنے اللہ کے حضور نہایت عاجزی سے جھکا دیتے ہیں۔ پس یہ لوگ وہی ہیں جو اپنے اللہ اور رسولؐ کی اطاعت میں اپنے جسم کی ہر حرکت کو اس فانی دنیا میں فرمانبرداری سے قائم رکھنے اور شیطانی وسوسوں سے پاک اور دنیا کی ظاہریت اور کھیل و تماشبینی سے دور رہ کر

صبر واستقامت سے آنے والی مستقل زندگی کے سامان کی فکر میں رہتے ہیں۔

اب دوسری طرف وہ ناعاقبت اندیش انسان ہیں کہ وہ اس ہر لمحہ لبیک لبیک پکارنے والے لوتھڑے کی آواز کو رد کرتے ہوئے اپنی پیشانی کو غرور سے اکڑائے رہتے ہیں۔ جس طرح کہ ابلیس نے آدمؑ کی فرمانبرداری سے انکار کرتے وقت غرور و تکبر کیا تھا پس یہ تمام لوگ متکبر اور شیطان کے دوست ہیں۔ لہٰذا وہ اپنے قلب کی آواز کو رد کرتے ہوئے اپنی پیشانی میں بند اپنی روح کے زیر اثر حصہ کو شیطانی پیروی پر لگا دیتے ہیں۔ پس یہ لوگ دنیاوی لہو ولعب کی طرف راغب اور اسی دنیا کی عارضی زندگی میں زیادہ سے زیادہ عیش و عشرت حاصل کرنے کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں صرف کر دیتے ہیں کیونکہ انہیں آخرت کی زندگی پر یقین ہی نہیں ہوتا۔ مگر قریب ہے کہ یہ لوگ معصیت و یاس کی ابدی زندگی سے دوچار ہوں گے۔ اللہ نے ان لوگوں کی ہٹ دھرمی دیکھ و سن کر بھی اچھائی کی طرف مائل نہ ہونے کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے۔ یعنی اگرچہ ان لوگوں کا دل تو اپنے مالکِ حقیقی کی یاد میں ہر وقت لبیک لبیک کہہ ہی رہا ہوتا

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ز وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ (سورہ بقرہ ۷)

مُہر کر دی اللہ نے ان کے دل پر اور ان کے کان پر اور ان کی آنکھوں پر ہے پردہ اور ان کو بڑی مار ہے۔

ہے۔ مگر اس کی آواز اُن کی روح کو متاثر نہیں کر سکتی۔

پس اے انسان! غور سے سنو کہ تمہاری انسانی شخصیت تمہاری پیشانی میں

محفوظ کردی گئی ہے اور اسی لئے تمہارے رب اور پیدا کرنے والے نے تمہیں
حکم دیا ہے کہ اس حصۂ جسم کو اللہ کے حضور عاجزی سے جھکا دو، اور اپنے اس
مادہ جسم کے اعضاء کو حرکات اللہ کی رضا اور فرمانبرداری کے سپرد کر دو۔ تاکہ
وہ اس کے صلہ میں تمہیں اس ابدی آنے والی زندگی میں ایسی باطنی قوت سے
نوازے کہ جو تمہیں ہر قسم کے فکر دبے چینی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نجات
دے دے اور پھر اب تمہاری سمجھ میں یہ بات پوری طرح سے آجانی چاہیئے
کہ تم میں سے وہ انسان کہ جو اس حصۂ جسم یعنی پیشانی والے دماغ سے محروم ہوتے
ہیں یا کسی وجہ سے کھو بیٹھتے ہیں۔ خواہ بیماری، بچپن یا بڑھاپا ہی ہو۔ اُن سے
اس حصۂ زندگی کا کوئی مواخذہ نہ ہوگا اور ان کی مثال تو ایسی ہی ہے کہ جیسے
دوسرے جانور کہ جنہیں تمہارے رب نے شروع سے ہی یہ حصۂ جسم جو کہ
پیشانی کا ابھار بناتا ہے۔ عنایت ہی نہیں کیا۔

پس اے مومنین اگر تمہارا ایمان آخرت اور ابدی زندگی پر پختہ ہے تو
اپنی روح کے تابع اس حصۂ دماغ پر جو کہ تمہیں انسان اور اشرف المخلوقات
بناتا ہے۔ کبھی بھی شیطان اور دنیا دی بناؤ سنگار اور طرح طرح کی دلچسپی میں
مبتلا نہ ہونے دو۔ بلکہ ہر وقت لبیک لبیک کہنے والے دل کی نورانی روشنی
کو اپنے پیلنے میں جگہ دو تاکہ اللہ تمہارے دل کو ابدی سکون اور نورِ ہدایت سے
نوازتا رہے۔

اسی طرح تمہیں قرآن نے ایسی تمام اشیاء کہ جو تم پر ہیجانی یا ہذیانی حالت
پیدا کریں۔ تمہارے لئے حرام ٹھہرا دی ہیں۔ تاکہ تم کسی وقت بھی ایسی حالت میں

Marfat.com

مبتلا نہ ہو جاؤ کہ دنیا ہی پرکھ اور اشرف المخلوقات بنانے والے آلہ کو ماؤف کر بیٹھو۔ کیونکہ یہ ایسی ہی حالت ہے کہ انسان سے حیوان بنا دیتی ہے تاآنکہ تم آسانی سے شیطان کے ہاتھ نہ لگ جاؤ۔ اسی لئے روزِ قیامت شیطان انسان کو یہ جواب دے کر خاموش کر دے گا کہ تمہیں خدا نے روح کے ساتھ سوچنے کی قوت دی تھی تم نے اُس سے خود کام لینے کی بجائے اسے میرے سُپرد کر دیا۔ حالانکہ تم ذرا سوچتے تو میرے بہکاوے میں نہ آتے۔ (بحوالہ سورہ نحل آیت ۷۸)

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (سورۃ نحل ۷۸)

اور اللہ نے تم کو نکالا ماں کے پیٹ سے۔ تم کچھ نہ جانتے تھے۔ اور دیے تم کو کان اور آنکھیں دماغ اور دل شاید تم احسان مانو۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

(سورۃ الحدید - ۱)

مختصر یہ کہ اے مومنین تمہیں یہ بات اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ اللہ سے دنیا میں رہبری حاصل کرنے کا یہی ذریعہ ہے کہ اپنے دل سے سبق حاصل کرتے ہوئے اسی کی روشنی میں اور اس کی تڑپ کو چین دینے کے لئے اپنے مرکزِ شخصیت کو کبھی بھی شیطان یعنی اپنے ازلی دشمن کے ہاتھ نہ آنے دو۔ بس اس کو نہ تو دنیا کی رنگینی میں دلچسپی لینے دو اور نہ ہی ایسی چیز کا استعمال کرو

Marfat.com

کہ جو تمہیں انسانیت سے محروم کر دے اور تمہارا رشتہ دماغ اور دل کی وساطت سے اپنے خالق و مالک خدا سے توڑ دے۔

خوب غور سے سنو کہ جس طرح تمہارا دل اپنے منبع حیات کی یاد میں تڑپ رہا ہے اور ہر وقت لبیک لبیک کہے جا رہا ہے۔ تمہارا جسم و مرکزِ شخصیت کہ جو امتحان میں مبتلا اس دنیا کی عارضی زندگی سے دوچار ہے بھی بعینہٖ اسی طرح اپنے خالق و مالک اللہ کی یاد اور قربت کے لئے تڑپ رہا ہونا چاہیئے، اور تمہاری حرکتِ جسم اُسی کی رضا کے لئے وقف ہو جانی چاہیئے۔ پس تمہیں عملی طور پر اپنا سب کچھ تن من اور دولت اس تمام کائنات کے خالق پر نچھاور کر دینی چاہیئے اور پھر حیرت ہے انسان پر کہ جب تمہیں یقین ہے کہ یہ سب کچھ اُسی اللہ کی طرف سے تمہیں بطورِ امانت و آزمائش دیئے گئے ہیں تو پھر ان سب کو اُسی کی راہ میں قربان کر دینے میں کیوں دیری کرتا ہے۔ پس جلدی کرو کہ نامعلوم تمہارے لئے آخری گھڑی کب آن پہنچے۔ یاد رکھو کہ اللہ کے ہاں ہر کام پہلے سے طے شدہ ہے اور جب اس کا وقتِ معین آن پہنچتا ہے تو پھر ایک لمحہ آگے یا پیچھے نہیں ہو سکتا۔

اے انسان اگر تو کائنات کے ہر جاندار پر نظر کرے اور اس کی تخلیق میں غور کرے تو تجھے یہ بات بالکل عیاں ہو جائے۔ بلکہ تیرا دل خود اس بات کی

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ (سورہ نشرح ۴)

اور اونچا کیا مذکور تیرا

گواہی دے کہ تمہارے اللہ اور خالق نے دنیا میں تمام جانداروں سے تمہیں

Marfat.com

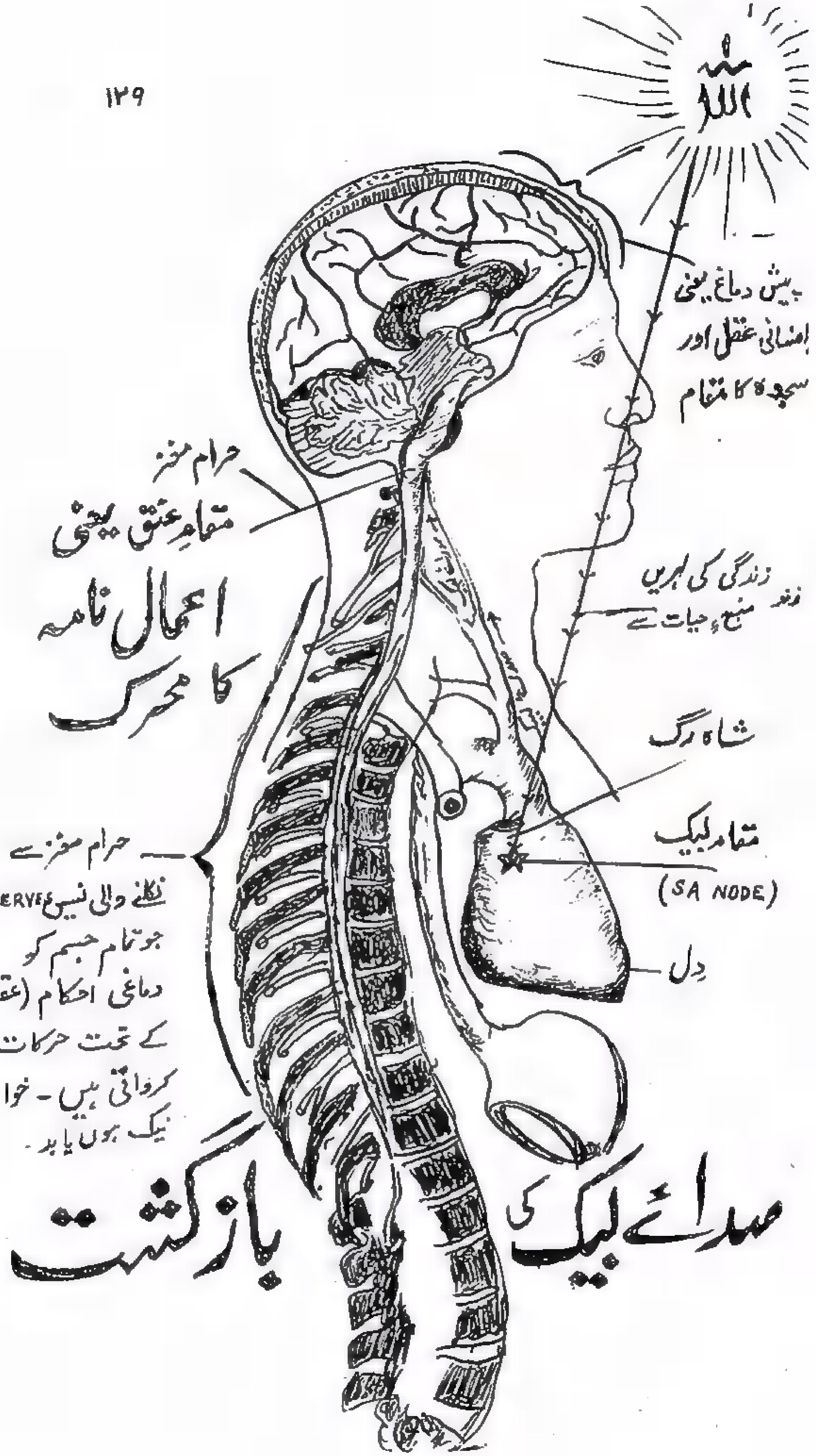
الله
پیش دماغ یعنی
انسانی عقل اور
سجدہ کا مقام
حرام مغز
مقامِ عشق یعنی
اعمال نامہ
کا محرک
زندگی کی لہریں
زندہ منبعِ حیات سے
شاہ رگ
مقام لبیک
(SA NODE)
دل
حرام مغز سے
نکلنے والی نسیں NERVES
جو تمام جسم کو
دماغی احکام (عقل)
کے تحت حرکات
کرواتی ہیں - خواہ
نیک ہوں یا بد۔
صدائے لبیک کی
بازگشت

Marfat.com

شکل و صورت سے خوبصورت اور عقل و سوچ میں بلند تیز نیکی و بدی کی پہچان رکھنے والا پیدا کیا ہے تو پھر تمہارا خدا کہ جس نے تمہیں اپنے خلیفہ ہونے کے لئے چن لیا ہے۔ بجا طور پر تم پر فخر کر سکتا ہے تو تمہیں چاہیئے کہ اپنے مالک کی رضا حاصل کرنے میں کوئی کوتاہی نہ کرو۔ تاکہ تمہارا مالک تم کو افضل سے افضل ترین بنادے اور اپنی رحمت اور قربت میں لے لے یعنی اللہ سے محبت کرو۔ کہ وہ تم سے محبت کرنے لگے۔

رزقِ حلال و رازق

اے ایمان بالغیب رکھنے والو!

بڑے ادب سے تعریف کرو اور پاکی بولو اپنے پروردگار کی صبح و شام اور ہر وقت اور ہر کام میں سوتے وقت اور جاگتے ہوئے اپنا دھیان ایک اور صرف ایک اللہ کی طرف باندھے رکھو اور کسی وقت بھی غفلت نہ کرو تاکہ شیطانِ لعین اور اُس کے حواریوں کو تمہیں راہِ حق سے اچک لینے کا موقع تک نہ ملے پس ہر کام کرنے سے پیشتر اپنے اللہ سے ابلیس کو اپنے سے دور رکھنے کی التدعا کر لیا کرو اور جب تمہیں تنگی ہو رزق میں یا کچھ اور مشکلات درپیش ہوں تو بلا روک ٹوک اپنے خالق و مالک سے رجوع ہوا کرو۔ کیونکہ یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھ اور عقل سے کام لو تو تمہیں یہ بات واضح ہو جائے گی کہ جب تم نے اس تمام کائنات کا مالک نیز اسے تخلیق کرنے اور اس نظام کو بطریق احسن رواں دواں رکھنے کی تمام ذمہ داری اللہ کے لئے تسلیم کر لی ہے اور اسی نظامِ کائنات میں ہی تمہاری پیدائش اُسی کے حکم سے قرار پائی ہے۔ تو

Marfat.com

یہ سیدھی سی بات بھی تمہاری سمجھ میں آجانی چاہیئے کہ تم خود اور تمہاری تمام حاجتیں بھی اُسی کے زیرِ اثر اور حکم کے تابع ہونی چاہیئں اور تمہیں اُس کی عظیم سلطنت میں دم مارنے کی بھی مجال نہیں ہونی چاہیئے۔

مگر ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جب تمہارے مالک و خالق نے اپنی اس زمین اور اس کے خزانوں کو تمہارے سپرد بطورِ امانت کر دیا ہے اور خود کو تمہاری آزمائش کے لئے ایک خاص وقت تک کے لئے تم سے جدا کر لیا ہے تاکہ تمہیں پرکھے کہ تم غیب میں بھی اُسے اپنے سامنے دیکھتے ہوئے اُس کی سلطنت کے حصۂ زمین میں اُسے ہی اپنا خالق و مالک تسلیم کرتے ہوئے اپنا تن من اور اُس کے زمینی خزانوں سے حاصل شدہ، مال و دولت مع اہل و عیال اور ان تمام فوائد کے ہمراہ اُس کی فرمانبرداری اور راہِ حق میں صرف کرتے ہو یا کہ اپنے ازلی دشمن ابلیس اور اس کے اہل کاروں کے کہنے اور بہکانے کے مطابق چل کر اس امانت میں خیانت کے مجرم ٹھہرتے ہو۔

تو تم میں سے بہت کم ایسے ہیں کہ وہ یہ بات دنیا میں آنے کے بعد سمجھ سکیں کہ اس دنیا کے تمام خزانے اصل میں اللہ ہی کے ہیں اور اللہ نے تمہیں صبر و قناعت سکھانے کی خاطر ان خزانوں سے رزقِ حلال کمانے کی تلقین کر دی ہے جس سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ دنیا اور اس کے تمام خزانے تمہارے پاس بطورِ امانت و آزمائش ہیں۔ پس تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تم ان میں سے اپنی ضروریات کے لئے رزق جائز طریقوں سے حاصل کرو گے تو اس امانت میں خیانت کے مجرم نہیں ہو گے اور رزقِ حلال کی تعریف تو یہی ہے کہ یہ آپس

Marfat.com

کے لین دین اور اللہ کی زمین سے اس طریقہ سے حاصل کیا جائے کہ اس میں کسی دوسرے انسان کی حق تلفی و مجبوری سے فائدہ نہ اٹھایا گیا ہو، اور حق تلفی و مجبوری سے فائدہ اٹھانے کی ایک بہترین مثال تمہارے پروردگار نے جو دنیا اور کائنات کے تمام اسرار و رموز سے بخوبی واقف ہے۔ اُس نے تمہیں بتا دیا ہے کہ وہ سُودی کاروبار ہے کہ جس سے ایک گھر بیٹھے انسان کو دوسروں کی مجبوری اور محنت سے یقیناً مطلوبہ منافع کی امید ہوتی ہے خواہ اُس کے مقروض کو نقصان ہی سے دوچار کیوں نہ ہونا پڑے۔ دوسری طرف رزقِ حرام اس تعریف میں بھی آجاتا ہے کہ ناجائز ذرائع سے حاصل شدہ رزق جو کہ اللہ، رسولؐ اور ملکی قوانین کے منافی ہو اور خود تمہارا ضمیر اس امر کی گواہی دے کہ تمہاری یہ آمدن مشتبہ ہے۔

پس ڈرو اللہ سے اور اس آزمائشی زندگی کی سب سے پہلی آزمائش میں ناکامی سے۔ کہ اے انسان دنیا کی زندگی سے قبل کائناتی جنت میں تجھے اپنی مرضی سے ہر جگہ سے کھانے و پینے کی اجازت دی گئی۔ وہاں بھی تمہارا رازق تمہارا اللہ ہی تھا۔ مگر جب تم اپنی نافرمانی کی وجہ سے آزمائشی دنیاوی زندگی میں داخل کر دیئے گئے ہو تو تم سے یہ سہولت بھی چھین لی گئی ہے۔ تاکہ تم خود جائز ذرائع اور محنت سے روزی حاصل کرو کہ جس کی بدولت تمہارا خدا تم پر ترس کھائے، اور تمہارے اس محنت کرنے کے صبر کو قبول کرلے۔

لہٰذا وہ لوگ جو رزقِ حلال حاصل کرنے کی بجائے شیطانی طور طریقوں سے پیٹ بھرنے اور ضروریاتِ زندگی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ بلاشبہ

Marfat.com

اپنے اندر نار یعنی شیطانی اثرات کو داخل کر رہے ہیں اور یہ نار تو وہی ہے۔ کہ جہاں یہ پہنچی وہاں نور کہاں مل سکتا ہے؟ پس ظاہر ہے کہ یہ لوگ اپنے اندر کو نور سے خالی کر رہے ہیں اور نار کو بھر رہے ہیں۔ لہذا یہ کبھی صلوٰۃ کی طرف نہیں آ سکتے اور نہ ہی اپنے اندر وہ نوری کشش بنا سکتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے راہِ حق کی سوجھ پا سکیں۔ (سورہ البقرہ آیت ۱۷۲ دیکھیں)

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ
وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۠ (سورۃ الرعد - ۲۶)

اللہ کشادہ کرتا ہے روزی جس کو چاہے اور تنگ۔ اور وہ ریجھے ہیں دنیا کی زندگی پر اور دنیا کی زندگی کچھ نہیں آخرت کے حساب میں مگر تھوڑا برتنا۔

جہاں رزقِ حلال پر قناعت کرنے والے وہی مومنین ہیں۔ جو ابلیسی ہتھکنڈوں سے بچ کر اپنے اندر نورانی شمع روشن کر رہے ہوتے ہیں۔ پس یہ وہی ہیں جو فلاح پائیں گے اور راہِ حق کی سوجھ انہی کے لئے ہے۔

اے انسان! پس یاد رکھو کہ تمہارا رازق بہر حال اللہ ہی ہے کہ جس نے تمہارے رزق کمانے کے ذرائع پیدا کئے ہیں۔ وہ تو بڑا غفور الرحیم ہے۔ کہ اُس نے زمین میں جا بجا کھیتیاں اُگانے کو میدان بنا دیے ہیں اور کئی جگہوں پر پہاڑ کھڑے کر رکھے ہیں۔ تاکہ تم ان سے مختلف اقسام کی معدنیات نکال سکو۔ نیز وہ تمہیں اپنے اندر سے پانی کے چشمے اور چوٹی پر جمی ہوئی برف سے پورا سال پانی کی لگاتار فراہمی کرتے رہیں۔ اب ذرا غور کرو کہ یہ تمام وسائل کس نے پیدا کئے ہیں؟ اور پھر تمہارے فصل اُگانے اور موسم

Marfat.com

تبدیل کرنے کے لئے سورج اور زمین کو اس طریق سے کام میں لگا دیا ہے کہ یہ تمہیں مختلف اقسام کی خوراک و پھل حاصل کرنے کا موقعہ دیتے ہیں تو اب سوچو کہ اگر یہ تمام وسائل نہ ہوتے تو تم زمین میں سے کس طرح اپنے لئے رزق حاصل کرتے؟ پس یہ فیصلہ کن اعلان ہے کہ پہاڑوں میں معدنیات اور پانی کے ذخائر مہیا کرنے اور میدانوں میں فصلیں اگانے کا تمام انتظام تمہارے لئے تمہارے رب نے ہی کیا ہے تو پھر کون ہے کہ جو اس وحدہٗ کو اپنا رازق تسلیم نہ کرے اور اس کا تو صرف تم کو یہی حکم ہے کہ اس رزق کو جائز طریقہ سے حاصل کرو اور ایک دوسرے کی حق تلفی کرنے سے رُکے رہو' اور پھر حاصل ہونے کے بعد اس کا مصرف بھی اپنے اللہ کے احکام کی روشنی میں کرو تاکہ اس امانت میں جو تمہیں رزق کی صورت میں پہنچتی ہے۔ کسی قسم کی خیانت نہ ہونے پائے اور اے مومنین اگر تم اپنے رزقِ حلال میں سے کچھ یا بیشتر حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دو گے تو یہ وہی قرض حسنہ ہے کہ جو تم اپنے اللہ کے ہاں اپنی دنیاوی ضروریات کے بعد پس انداز کر کے جمع کروا رہے ہو جو کہ شاید تمہاری ابدی زندگی میں تمہارے درجات اور حیثیت اور اپنے رب سے قربت حاصل کرنے کا ذریعہ بن جائے۔

اور یہ بات پھر واضح طور سے ذہن نشین کر لو کہ اللہ کی بارگاہ میں صرف ہونے والا محض رزقِ حلال ہی قبولیت پا سکتا ہے۔ چنانچہ وہ رزق جو کہ رزقِ حرام کی تعریف میں آ جائے خواہ رزقِ حلال سے کئی ہزار گنا بھی کیوں نہ ہو بہرحال تمہارے کسی کام نہیں آ سکے گا۔ کیونکہ یہ تمام ایسا ہی ہے کہ پہلے بھی اللہ ہی کا تھا۔ ناجائز طور طریقوں سے ایک گناہگار انسان نے حاصل کیا۔ اور دوبارہ واپس اللہ کے پاس پہنچ گیا۔ لہٰذا اے جماعت مومنین اللہ کی راہ میں خیرات

Marfat.com

دوسرے خرچ کرنے والوں کو واضح طور پر بتا دو کہ اللہ جس کے قبضہ میں ساری کائنات کے خزانے ہیں۔ اس کو تمہاری یہ خیرات اور راہِ حق میں خرچ کیا ہوا رزق اللہ کے لئے کچھ حقیقت نہیں رکھتا اور نہ ہی اس کے بغیر اُس کی خدائی میں ذرہ برابر بھی نقص پڑ سکتا ہے۔ اللہ تو محض تمہارے رزقِ حلال حاصل کرنے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی نیت کو پرکھتا ہے پس معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوا رزق حلال کبھی ضائع نہیں ہو گا۔ بلکہ یہ تمہارے لئے اللہ سے مزید قربت حاصل ہونے کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اے مومنین! دنیا کا مال و دولت تمہارے لئے اللہ کی قربت حاصل کرنے میں رکاوٹ بن سکتا ہے۔ اسی لئے اللہ نے اپنے بندوں پر نماز کو فرض قرار دینے کے ساتھ ضرورت سے زائد دولت پر زکوٰۃ نکالنا بھی تم پر فرض کر دیا ہے تاکہ اللہ کی راہ میں دولت خرچ کرنے کی رسم تم میں شروع ہو جائے اور پھر تمہارا اللہ یہ دیکھے گا کہ تم میں کون ہے جو اللہ کے احکام کی تعمیل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے۔ پس جس طرح سے مقررہ وقت کی نماز کے بعد اور زیادہ اللہ کے حضور سر بسجود رہنا ایک اللہ سے محبت رکھنے والے انسان کے مزید خلوص کو ظاہر کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح راہِ حق میں بڑھ چڑھ کر رزقِ حلال لگا دینے والا بھی خلوصِ دل سے اللہ کو یہ یقین دلاتا چاہتا ہے کہ وہ کس حد تک اس دنیاوی زندگی میں زیادہ دولت کی وجہ سے بے راہ روی اور شیطان دوستی سے نفرت کا اظہار کر رہا ہے اور یاد رکھو کہ تمہاری یہ دنیاوی زندگی بہرحال عارضی ہے اور اس میں خوب خوب موقع دیا گیا ہے کہ تم اپنی ابدی

Marfat.com

زندگی کے لئے زیادہ سے زیادہ اپنا پس انداز اللہ کے ہاں بھیجتے رہو تا کہ وہ تمہیں اس تمام سے کئی گنا بڑھا کر لوٹا دے۔

اے لوگو! تمہارے رب نے تمہیں اس زمین کے مختلف حصوں میں مختلف رنگ و روپ اور مختلف حیثیت کے والدین اور بڑے مختلف وسائل دے کر پیدا کیا اور اسی میں اُس کی مصلحت تھی۔ تا کہ دنیا کا نظام ایک تدبیر کے تحت چل سکے۔ یاد رکھو جب تمہارا خالق و مالک تم سب کو پیدائشی طور پر وہی سر آنکھیں

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝

اور اگر پھیلا دے اللہ روزی اپنے بندوں کو تو دھوم اٹھاویں ملک میں پر اتارتا ہے ماپ کر جتنی چاہتا ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں کی خبر رکھتا ہے۔ دیکھتا۔

دو ہاتھ اور دو ٹانگیں یکساں طور پر عطا کر رہا ہے تو اُس کے لئے یہ بڑی آسان بات تھی کہ وہ تم سب کو یکساں حالات وسائل بھی عطا کر دیتا۔ مگر تم میں سے بہتوں کو رزق میں فراخی اور اچھے وسائل دے کر اُنہیں دوہری آزمائش میں مبتلا کر دیا ہے تا کہ وہ یہ دیکھے کہ وہ زائد رزق کو اللہ کی امانت سمجھ کر کس طرح مصرف میں لاتے ہیں اور کہاں تک اللہ کی راہ اور اُس کی مخلوق کی بہتری پر صرف کرتے ہیں اور کیا زیادہ رزق کے نشہ میں وہ دنیا کی عارضی زندگی میں عیش اور شیطان کے کہنے پر چلتے ہیں تا کہ وہ انہیں اپنی عیاش زندگی اور غلط کاریوں کے بندوبست کے لئے مزید بے راہ روی اور رزق حرام ہر ناجائز طریقہ سے اکٹھا کرنے کی طرف راغب رکھے اور یہ ہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ اپنی ہدایت سے

Marfat.com

محروم کر دیتا ہے۔ بلکہ اُن کو اپنا برا عمل ایک دل خوش کن کارنامہ معلوم دیتا ہے اللہ نے ان سے اچھائی اور نیکی کی رغبت سلب کر لی ہے۔ بس یوں سمجھنا چاہیئے کہ نیکی اور برائی کی تمیز چھین کر اُن کے قلب پر مہر کر دی ہے۔ یعنی وہ لبیک نہیں سن سکتے۔

ادھر ایک وہ لوگ ہیں کہ جنہیں اُن کے رب نے دنیا میں غریب حالات و وسائل میں رکھ کر اُن کو زیادہ آزمائش سے بچا لیا۔ مگر اللہ اُن کو اُن کے صبر و استقامت میں رہ کر اپنے رب کی طرف متوجہ دیکھنا پسند کرتا ہے۔ پس اگر یہ ذرا غور و فکر کریں تو ان کو اپنی مغفرت کے لئے زیادہ اچھے مواقع ہیں۔ کہ دنیا میں زیادہ رزق جو کہ انسان کو راہِ راست سے دور لے جا سکتا ہے کی آزمائش سے وہ بچ جاتے ہیں اور یہ تو اللہ کی طرف سے اُن کے حق میں کرم نوازی ہے کہ ایسے لوگوں پر جو خدائے وحدہٗ پر اپنا ایمان پختہ رکھتے ہیں۔ اپنے اللہ کی طرف رجوع کرنے اور اپنی تنگدستی پر شاکر رہ کر نجات طلب کرتے رہنا بحیثیت مجموعی اُن کے فائدے کا موجب ہو سکتا ہے۔ تو اُن کو اللہ کی طرف سے یہ خوشخبری پہنچنی چاہیئے کہ دنیا میں قناعت کی عارضی زندگی کے بعد ابدی زندگی کے بہترین درجات اور فوائد ان ہی لوگوں کے منتظر ہیں، اور اللہ کا وعدہ اُن کے لئے عنقریب پورا ہونے کو ہے اللہ تو پاک ہے اور سب سے بڑھ کر منصف اور کسی کا حق ایک ذرہ برابر بھی نہ رکھے گا۔

اسی لئے فرمایا کہ تم اپنی تنگدستی سے نجات اور اس میں مدد اللہ سے ہی چاہو اور یہ کبھی نہ سوچو کہ کسی ناجائز طریقہ سے تم کسی دوسرے کا حق یا مال و دولت سمیٹ کر اپنی دنیا کی زندگی کو بہتر بنا لو۔

Marfat.com

پس اے ایمان والو! تمہارے لئے ایک ہی اصول اللہ نے مقرر کر دیا ہے کہ خواہ تم کسی حال میں بھی کیوں نہ پیدا کئے گئے ہو۔ ہر وقت رزق حلال سے گذر بسر کرنے کی پوری سعی کرو اور یہ ہرگز نہ بھولو کہ رزق حلال ہی اگر تمہارے اندر جائے گا تو تمہاری عبادت اور نجات کے زیادہ مقبول ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر کسی جائز طریقہ سے اپنی ضرورت سے زیادہ رزق حلال تم نے سمیٹ لیا ہے تو اس کو راہِ خدا میں اللہ کے حکم کے مطابق بطریق زکوٰۃ اور خیرات قرض حسنہ میں واپس جمع کروانے کی فکر کرو۔ کیونکہ تم پر عائد کردہ نماز و دوسرے فرائض سب کے لئے یکساں ہیں۔ مگر خصوصی درجات تو اُن ہی کے لئے ہیں جو اپنے عمل قول و فعل اور تن من و دھن سے یہ ثابت کر دیتے ہیں کہ دنیا کی کوئی خوبصورتی یا قیمتی چیز اُن کو اپنے رب کی محبت اور کھچاؤ اور حتی الامکان قربت حاصل کرنے کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکی۔

اے مومنین!

اگر تمہیں اس بات میں پکا یقین ہے کہ تمام کائنات تو اُسی خدائے لازوال کی ہی ہے اور وہ اس کے ہر ذرہ ذرہ کا مالک ہے تو لامحالہ تمہاری ذات کا بھی مالک وہی ہے اور یہ بڑی سیدھی سی بات ہے کہ جب تم اور کائنات کی ہر شے اُسی خالق خدائے قدوس کی ہے تو اس کائنات یا زمین کے کسی بھی حصہ سے کسی بھی ذریعہ سے کچھ بھی تم حاصل کرو گے تو پھر بھی یہ سب کچھ اُسی کی طرف سے ہی ہوگا۔ پس اگر یہ حاصل شدہ چیز تمہارے کھانے پینے یا استعمال کی ہے۔ تو بجا طور پر اللہ ہی تمہارا رازق ہوا۔

Marfat.com

پھر اسی اصول کو سمجھ لینے سے اے انسان! تمہیں اچھی طرح سے معلوم ہو جانا چاہیئے کہ یہ باغات، کھیت، جنگل، پہاڑ اور ندیاں سب اُسی کی پیدا کردہ ہیں۔ سمندر سے بوجھل ہوائیں اٹھ کر بارش برساتی ہیں۔ سورج چمکتا ہے تو تمہاری کاشت بڑھتی پھولتی ہے تو غور کرو کہ اگر یہ سارا نظام نہ ہو یا جواب دے جائے تو تمہارا محض زمین میں بیج ڈال دینا ہی تمہیں فصل مہیا نہیں کر سکتا لہذا تمہاری محنت تب ہی رنگ لا سکتی ہے جب اللہ تعالےٰ کی ساری مشیت تمہاری تدبیر کا ساتھ دے۔ لہذا اگر تم معمولی بھی عقل استعمال کرو تو تمہیں صاف معلوم ہو جائے گا کہ بہرحال تمہارا رازق تو اللہ ہی ہے۔

تو اے نادان انسان! جب تجھ پر یہ بات عیاں ہو جائے کہ رازق صرف اللہ ہی ہے تو تمہیں چاہیئے کہ اسی اللہ کو اپنے تمام وسائل اور محنت سونپ کر اسی سے اپنے حق میں بہتری اور فراخی کے لئے التجا کرو اور خواہ مخواہ اُس کے سوا کسی دوسرے کو اپنا حاجت روا نہ چن لو اور غور سے سنو کہ تمہاری سب چارہ جوئی کے بعد تمہیں جو بھی نتیجہ ملے۔ اسی پر شاکر رہو اور سمجھ لو کہ یہ ہی تمہارے اللہ کی طرف سے ہے پس اگر تم اس میں کمی بیشی کے شاکی ہو تو یہ بھی اللہ ہی کے ہاں التجا کرو شاید تمہارے رزق میں کمی کر کے وہ تمہیں آزمانا چاہتا ہو۔ لہذا کبھی بھی صبر کو ہاتھ سے نہ جانے دو اور اسی کا شکر دن رات بجا لاؤ اور ہر حال میں اپنی ابدی زندگی کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہو۔

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ البقرۃ

شہید اور صلۂ شہید

پاک و بلند ہے اللہ کہ جس کے نور سے اس کائنات کا ذرہ ذرہ اور کونہ کونہ نفع سے ہے اور ٹھہراؤ پکڑتا ہے، کیا تم نے کبھی غور کیا ہے کہ جانداروں میں مخلوقِ خدا دو بڑی اقسام میں تقسیم ہے ایک وہ جاندار جو متحرک نہیں یعنی نباتات کہ زمین سے پیدا ہوتے ہیں۔ بڑھتے ہیں، پھولتے اور پھلتے ہیں۔ دوسری وہ مخلوق جو حرکت کر سکتی ہے، جن میں وہ تمام حشرات الارض، چرند، پرند و درندوں کے علاوہ انسان بھی شامل ہے۔ تحقیق یہ سب ہی پیدا ہونے کے بعد بڑھتے ہیں۔ جوان ہونے کے بعد پھر ایک وقت تک پوری قوت اور خوبصورتی سے بھرپور رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ انھیں دوبارہ کمزوری، بیماری اور بے چارگی آلیتی ہے۔ اور اپنا مقررہ وقت ختم ہوتے ہی پیوندِ خاک ہو جاتے ہیں۔

تحقیق ان سب جانداروں کا پیدا ہونا بڑھنا پھولنا اور ایک وقت معین کے بعد کسی نہ کسی طرح ختم ہو جانا بے معنی یا ایک کھیل نہیں، اس سب بات میں سوچنے اور غور کرنے سے انسان کے لیے بہت کچھ حاصل ہے، اللہ نے ازل سے سب جانداروں کو یکساں مواقع بڑھنے پھولنے اور کھانے پینے کے لیے دیئے ہیں۔ مگر ان سب میں سے کسی نے بھی اپنے لگے

Marfat.com

بندھے اصولوں اور کھانے پینے یا چلنے پھرنے میں کسی قسم کی تبدیلی از خود نہیں کی۔ مگر اے انسان ذرا اپنوں سے پہلوں کے رہن سہن حالات و وسائل پر نظر ڈالو اور خود اپنے حالات رہن وسہن و وسائل سے مقابلہ کرو۔ تو تمہیں بخوبی معلوم ہو جائے گا، کہ کس جاندار نے اپنی پچھلی یا موجودہ نسل میں از خود کوئی نئی بات نہیں کی، حالانکہ تم نسل درنسل ترقی اور نئے نئے وسائل و ذرائع تلاش کرنے میں کامیاب ہو رہے ہو۔ دوسری طرف دوسرے تمام جاندار کیا نباتات اور کیا حیوانات چرند پرند درند یا آبی جانور سب ہی اپنے ایک ہی ڈگر پر رہ کر بہرحال انسان کے سامنے بے بس چلے آتے ہیں جس سے ٹھیک ٹھیک عیاں ہے۔ کہ انسان ان سب سے نرالا اور الگ حیثیت رکھتا ہے۔ آخر انسان کی یہ منفرد حیثیت کس ذریعہ سے ہے، تو صاف ظاہر ہے کہ یہ انسان میں عقل و علم حاصل کرنے کی صلاحیت ہی ہے کہ جس سے ہدایت حاصل کرنے سے انسان ان سب جانوروں پر برتری حاصل کرنے اور زمانہ کے ساتھ ہی نسل درنسل اپنا علم و تجربہ منتقل کرتا آرہا ہے۔ مگر یہ عقل رکھنے کی قوت کسی اور جاندار میں اس حد تک نہیں رکھی گئی۔ کہ وہ انسان کو نیچا دکھا سکے۔ تو کیا اس سے اللہ کا یہ وعدہ دنیا میں بھی درست ہی نہیں ہے۔ کہ اُس ذات باری تعالیٰ نے انسان کو اپنا نائب اور زمین میں خلیفہ مقرر کر دیا گیا ہے۔ تو اے انسان تجھے اپنے خالق و مالک کی فرمانبرداری میں کیا مشکل درپیش ہے؟ جب کہ دوسرے بے شمار جاندار اُسی اپنے پیدا کرنے والے کے حکم اور دائرہ اختیار میں رہ کر اس کے حکم سے تمہاری فرمابرداری پر مقرر ہیں،

کتنی سیدھی بات ہے کہ جس نے تمہاری برتری اس زمین میں قائم کر دی ہے۔ وہی ذات پاک اگر تجھے دوسری زندگی میں پوری کائنات میں برتری دینا چاہتی ہے، تو اس کی فرمانبرداری میں کیوں آنے سے گریزاں ہے؟

اے اللہ کے بندوں! یہاں تمہاری برتری تمہاری عقل و علم محنت و تجربہ سے قائم ہے

Marfat.com

اور اس اگلی زندگی میں تو تمہیں ان چیزوں سے بھی نجات دے کر تمہیں باطنی قوت نورانی سے ہمکنار ہو جانا ہے جس سے تمہیں کسی بھی کام کے لیے غور و فکر کی ضرورت نہ ہو گی بس خیال آتے ہی اللہ کی رحمت سے سرانجام پا جائے گا۔

اور اے ترقی یافتہ انسان کیا اب بھی تیرے لیے یہ سمجھنا مشکل ہے، کہ ابدی زندگی میں تیرے تمام امور بس تیرے اشارے ہی سے سرانجام پا سکتے ہیں۔؟ حالانکہ اب تمہارے اللہ نے تمہیں اس باطنی و روحانی نظام کی معمولی سی جھلک تمہارے لیے دنیا ہی میں دے دی ہے تو ذرا غور کرو۔ کہ تمہاری یہ حیرت انگیز ایجادات کہ جن میں تمہاری تیز رفتاری زمینی یا ہوائی سواریاں پیغام رسانی کا نیا طریقہ اور مختلف انواع اقسام کی مشینیں شامل ہیں۔ سبھی تمہاری عقل و سوچ اور پیہم دماغی و جسمانی محنت کا نتیجہ ہے۔ اور تم ان سے طرح طرح کے فائدے حاصل کر رہے ہو اور اب تم خودکار مشینوں کے دور میں داخل ہو چکے ہو، جو تمہارے ہاتھوں کے معمولی اشاروں سے کام سرانجام دیتی ہیں۔ مگر ذرا سوچو تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ سب کچھ بلواسطہ یا بلاواسطہ تمہیں اللہ کی طرف سے ہی ملا ہے کہ جس نے تمہیں عقل جیسا گوہر نایاب دیا ہے۔ کیونکہ بے عقل پاگل انسان کبھی ایسی چیزیں حاصل نہیں کر سکتا۔

دنیا میں انسان کو عقل و علم اللہ کی طرف سے دیئے جانے والے ہتھیار ہیں۔ تاکہ ان سے انسان خدا کی پہچان میں آسانی محسوس کرے۔ مگر اکثر ایسے ہوتا ہے کہ انسان ترقی کی منازل میں جب ایک ایسے نقطہ پر پہنچتا ہے۔ کہ جہاں غور کرنے سے اُسے اپنی بے بسی اور کسی غیبی قوت کے موجود ہونے کی نشان دہی ہو، وہاں اس غیبی ہاتھ کو محض اتفاق یا ایک خیالی طاقت کہہ کر اللہ کو ماننے سے گریز کرنے لگتا ہے۔ اور ایسے لوگ عموماً وہ ہیں۔ کہ جو دنیاوی علم و عقل تو ضرور رکھتے ہیں۔ مگر اس سب کا سرچشمہ اللہ کو تسلیم کرنے پر تیار نہیں۔ صریحاً گھاٹے میں مبتلا ہیں، یہی لوگ کہ

Marfat.com

جب اللہ کی غیبی قوت ان کے سامنے آکھڑی ہوتی ہے۔ تو وہ اس کی پہچان نہیں رکھتے۔ بلکہ باوجود اس کے ایک قوت اور ایک ذریعہ تسلیم کرنے کے محض خیالی اور فرضی کہہ کر دل کو اطمینان دینے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ اگر ایسی قوت ایک اللہ پر ایمان بالغیب رکھنے والے پر ظاہر ہو تو وہ یقیناً اُسے پہچان لے اور اس کیفیت پر پہنچتے ہی اللہ کی موجودگی کا احساس اس کے لیے تقویتِ ایمان اور تسکین قلبی کا باعث ہو۔

اے مومنین کیا تم اب بھی ایسی قوتِ غیب سے واقف نہیں؟ تو ان میں سے بعض تمہارے روزمرہ کے مشاہدہ میں آرہی ہیں۔ یعنی زمین اور دوسرے مختلف سیاروں کی اندرونی کشش جسے تم کششِ ثقل سے موسوم کرتے ہو۔ تو تمہیں یہ بات اب معلوم ہو جانی چاہیئے۔ کہ وہی ہے ذاتِ پاک ازل سے قائم ہے۔ کہ جو کائنات کی ہر شے کو سہارا اور ٹھہراؤ دیتے ہے، تو یہ کشش اُسی حی القیوم کی بدولت ہی ہے جو سب سے بلند شان وشوکت والے عرش سے اپنے پیدا کردہ ہر سیارہ کو ایک مرکز پر قائم رکھے ہے، یہ اس کی پیدا کردہ کششِ نورانی ہے۔ کہ اتنے بڑے بڑے سیاروں کو کائنات میں اس مہارت اور چابکدستی سے معلق کیے ہے۔ یاد رکھو اگر ایک لمحہ کے لیے بھی یہ خاص کششِ نورانی سیاروں سے کھو جائے تو یہ سب لڑھک کر ٹکرا جائیں اور تباہ ہو جائیں۔

اے مومنین اللہ نے تمہیں اپنی اس خاص قوت سے مطلع کر دیا ہے، اور تمہارے لیے زمین میں ترازو اسی کششِ نورانی کی بدولت تمہارے لین دین کے کام میں انصاف کا ذریعہ ہے، اور پھر تم اور زمین میں پیدا کردہ ہر چیز اسی قائم کردہ مرکز کی ہی بدولت زمین پر قائم ہے۔ اور تم اس پر چل پھر سکتے ہو۔ تو کیا یہی ایک اللہ کی

قوت غیب تمہیں اللہ کو پہچاننے میں تمہاری مدد نہیں کرسکتی۔ یہ قوت تمہیں نظر تو نہیں آتی، مگر ایمان بالغیب کی ایک بہت واضح دلیل ہے۔ اسی طرح وہ قوت کہ جو تمہاری پیغام رسانی اور عکس منتقل کرنے کی مرہون منت ہے۔ تم نے اُسے بھی ایک تصوراتی ذریعہ سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ یہی وہ غیبی قوت ہے جو نورانی عمل پر انحصار کئے ہے۔ تو اے انسان خوب غور سے سن لو۔ کہ اب تو نے اس حد تک ترقی کر لی ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی غیبی قوت تمہارے سامنے موجود ہوتی ہے، تو پھر اللہ کو پا لینے میں تجھے کیا مانع ہے، تجھے اچھی طرح سے ظاہر ہو چکا ہے۔ کہ کوئی ایسا ذریعہ ضرور موجود ہے، کہ جو تمہاری آواز اور تمہاری تصاویر یا تمہارے اشارے ایک کونہ سے دوسرے کونہ پر منتقل کر رہا ہے۔ اور پھر یہ ذریعہ ہر جگہ ہر کونہ میں اس کائنات میں موجود ہے۔ تو کیا یہی وہ صفت خداوندی نہیں، جو اللہ نے تمہیں بتا دی کہ اللہ تو وہی ہے۔ جو ہر جگہ موجود ہے۔ کل کائنات کے امور انجام دے رہا ہے۔ مگر تمہارے لیے بس تمہیں آزمانے کے لیے ایمان بالغیب کی دعوت دیتا ہے۔

پس یقین کرو۔ کہ اے انسان جہاں تمہاری عقل عاجز آ جاتی ہے، اور تم اپنی تسکین کے لیے امور کو انجام دینے والی قوت غیبی کو محض ایک خیالی حقیقت سمجھنے لگتے ہو۔ تو کیا ہی اچھا ہو کہ اگر تمہارا ایمان بالغیب پختہ ہو۔ تو بس یہی موقع ہے کہ تم جان لو کہ جہاں سے تمہاری عقل ختم ہو جاتی ہے۔ اور تمہاری پہنچ نہیں۔ وہ سب امور مشیئت خداوندی سر انجام دے رہی ہے، اور یہیں سے نوری نظام خداوندی ظاہر ہوتا ہے، نور بہرحال صفت خداوندی سے ہے۔ لہٰذا اس کو تمہاری آنکھ دیکھنے سے قاصر ہے۔ مگر یاد رکھو اس کو تمہارے قلب بخوبی پہچان سکتے ہیں۔ اگر تم ان گوشت کے لوتھڑوں کو جو ہر وقت تمہارے سینہ میں لبیک لبیک پکار رہے ہیں۔ اپنے دماغ اور دائرہ عقل پر محیط ہونے دو۔

Marfat.com

تو کتنی پاک ہے وہ ذات اور کتنا غفور الرحیم ہے، تمہارا خالق و مالک کہ اس کائنات کا نظام ایک مرکزی حیثیت سے چلا رہا ہے۔ وہی ہے۔ کہ جس کے دم قدم سے قائم ہے۔ سورج کی چمک چاند کی دمک اور ستاروں کا رات کو تمہیں محفوظ کرنے کے لیے روشن بنا دینا۔ اور اسی کی بدولت ہے۔ پودوں کا اگنا۔ وہی بے جان بیج کو جو خاموش بظاہر بے جان نظر آتا ہے۔ اسی کی مشیئت اور قائم کیے نظام سے دوبارہ زندگی پاتا بڑھتا پھولتا اور تمہارے کام آنے کے لیے اپنی نئی نسل ان گنت تعداد میں بڑھا کر حکم خدا کو بجا لاتا ہے۔

وہی ہے تمہارا اللہ کہ جس نے زمین میں تمہارے لیے پانی کے دو نظام قائم کر دیئے ہیں۔ ایک وہ کہ زمین کے اندر اور دریاؤں یا سمندروں میں ہے کہ جس سے تم طرح طرح کے فوائد حاصل کرتے ہو۔ اپنی کھیتی سیراب کرتے ہو، اپنی پیاس اور اپنے مویشیوں کی پیاس بجھاتے ہو، اور ان ہی سے تازہ بتازہ آبی خوراک اور قیمتی پتھر نکالتے ہو اور دوسرا وہ نظام کہ جو خود بخود تمہارے لیے رحمت کا پیغام لے کر بادلوں کی صورت میں بلند و بالا پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور بے آب زمینوں کی آبیاری کے لیے پہنچتا ہے، کیا تم اب بھی غور نہیں کرتے۔ کہ یہ اتنے معقول اور ٹھیک ٹھیک امور دنیا مقرر کر دینے والی کونسی قوت عظیم ہے۔

تو پھر یاد کر لو کہ یہ وہی ہے، تمہارا رب اور پروردگار کہ جس نے تمہارے پیدا کرنے سے قبل تمام نسل آدم سے اپنے رب ہونے کا اقرار لیا ہوا ہے۔ تو اے آدم کے بیٹو! تمہارا رب تو اپنے وعدہ کو صاف اور بالکل انصاف سے سرانجام دے رہا ہے۔ یعنی وہ تمام نظام کائنات اور دنیا کو تمہارے فائدہ اور رہنے سہنے اور زندگی بسر کرنے کیلئے

Marfat.com

ہر وقت موددوں رکھے ہے۔ تو پھر تم سب پر واجب ہے، کہ تم ہر حال ہر جگہ اور ہر علیحدہ علیحدہ قومیت میں ہوتے ہوئے بھی اپنے رب کو تلاش کرنے اور اس کے صحیح احکام اور سجدہ شکر بجالانے میں کبھی غفلت نہ کرو ورنہ تم سراسر گھاٹے میں رہو گے، کیونکہ تمہیں واشگاف الفاظ میں کہہ دیا گیا ہے۔ کہ تمہاری موجودہ زندگی عارضی ہے، اور مستقل زندگی میں تمہارے ساتھ تمہاری پہلی زندگی کی کارکردگی کو پرکھنے کے بعد ہی تمہیں ہر چیز میسر ہو سکے گی،

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝

(سورہ بقرۃ ۴۵)

اور قوت پکڑو محنت سہارنے سے اور نماز سے اور البتہ وہ بھاری ہے مگر انہیں پر جن کے دل پگھلے ہیں

قرضِ حسنہ؟

تعریف کے لائق تو صرف وہی ہے۔۔۔۔ پاک اللہ۔ کہ جس نے کائنات میں سورج کو گرمی اور سفید روشنی دی تاکہ وہ دُنیا کو سردی سے محفوظ رکھے اور ہر جاندار کو بڑھنے پھولنے کے لیے ضروری گرمی لگاتار مہیّا کرے اور پاک ہے ربّ العالمین کہ جس نے آرام و تنہائی کے لیئے رات کو تاریک بنایا مگر آسمان میں موجود چاند اور ستاروں کو چمک دی کہ وہ رات کی تاریکی کو کم کریں اور انسان کو رات کی تاریکی اور تنہائی میں خوف سے بچائیں اور راہ کا پتہ دیں۔ تو اب اے انسان ذرا غور تو کرو۔ کہ اگر اللہ سورج کی سفید روشنی اور چاند و ستاروں کی چمک چھین لے تو تیرے لیے بس تاریکی ہی تاریکی اور خوف ناک سردی میں زندہ رہنا کیسے ممکن ہے؟

اب اگر تُو یہ بات پالے کہ کائنات میں نظام کائنات اور جانداروں کی ضروریات زندگی بہم پہنچانے کے لیے تمہارے خالق و ربّ نے ہی سورج چاند اور ستاروں کو کام میں لگا رکھّا ہے تو تجھے اِن سب سے سبق سیکھنا چاہیئے۔ کہ کس خوش اسلوبی اور باقاعدگی سے اپنے کام میں لگے ہیں جس پر اُنھیں مقرر کر دیا گیا ہے۔ تو اے جنّ و انسان! تمھیں بھی تمھارے ربّ نے اپنی بندگی اور پرستش کے لیے پیدا کیا ہے مگر تم ہو کہ صریحاً غفلت میں مبتلا شیطان کی پیروی میں پناہ اور بے راہ روی میں تسکین ڈھونڈنے کی ناکارہ کوشش میں لگے رہتے ہو۔

اللہ تو پاک ہے۔ اپنے وعدہ پر قائم اور غفور الرحیم ہے۔ اگر چاہے تو انسانوں اور

مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنْ رَبِّهِمْ مُحْدَثٍ إِلَّا اسْتَمَعُوهُ وَهُمْ يَلْعَبُونَ

کوئی نصیحت نہیں پہنچتی ان کو ان کے رب سے نئی مگر اس کو سنتے ہیں۔ کھیل میں لگے۔ (انبیاء ۲)

جنوں کو ان کی وعدہ خلافی اور نافرمانی کی لمحہ بھر میں سزا دے سکتا ہے، مگر اس نے پہلے سے جو ساعت اس کام کے لیے مقرر کر دی ہے، اُسے تبدیل کرنا نہیں چاہتا پس موقعہ ہے، تمہارے لیے کہ اپنے کیئے کی معافی مانگ لو۔ اور اسی کی بخشش اور رحمت کے ہر وقت طلب گار رہو۔ وہ بہت بڑا ہے، سب سے بلند، بخشش اور رحمت ہے۔ اس کے پاس بے حساب اور ساعت آخر تک تم سب کے لیے اپنی کریمی اور فیاضی کے دروازے کھلے رکھے گا۔

اور اگر ذرا دھیان دو تو تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہارے اللہ نے تمہیں آزمانے کو تم پر معمولی بوجھ ڈالا ہے یعنی دنیا میں اس کی پرستش صبح نصف النہار کے بعد وقت مغرب اور سونے سے قبل اور پھر جب بھی تمہیں موقع ملے اس کے علاوہ بھی۔ تحقیق اللہ کی پرستش کے سوا باقی تمام احکام ربی جو جو لکھ دیئے گئے آسمانی کتب میں اور قرآن میں وہ تو محض انسان کی خود اپنی ہی بہتری کے لیے ہیں، تاکہ تمہیں دنیا کی گذر بسر میں آسانی ہو۔ اور راہ حق پر چلنے کے لیے خود کو متقی و پاک رکھ سکو۔ دنیا میں تمہاری زندگی محض ایک امتحان کی حیثیت ہی تو رکھتی ہے۔ پس جو کوئی اللہ کے بتائے ہوئے اصولوں پر اس کے فرستادہ پیغمبروں اور رہبروں سے ہدایات لے کر چلے گا، وہ امتحان میں کامیاب ہوا، اور مستقل زندگی میں اُسے اپنے رب کی قربت میں جگہ ملنے کی توقع رکھنا برحق ہے۔ مگر ابدی زندگی میں اللہ سے قریب اور زیادہ اونچا درجہ تو ان ہی کے لیے ہے، جنہوں نے دنیا میں مقررہ فرائض بذمہ انسان بجا لانے کے بعد اور زیادہ فرمانبرداری اور عبادت کا سہارا لیا، اور اپنے اللہ کے ہاں دن اور رات کو جاگ کر حاضر باشی اور دلی چاہت اور بے لوث لگاؤ سے اللہ کی محبت خریدنی چاہی۔ پس یہی وہ لوگ ہیں جنہوں

Marfat.com

...... نے اپنے رب کے ہاں قرضہ حسنہ رکھ دیا۔ اور پھر ان لوگوں میں بھی بہت سے درجے ہیں۔ جن میں کہ سب سے بلند درجہ ان کے لیے ہے جنہوں نے اپنی عزیز جان راہ حق میں قربان کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ اور عند اللہ لڑتے ہوئے شہادت پائی۔ پس اللہ کے ہاں اس سے بڑھ کر کیا خلوص ہو سکتا ہے کہ اللہ کا بندہ اس سے اتنی چاہت رکھے۔ کہ اللہ کی قربت حاصل کرنے کے لیے اپنی دنیا کی زندگی کی بھی پرواہ نہ رکھے۔ تو کیسی بلند ہوئی یہ چاہت اور لگاؤ۔ اور کتنے خوش قسمت ہیں شہداء اور ان کے قائد کہ انہوں نے خود کو مقربین میں سے کر لیا۔ تحقیق یہ اللہ کی طرف اُن کا بہت بڑا قرضہ ہے۔ اور پاک ہے وہ ذات کہ لوٹا دے اپنے بندوں کے قرض کئی گنا کر کے اپنی رحمت سے۔

پھر ہیں وہ لوگ جو فرائض صلوٰۃ و بے داغ زندگی گذارنے کے ساتھ شب بیداری سے اپنے رب کی طرف رجوع میں رہتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں کہ جو دنیا کی عیش و نشاط کو ٹھکراتے ہوئے اپنے اللہ سے لگاؤ پیدا کرنے کے لیے رات کو جاگ کر گڑگڑاتے اور روتے ہیں۔ اور پناہ مانگتے ہیں اللہ سے کہ وہ دنیا کی زندگی میں انہیں شیطان سے بچائے اور ابدی زندگی میں اپنے قرب سے صحیح تسکین قلبی سے ہمکنار کرے۔ پس یہ لوگ جمع کرتے ہیں۔ اللہ کے پاس ایک قرض کہ جسے اللہ ان کی ابدی زندگی میں لوٹائے گا۔ ــــ اور بلند ہیں ان کے درجات جنتی زندگی میں کیونکہ اللہ کو ان کی اپنے رب سے محبت پہ یقین ہے۔

پھر ذکر ہے ایسے لوگوں کا جو اپنے رزق میں سے فرائض دینا اور زکوٰۃ نکالنے کے بعد بھی اپنے رزق کو حاجتمندوں، یتیموں، بیواؤں، معذوروں، غریب الوطن

لوگوں اور اللہ کے کاموں میں لاتے ہیں، یعنی اشاعتِ دین و تبلیغ اسلام پر صرف کرتے ہیں، تو یہ بھی اللہ کے ہاں جمع ہونے والے قرضہ حسنہ کی ایک مثال ہے پس دے گا ان سب کو اچھے مقام اور تمہارے رب کے پاس تو کسی بھی چیز کی کمی نہیں۔ اور نہ ہی بخشش کرنے میں اپنے بندوں پر اس کے خزانوں میں کسی قسم کی کمی واقع ہو سکتی ہے۔

اور اے لوگوں خوب جان لو کہ اللہ نے دنیا میں تمہارے امتحان اور ابدی زندگی میں درجہ بندی کے لیے انسان کو فرائض ربی بجالانے کے بعد مزید اطاعت اور اللہ کی طرف راغب رکھنے کے لیے قرضِ حسنہ کی پیشکش کر دی ہے، مگر یاد رکھو تمہارے صحیح رہنے یا بہت زیادہ عبادت کرنے میں اللہ کے خزانوں میں کبھی کمی بیشی نہیں آسکتی، پس ڈرو اللہ سے اندرون دل سے اور احکام ربانی بجالانے میں بس تمہارا اپنا ہی بھلا ہے۔ تو غور کرو اور دن رات اسی دھیان میں رہو کہ شیطان لعین کبھی تمہارے کسی کام میں مخل نہ ہو، لہٰذا ہر کام کی ابتداء پر اللہ سے شیطان کی پناہ مانگ لیا کرو اور اس کی شان و دبدبہ والی ذات سے مدد طلب کر لیا کرو

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ نحل ۷۵)

اللہ نے بتائی ایک کہاوت۔ ایک بندہ پرایا مال۔ نہیں مقدور رکھتا کسی چیز پر۔ اور ایک جس کو ہم نے روزی دی اپنی طرف سے خاصی روزی۔ سو وہ خرچ کرتا ہے۔ اس میں سے چھپے اور کھلے۔ کہیں برابر ہوتے ہیں۔ سب تعریف اللہ کو ہے۔ پر وہ بہت لوگ نہیں جانتے۔

Marfat.com

یَوْمِ الدِّیْن؟

انسانی اعمال خودکار طریقہ سے رقم ہو رہے ہیں۔

اے حق کی تڑپ رکھنے والو!

بتادو اللہ کے تمام بندوں کو کہ تم اور تم سے پہلے تمام اس دنیا میں قیام کر چکنے والے نیز وہ جو تمام تم سے بعد ساعتِ آخر تک کہ جب توبہ کے دروازے بند ہو جائیں گے آنے والے ہیں۔ یعنی تمام نسلِ آدم اور ان تمام کی کارکردگی محفوظ ہے اللہ کے پاس اس طرح سے کہ اس میں سے ذرہ برابر بھی کوتاہی یا نقصان یا گم ہونے کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ یہ سب کچھ اسی کائنات جو کہ ایک محفوظ کتاب کے صفحات پر مشتمل ہے اُن میں اللہ کے حکم اور نورانی اثرات سے رقم ہو رہا ہے اور اس کتابِ مبین کی دسترس سے اس کائنات کی کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں۔

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (سورۃ یونس - ۶۱)۔

اور نہیں ہوتا تو کسی حال میں اور نہ پڑھتا ہے اس میں سے کچھ قرآن، اور نہ کرتے ہو تم لوگ کچھ کام کہ ہم نہیں حاضر ہوتے تم پر۔ جب تم لگتے ہو اس میں اور غائب نہیں رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ بھر زمین میں نہ آسمان میں۔ نہ اس سے چھوٹا، نہ اس سے بڑا جو نہیں کھلی کتاب میں۔

Marfat.com

اور یاد رکھو اس کتاب مبین میں سے ایک ذرہ بھی فنا نہیں ہو سکتا اور اپنی نوری پہنچ ربوبیت سے اللہ کے علم میں ہے۔ پس ان ذرات کی شیرازہ بندی اور اپنی منشا کے مطابق جوڑ و توڑ تمہارے خالق و مالک کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۙ (سورۂ سبا ۳)

اور کہنے لگے منکر نہ آوے گی ہم پر وہ گھڑی تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی البتہ آوے گی تم پر اُس چھپے جاننے والے کی غائب نہیں ہو سکتا اُس سے ذرہ بھر۔ آسمانوں میں نہ زمین میں اور کوئی چیز نہیں اس سے چھوٹی نہ اس سے بڑی جو نہیں ہے کھلی کتاب میں۔

اس وسیع و عریض کتاب خاص میں ہونے والے واقعات و حالات سے آگاہی اللہ کے مقبول بندوں کو بھی بعض اوقات عطا کی گئی۔ جس کی مثال عہدِ سلیمانی

سے ظاہر ہے کہ وہ جنات سے قدرت اور دسترس میں بازی لے گیا جس کے پاس

کائنات کی کتاب کا کچھ ہی علم تھا۔

تو اے مومنین خوب غور سے سن لو۔ اس کائنات میں موجود جب ہر ایک ذرہ اور ریزہ کی کارکردگی اور اصلیت سے اللہ تعالےٰ ہر لمحہ بخوبی واقف ہیں۔ بلکہ اس کائنات کا ہر ایک ذرہ ذرہ اُسی کی ذاتِ ربوبیت اور مرکزیت سے قائم و دائم ہے اور اگر تمہیں یہ یقین ہے کہ تم بھی اسی کائنات میں پیدا کیے گئے ہو

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ؑ (سورہ کہف ۴۹)

اور رکھا جاوے گا کاغذ پھر تو دیکھے گنہگار ڈرتے ہیں۔ اُس کے بیچ لکھے سے اور کہتے ہیں۔ اے خرابی کیسا ہے یہ لکھا نہ چھوڑے چھوٹی بات اور نہ بڑی بات جو اس میں نہیں گھیری اور پاویں گے جو کیا ہے سامنے اور تیرا رب ظلم نہ کرے گا کسی پر۔

تو تمہیں اچھی طرح سے یہ بات سمجھ میں آجانی چاہیئے کہ اس کائنات میں تمہاری ہر حرکت ہر ادا تمہارے پیدا کرنے والے کی اس کائنات میں نقش ہوتی جارہی ہے اور یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ جب تمہارا پروردگار جزا اور سزا کے اعلان کے ساتھ چاہے گا تو یہ تمہاری سرگذشتِ دنیا دہرا دے گا۔ تاکہ تم سب نسل انسانی کو دنیا کی زندگی میں اپنی کارکردگی صاف معلوم ہو جائے۔ بایں ہمہ کسی نفس کو یہ خیال تک

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ (سورۃ زلزال ۷)

سو جس نے ذرہ بھر بھلائی کی، وہ دیکھ لے گا۔

Marfat.com

نہ گذرے کہ اللہ جو غفورُ الرّحیم ہیں انہوں نے کسی ایک کے ساتھ ظلم سے فیصلہ دیا ہے۔

پھر وہ دن مومنین کے لئے خوشی کا دن ہو گا کہ انہیں ان کے رب کی طرف سے نوری بصارت لوٹا دی جائے گی۔ تا آنکہ وہ اپنے خدا کی بخشش اور رحمت سے بہرہ ور ہو سکیں تو کیسے خوش قسمت ہوں گے۔ وہ جنہوں نے اس دنیا کی زندگی میں شیطان کے نقشِ قدم اور پیروی کو رد کرتے ہوئے اپنے اللہ اور خالق و مالک کو نہ بھولایا اور اُسی کی فرمانبرداری میں صبر سے لگے ہوئے اُس وقت کی انتظار کی کہ اُن کی باطنی آنکھ انہیں لوٹا دی جائے یہ وہی لوگ ہیں کہ انہوں نے شیطان اور اپنے نفس کی بجائے ہمارے بھیجے ہوئے رسولوں اور رہبروں سے ہدایت حاصل کی اور اپنی ظاہری آنکھ سے نظر آنے والی خوبصورت دنیا اور شیطانی ہدایت کو رد کر دیا اور اب یہ اُن کے صبر و استقامت کا اجر ہے کہ یہ اپنی باطن کی آنکھ روشن ہوتے ہی مقامِ جنت کہ جس کا پھیلاؤ آسمان اور زمین پر محیط ہے۔

وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۙ (سورہ آلِ عمران ۱۳۳)

اور دوڑو بخشش پر اپنے رب کی اور جنت پر جس کا پھیلاؤ ہے آسمان اور زمین۔ تیار ہوئی ہے واسطے پرہیزگاروں کے۔

بے دریغ جہاں جی چاہے پہنچ جاتے ہیں اور ان سب پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہے اور وہ انہیں اپنی مقبولیت میں لے چکا ہے، اور اب یہ رہیں گے وہاں رہنا بے حساب۔ (دیکھیں آیات سورہ ہود ۱۰۷ اور ۱۰۸)

Marfat.com

ادھر دوسری طرف شیطان اپنے دشمن ازل کی پیروی اور کہنے پر عمل کرتے والے وہی انسان جو دنیا کی زندگی میں آخرت اور اپنے اللہ کی پیشی پر بے یقینی میں مبتلا تھے اور جن لوگوں نے کہ اللہ کی طرف سے ہدایت اور غیب پر یقین لانے کی بجائے شیطانی وسوسہ اور دنیا کی زندگی کو ہی اپنے لئے پسند کیا دوبارہ اٹھائے جاتے پر خود کو اس باطنی دنیا میں بالکل اندھا پائیں گے۔ پس یہ ہی وہ لوگ ہیں کہ سراسر گھاٹے میں مبتلا اپنے ساتھی شیطان کے ساتھ

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ ۖ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ ۙ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (سورہ بقرہ ۲۰)

قریب ہے بجلی کہ اچک لے ان کی آنکھیں۔ جب بار چمکتی ہے اُن پر چلتے ہیں اس میں اور جب اندھیرا پڑا، کھڑے رہے۔ اور اگر چاہے اللہ لے جائے اُن کے کان اور آنکھیں۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

گمراہی، مصیبت و یاس کے دردناک گڑھوں میں گھر جائیں گے۔ اُن کے لئے

Marfat.com

ہر طرف بس اندھیرا ہی اندھیرا ہوگا۔

مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ؏ (سورہ ھود ۲۴)

مثال دونوں فریقوں کی، جیسے ایک اندھا اور بہرہ اور ایک دیکھتا اور سنتا۔ کیا برابر ہے دونوں کا حال؟ پھر کیا تم دھیان نہیں کرتے۔

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝

(سورہ طٰہٰ ۱۲۶)

فرمایا یوں ہی پہنچیں تھیں تجھ کو ہماری آیتیں۔ پھر تو نے اس کو بھلا دیا۔ اور اسی طرح آج تجھ کو بھلا دینگے۔

یہ وہ لوگ ہیں۔ جن کے چہرے سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوں گی۔ چونکہ اُن کا سیاہ حلقہ بصارت بھی ختم کر دیا جائے گا۔ پس انہیں ظاہرا اور باطنی دونوں روشنیوں سے محروم کر دیا جائے گا۔ پس وہ اپنے رب سے دھتکار دیے جائیں گے اور انہیں کچھ چھٹکارا نہیں ملے گا یا جب تک اللہ چاہے (سورہ ھود)

پس اے بندگانِ خدا!

ڈرو اپنے رب سے اور ہر وقت اور ہر لمحہ اس سوچ میں رہو کہ تمہاری ہر حرکت و کارگردگی کائنات کی کتابِ مبین میں ہر آن رقم ہوتی جا رہی ہے لہذا اپنے اعمال نامے کے صفحات اپنی بہتری اور نیک آخرت سے سجا لو ورنہ

تمہیں خود ہی اپنے اعمال نامہ کو دیکھ کر پشیمانی سے دوچار نہ ہونا پڑے۔ یاد رکھو کہ ہر گزرنے والا لمحہ تمہاری زندگی میں دوبارہ واپس نہیں آئے گا اور ہر آنے والا لمحہ تمہیں اس دنیا کی زندگی کی مدت کم ہو جانے کی خبر دیتا ہے پس اپنے جسم کے ہر اعضاء سے اس طرح سے کام لو کہ تمہارا اٹھنا، بیٹھنا، بولنا، سوچنا فیصلہ کرنا حتیٰ کہ کھانا پینا، رہنا سہنا اور مختصر یہ کہ حقوق العباد اور حقوق اللہ محض تمہارے اللہ کی رضامندی کی طرف اقدام معلوم ہوں اور اپنے ازلی دشمن شیطان سے ہر وقت ہوشیار رہو۔ جو تمہیں اپنے ساتھ جہنم داخل کرنا چاہتا ہے یاد رکھو کہ اللہ کا وعدہ اُس کے ساتھ جہنم ہی پر ہے۔

اے اس ترقی یافتہ دور کے انسان!

کیا تمہارے لئے اب بھی کائنات میں خدائے تعالےٰ کی بادشاہت اور ازل سے رواں دواں انتظامِ کائنات پر اعتراض ہو سکتا ہے؟ اور تجھے اب اس بات سے کیسے انکار ہے کہ تمہارے اللہ کو کائنات میں مرکزی حیثیت ہے اور تمام کائنات میں جب بھی اور جہاں بھی وہ جو کچھ چاہتا ہے بس ایک حرف یہ کہنے سے سرانجام پاجاتا ہے کہ "ہو جا" اور تحقیق سب کائنات اُسی کی پیدا کردہ ہے اور اُسی کے زیر اثر خاص الخاص نوری اثرات (فرشتوں) سے رواں دواں ہے اور وہ جب بھی چاہے اپنے حکم سے اس کو ختم کر سکتا ہے اور پھر دوبارہ برقرار کر سکتا ہے۔

اب جب کہ تم کو ایسے آلات اللہ کے حکم سے حاصل ہو چکے ہیں کہ دنیا کے اردگرد ان کے اثرات سے پیغام رسانی اور اپنے احکام پر عمل کروانے کی صلاحیت

Marfat.com

تمہیں میسر ہو گئی ہے اور یہ سب کچھ تو تمہیں اسی لئے عطا کر دیا گیا ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے نظامِ کائنات کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

بس اسی طرح سے نظامِ کائنات اللہ کے حکم سے ایک عرصہ تک کے لئے خود بخود اسی کے اذن کے عین مطابق اُسی ذات پاک کے نوری اثرات (فرشتوں کہ جو ہر جگہ اُس کے احکام کو لئے پہنچتے ہیں کی بدولت جاری و ساری ہے۔ اور تحقیق انسان اس تمام انتہائی درجہ تک پہنچے ہوئے نظامِ کائنات میں سے اپنے اللہ کی منشاء کے مطابق محض معمولی حدود تک واقفیت اس دنیا میں حاصل کر سکتا ہے جو کہ خدائے عظیم و برتر کے نظام کے ذرہ برابر سے بھی زیادہ حیثیت نہیں رکھتا نیز یہ دنیا میں انسانی عقل سے مادی ترقی اللہ کے مقبول بندوں کی قوتِ باطن سے پست ترین درجہ میں سمجھی جا سکتی ہے۔ پس اے نادان انسان دنیا میں مادی اور عقلی ترقی کو ہیچ سمجھتے ہوئے اپنے رب و خالق کے حضور خود کو مقبول بنانے کی جدوجہد تیز سے تیز تر کر دو۔ تاکہ اپنی باطنی آنکھ حاصل کر سکو۔ پھر تمام ترقیاں تمہارے تابع ہو جائیں گی ——

Marfat.com

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۝ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝ (سورۃ العصر)

قسم اترتے دن کی۔ مقرر انسان ٹوٹے میں ہے۔ مگر جو یقین لائے۔ اور کیے بھلے کام اور آپس میں تقلید کیا سچے دین کا اور آپس میں تقلید کیا ثابت رہنے کا۔

انتخاب نور و نار؟

پاک ہے وہ ذات کہ جس نے انسان کی رہبری ہر دور اور ہر کٹھن وقت میں ضرورت کے مطابق کر دی ہے۔ تا کہ وہ شیطان لعین کے ہتھکنڈوں سے باخبر رہے اور اپنے اصلی مقام جنت کو دوبارہ حاصل کر لے۔ کیونکہ یہ وسیع و عریض کائنات جنت کہ جس کا پھیلاؤ زمین سے آسمانوں تلک ہے۔ اللہ نے اپنے مقبول اور منتخب نائبین و خلفاء کے لئے ہی ترتیب دی ہے۔

اے انسان تیرے لئے کتنی سیدھی اور آسان بات ہے کہ نہ تو تجھے نار ہی دکھائی دیتی ہے اور نہ ہی نور۔ مگر تجھے تیرے رب نے واضح طور پر یہ بتا دیا ہے کہ تیرے لئے بہر حال نور کا انتخاب ہی بہتر ہے تو پھر تو ان دونوں سے اپنے لئے نور ہی کو چن لے تو یہ تیری ہی فلاح ہے۔

ذرا اپنے سے پہلے گذرنے والوں کے احوال کو غور سے سنو اور گھوم پھر کر قریہ قریہ دیکھو تو تمہیں یہ بھید کھل کر سامنے آجائے گا کہ تم سے پہلے آنے والوں میں سے صرف زیادہ تر اُن ہی لوگوں کی یاد اور نشان باقی ہیں۔ جنہوں نے کسی نہ کسی

طرح حق گوئی اور سچائی کا ساتھ دیا۔ مگر وہ تمام لوگ جو ظالم اور باطل پرست تھے۔ رسوا ہوئے اور اب اُن کا کوئی بھی نام لیوا نہیں اور جہاں بھی ان کا نام آتا ہے انسانیت اُن سے نفرت کا اظہار کرتی ہے۔

اور پھر ذرا غور کرو پیغمبروں اور خدا کے برگزیدہ لوگوں کو کہ جنہوں نے ہر وقت حق گوئی اور راست بازی سے نورِ خداوندی میں خود کو لگائے رکھا اور خلق خدا کو نار سے نور کی طرف آنے کی تلقین کرتے رہے۔ اُن کا نام تم ہی سے بیشتر نہایت ادب اور احترام سے لیتے ہو اور ان کے آثار اور خیالات کو پاکیزہ خیال کرتے ہو۔ تو اب غور کرو کہ ان سب نے جو ہدایت اور نوری اثرات کے پیکر تھے۔ انسانیت کے لئے اپنا ہر قول و فعل اُس کی بہتری کے لئے کہا اور کیا اور تمہارے لئے کیسی واضح مثالیں ہیں کہ ان میں سے کسی نے تمہیں زنا سے منع کیا تو اس سے رُکنے اور نہ رُکنے میں تمہارے لئے کیا کیا فوائد اور کیا کیا نقصانات ہیں؟ صاف ظاہر ہے کہ زنا سے زانی یا زانیہ کو محض شہوانی فعل کی تکمیل کے سوا کچھ حاصل نہیں۔ مگر دونوں معاشرہ میں بدنام ہونے اور ملکی و ملی قانون کے مجرم ہونے کے ساتھ اپنے لئے دنیا میں اپنے ہی عزیز و اقارب کو دشمن بنا لیتے ہیں اور آخرت میں اللہ کی ناراضگی خرید لیتے ہیں دنیا کی دشمنی انہیں قتل و غارت گری میں لے ڈوبتی ہے اور اللہ کی ناراضی اُن کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نور سے دور اور اللہ کے سایۂ عافیت و سکون سے محروم کر دیتی ہے۔ پس جو کوئی نور سے چھوٹا، نار ہی ان کا ٹھکانا ہوا۔

اور پھر اگر ان میں سے کسی نے تمہیں رزقِ حرام و جوا سے گذر بسر کرنے سے منع کیا تو صاف ظاہر ہے کہ اس میں تمہارے لئے کیا کیا فوائد اور کیا کیا نقصانات

Marfat.com

ہیں۔ یعنی کہ حرام خوری اور جوا دونوں ہی دنیا میں دوسروں کی حق تلفی کرنے کے مترادف ہیں۔ چنانچہ دوسروں کی حق تلفی بھی اُسی طرح سے معاشرہ میں بدنامی اور ملکی و ملی مجرم ہونے کے ساتھ اس دنیا میں اپنے ہی عزیز و اقارب کو دشمن بنا دیتی ہے۔ دوسری طرف اپنے خالق و رازق کے رزق کے خزانوں سے ناجائز طور طریقوں سے رزق حاصل کر کے ان خزانوں میں خیانت کے مجرم ہو جاتے ہیں۔ پس دنیا میں خطرات ان کو ختم کرنے کی تاک میں رہتے ہیں اور آخرت میں تو یہی وہ لوگ ہیں کہ حساب سخت جن کی تاک میں تیار کھڑا ہے۔ پس جس کسی نے اللہ کے خزانوں سے رزق حاصل کرنے میں خیانت کی اُس نے خود کو نار کے سپرد کر دیا۔

اور ان میں سے کسی نے اور پھر اگر تمہیں نشہ کی حالت سے بچے رہنے کی تلقین کی تو اس سے پرہیز کرنے میں نقصانات اور فوائد بڑی اچھی طرح سے تم پر واضح ہیں۔ یاد رکھو نشہ کرنا تو ایسے ہی ہے کہ جیسے کوئی وقتی طور پر خودکشی کر لے اور یہ تو بڑی سیدھی سی بات ہے کہ نشہ کرتے وقت نشہ کرنے والا منشی چیز ضرورت سے زائد استعمال کر لیتا ہے جو کہ بلاشبہ اُس کے جسم کے ساتھ دل و دماغ پر زہریلے اثرات پیدا کر دیتی ہے کہ جس کے زیرِ اثر وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے چنانچہ تم دیکھتے ہو کہ اُس کے لئے نیک و بد کی پہچان ہی نہیں رہتی۔ یعنی وہ انسان سے حیوان بن جاتا ہے۔

پس ایسے شخص کے لئے خودکشی کرنا اس لئے کہا گیا ہے کہ منشی چیز کہ جس کے زیرِ اثر متعلقہ شخص اپنے دل و دماغ کو ماؤف کر لیتا ہے۔ وہ اُس کے تمام جسم و اعضاء پر بداثرات رکھتی ہے اور اگر اُس کے دل و دماغ و جسم کو مستقل طور پر ماؤف کر دے

Marfat.com

تو حقیقت میں اُس کے لئے آخری وقت آن پہنچتا ہے۔

دوسری طرف ایسے اشخاص کہ جو نشہ کی حالت خود پر طاری کر لیتے ہیں۔ اُن کا دل و دماغ نیک و بد کی پہچان کھو دیتا ہے چنانچہ وہ خود کو اللہ کی طرف سے مقرر کردہ نیک و بد کی تشخیص کے نظام میں رخنہ اندازی کر کے اللہ کے انسان کو دنیا میں آزمانے کے وعدہ سے روگردانی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ پس اے اللہ کے بندو! خوب غور سے سن لو یہ دونوں حالتیں مجموعی طور پر انسانی خودکشی کے مترادف ہیں اور بلاوجہ خودکشی کرنا تو اس سے کم نہیں کہ اللہ کی رحمتوں سے انتہائی مایوسی ہے جس سے ظاہر ہے کہ بندے کو اللہ اور اپنے خالق پر بھروسہ نہیں رہا تو پھر ایسے انسان کہ جن کو اللہ سے مایوسی ہو اور بھروسہ نہ رہے۔ شیطان اور نار اُن سے بڑی آسانی سے وابستگی کر لیتے ہیں۔

اور تمہارے اللہ نے تو اپنے بندوں کو صاف صاف کہہ دیا ہے کہ اللہ پر بھروسہ اور امید ہر وقت قائم رکھو کیونکہ یہی تو اللہ سے وابستگی کا ذریعہ ہے اور ایک مومن کے لئے تو مایوسی کسی لمحہ بھی جائز نہیں۔ کیونکہ جس نے اللہ سے مایوسی اختیار کی اُس نے خود سے اللہ کو بھی مایوس کر لیا۔ تحقیق اے انسان تمہارے لئے اس سے بڑھ کر کیا بدبختی ہو سکتی ہے کہ تمہارا خالق و مالک تم سے مایوس ہو جائے۔ پس اے مومنین! اللہ کی رحمت اور مہربانی سے کسی وقت بھی مایوس نہ رہو۔ یاد رکھو اور کبھی نہ بھولو کہ تم پر کٹھن وقت لے آنا محض تمہارے صبر و استقلال کی آزمائش ہی ہو سکتی ہے۔ پس اللہ کے بندوں پر واجب ہے کہ وہ دل و دماغ سے یعنی پوری یکسوئی سے ہر وقت اپنے اللہ کی طرف متوجہ رہیں اور اپنے ہر قول و فعل میں اُسی کی فرمانبرداری مقدم رکھیں اور اپنے

Marfat.com

دل و دماغ کو اس حالت میں نہ پہنچا دیں کہ اُن کو نیک و بد کی پہچان ہی نہ رہے کیونکہ ایسی حالت انسان جو کہ اشرف المخلوقات بنا کر دنیا میں بھیجا گیا ہے اس کی نہیں بلکہ حیوان کی ہے اور یہ بات تو واضح ہے کہ تمہارے اللہ نے اپنی تمام مخلوق میں سے انسان کو ہی اپنے خلیفہ ہونے کے لئے چن لیا ہے پس اگر تم یہ مرتبہ حاصل کر لینے کے خواہاں ہو تو تمہارے لئے بہتری اسی میں ہے کہ تم اُسی کی فرمانبرداری ہر وقت کرتے رہو تاکہ وہ تم کو ناری اثرات سے محفوظ رکھ کر تمہیں نوری وسائل کے زیرِ اثر کر لے۔ اے لوگو! شیطان تو اپنے لئے نار منتخب کر چکا۔ کیونکہ اُس کا تو خمیر ہی ناری ہے۔ مگر تمہیں جو کہ مٹی سے اٹھائے گئے ہو نور سے دور رکھنا پسند کرتا ہے کیونکہ وہ تمہارا ازل سے دشمن چلا آتا ہے اور وہ یہ نہیں چاہتا کہ تمہیں اللہ تعالٰے دوبارہ باطنی قوتِ نورانی عطا کر دے کہ جس کے اثر میں تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جنت الفردوس کی نیک و ستھری زندگی پا سکو گے جہاں تمہارے لئے کوئی مصیبت و دُکھ نہیں اور نہ ہی کسی قسم کا فکر تمہارا دامن گیر ہو گا۔

لَآ إِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ ج قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ج فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ج لَا انْفِصَامَ لَهَا ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (سورہ بقرۃ ۲۵۶)

زور نہیں دین کی بات میں۔ کھل چکی ہے۔ صلاحیت اور بے راہی اب جو کوئی منکر ہو مفسد سے اور یقین لاوے اللہ پر اس نے پکڑی کڑی مضبوط جو ٹوٹنے والی نہیں اور اللہ سنتا ہے جانتا ہے۔

Marfat.com

نورانی کشش

GRAVITY

المیزان

پاک ہے اور بہت ہی عظمت و برکت والی ہے، وہ ذات کہ جس نے کائنات کو پیدا کیا چھ یوم میں اور اس میں کون و مکان مقرر کر دیئے تاکہ اس میں انسان جو اس کی مخلوق میں سب سے افضل ہے اس کو اپنی روح خاص سے نور عطا کرے کہ اُسے اللہ کی قربت اور سکون ابدی مل جائے۔ مگر یہ گراں بہا عطیہ حاصل کرنے کے لیے عقل و آزمائش کا ایک دور مقرر کر دیا۔

اے انسان! تمہیں اللہ نے عقل جیسی نعمت سے مزین کیا اور یہی ایک بیش بہا خزانہ ہے، جسے اگر اپنے پیدا کرنے والے کے احکام کی روشنی میں خرچ کرو تو اسی میں تمہاری نجات ہے۔ دوسری مخلوق سے تجھے عقل عطا ہونے سے ہی برتری دی گئی، مگر یاد رکھو کہ یہ فقط تمہارے پاس امانت من جانب اللہ ہے۔ تاکہ تم اللہ تک دوبارہ رسائی حاصل کرنے میں اس سے مدد حاصل کرو، تو واضح ہوا کہ اللہ کیطرف سے عطا کردہ امانت کو استعمال میں لاتے وقت تم اللہ سے لو لگاتے رکھو۔ اس کا سیدھا اور آسان طریقہ یہ ہوگا۔ کہ تم اپنے دل جو ہر وقت اُسی اللہ کی یاد میں

جو لبیک لبیک کہہ کر تمہیں زندگی سے ہمکنار رکھتا ہے۔ کی وساطت سے اللہ کے نور سے تعلق بنالو پس جب بھی تم دل کی آواز کو سن کر عمل کرو گے، اور ہر وقت اس کی آواز کی صدا لبیک لبیک پر غور کرو گے، تو اللہ تمہارے لیے نور ہدایت بھیجتا رہے گا۔

پس اے انسان اپنی عقل کو اسی لبیک لبیک کے تابع رکھو اور اپنے ازلی دشمن شیطان کو اپنی عقل پر قابض نہ ہونے دو ۔ اور جان لو کہ شیطان ہر لمحہ اسی کوشش میں لگا رہتا ہے کہ وہ تم سے اس خدائی امانت کو چھین لے اور تمہیں اپنی ہدایت کا آلہ کار بنا کر گمراہ کر دے، پس ظاہر ہوا کہ انسان جب بھی اپنی عقل سے کام لینے لگتا ہے شیطان اس تاک میں رہتا ہے۔ کہ وہ ہر غلط کام کو انسان کے لیے بہتر اور صحیح ظاہر کر کے اُسے غلط روی میں مبتلا کر دے۔ لہٰذا ہر کام شروع کرنے سے قبل اللہ سے شیطانی خیالات کو رد کرنے اور اپنی پناہ اور نور ہدایت میں رکھنے کی دعا کر لیا کرو اور تمہیں اللہ پر پورا بھروسہ ہونا چاہیئے۔ کہ وہ بڑا غفور الرحیم اور صحیح ہدایت پہنچانے والا سب سے بڑا رہبر ہے۔

اے نادان انسان! ذرا غور تو کرو۔ کہ تم سے پہلے گذرنے والوں کے احوال تمہیں اللہ نے پہنچا دیئے ہیں۔ اور پھر غور کرو ان پیغمبروں کے احوال پر کہ جنہیں مختلف ادوار میں ان کے اپنے دور کے رسم و رواج اور عقل و دانش کے مطابق ہدایات اور نشانیاں دے کر تمہارے رب نے مختلف قوموں کی طرف بھیجا۔ یہ تمام بھیجے جانے والے اپنی اپنی قوم کی رہبری اپنی قوم کی عقل و علم کے مطابق کرتے رہے تاکہ انھیں اللہ کی طرف سے نور ہدایت بخوبی سمجھ آجائے۔

تو کیا تمہیں معلوم نہیں ؟ کہ اللہ نے موسیٰ کو فرعون کے عہد میں رہبری کے لیے منتخب

Marfat.com

کیا۔ جب کہ اس کے زمانہ میں جادو کا فن عروج پر تھا۔ پس تمہارے اللہ نے موسیٰ کو ایسی چیدہ نشانیاں دے دیں، کہ موسیٰ کے یدِ بیضا اور عصائی اژدھے نے سب جادوگروں کو مات کر دیا۔ یہ اسی لیے تھا۔ کہ موسیٰ تو عمل کرتا تھا، نورِ خدا سے ہدائیت لے کر مگر جادوگر جو کہ شیطان کے پیروکار تھے، شیطانی عمل سے انسانوں کو گمراہ کر دیتے تھے، پس ظاہر ہے۔ جب بھی تمہارے اللہ نے اپنے بندوں کو شیطان کی پیروی سے۔ بچانا چاہا تو اپنے نور کے ذریعہ اُن میں سے اپنے چیدہ بندوں کی وساطت سے حق ظاہر کر دیا۔ تو باطل کہاں کھڑا رہ سکتا ہے، حق کو دیکھتے ہی باطل ہمیشہ بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

اور پھر سب نے دیکھ لیا۔ کہ فرعون اور اس کے پیروکار جو بنی اسرائیل پر ظلم توڑ رہے تھے، اور دنیا میں خدا سے منکر بلکہ خود کو خدا منوانے پر مُصر تھے۔ اسی بنی اسرائیل اور موسےٰ کے سامنے سمندر کی موجوں کی نظر ہو گئے، کیونکہ جو راستہ تمہارے رب نے اپنے منتخب بندوں کے لیے پیدا کیا تھا، وہ شیطان کے پیروکاروں کے لیے تباہی کا پیغام ہی دیا کرتا ہے۔ پس اے مومنین تمہیں چاہیئے کہ اپنی عقل کو ظاہر داری اور شیطانی طور طریقوں پر نہ لگاؤ۔ بلکہ ہر لمحہ اپنی کارکردگی کا جائزہ لیا کرو۔ کہ آیا تم نورِ حق سے راہ لے رہے ہو۔ یا کہ شیطانی وسوسہ کی پیروی میں لگے ہو۔ تحقیق ابلیس اور اس کے حواری جو کچھ کر دکھاتے ہیں۔ وہ غیر مستقل اور انسانوں کو نار کی طرف کھینچنے کے لیے ہوتا ہے۔ جب کہ اللہ سے نورِ حق کی روشنی میں نشانیاں دیکھنے والے سچائی اور پائیدار سکون ابدی کی طرف گامزن ہوتے ہیں۔

اور پھر تمہارے لیے عیسیٰ کا پیدائش سے لے کر اُٹھائے جانے تک تمام

Marfat.com

احوال نور اور حق کی برتری کی بہترین دلیل ہے، کیونکہ عیسٰے جسے روح اللہ کی قوت سے نوازہ گیا۔ اس نے اپنے پیدا ہونیکے فوراً بعد اپنے نبی ہونے اور اپنی قوم کو اللہ کی ہدائیت کیطرف لے جانے کا اعلان کر کے اس زمانہ کے شعبدہ بازوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ اور پھر اپنے زمانہ کے تمام عالموں اور مسیحاؤں کو نیچا دکھایا تاکہ یہ ظاہر ہو جائے۔ کہ انسانی عقل شیطان کی پیروی میں جو کچھ کر سکتی ہے۔ وہ اللہ سے لو لگانے اور فوری ہدائیت لینے والوں کے سامنے ہیچ ہے۔

اور اب تمہارے رسول برحق محمدؐ کہ جن پہ اللہ اور تمام فرشتے درود وسلام بھیجتے ہیں، انہوں نے اپنا تعلق نور حق سے بنا کہ کلام خدا اس انداز میں سنایا کہ تمام اہل زبان وعلم اس کی نظیر نہ لاسکے۔ تو ان سب فصیح وبلیغ اور یکتائے روزگار شعلہ بیان اہل عرب نے پیغام خدا کو بتدریج اپنے دل میں جگہ دی، پس اللہ نے اس خطہ اور قوم کی وساطت سے اپنا جامع اور مکمل دین تمام دنیا کے انسانوں کی رہبری کے لیے اپنے برگزیدہ نبی اُمّی کے ذریعہ دنیا میں پہنچا دیا۔ پس اللہ نے انسانی عقل کی رہبری اپنے بندہ خاص سے کر دی ہاتاکہ وہ شیطانی اثرات سے پوری طرح پاک ہو جائے۔

اے مومنین تمہیں اللہ نے اسلام پورے ضابطہ کے ساتھ پہنچا دیا ہے، اور اب یہ تمہارا فرض ہے، کہ اس مکمل دین پہ کاربند رہو، تمہیں چاہیئے کہ دین کے معاملہ میں پیچیدگی مت پیدا کرو اللہ تو یہ کبھی نہیں چاہتا کہ وہ اپنے بندوں پہ نامناسب پابندی لگائے یا اتنا بوجھ ڈال دے کہ اس کے بندے اسے سخت گیر سمجھنے لگیں۔ اور وہ شیطانی وسوسوں میں دلچسپی لیں۔ پس تمہیں چاہیئے کہ جب کبھی تمہیں دین کے معاملہ میں کوئی معاملہ سمجھ نہ آئے۔ تو قرآن میں غور کرو اور اس کے لیے ایک بے لوث اور اللہ سے ڈرنے والے بندہ خدا سے پوچھ کر لیا کرو

اور پھر تمہیں چاہیئے کہ کسی اختلاف یا خطرناک بحث میں نہ پڑا کرو۔ کہ جس سے تمہیں مختلف گروہوں میں بٹ جانے کا اندیشہ ہو، تمہیں ہر وقت یہ بات ذہن میں رکھنی لازمی ہے، کہ تمہارا خدا ایک ہے۔ اور واحد ہے، تمہیں وہ ایک قوم اور آپس میں محبت و سلوک سے ہی دنیا میں دیکھنا زیادہ پسند کرتا ہے، پس تمہیں ہر بات و مرحلہ میں یہ اصول اپنا لینا چاہیئے کہ ہر کام یا بات کے دو پہلو ڈھونڈ لو۔ ایک وہ پہلو جو تمہیں خدا اور رسولؐ کی اطاعت میں رکھتے ہوئے انسانیت اور مومنین کی بہتری کی اجتماعی نشاندہی کرے۔ اور دوسرا وہ پہلو کہ جس نے خدا اور رسولؐ کی اطاعت یا انسانیت و مومنین کی اجتماعی برائی و نقصان کا موجب دکھائی دے۔ پس تمہیں چاہیئے۔ کہ ایسے راستہ سے فوراً کنارہ کشی اختیار کر لو، اور اپنے رب سے پناہ کے طالب رہو۔ خواہ اس میں تمہارا ذاتی نقصان ہی کیوں نہ ہو۔

اے ایمان والو!۔ تمہارے پروردگار سے یہ بات ہرگز پوشیدہ نہیں کہ جوں ہی جوں دنیا میں انسان کی زندگی کے خاتمہ کا وقت قریب سے قریب تر ہوتا جائے گا، انسان خود کو عقل کے لحاظ سے زیادہ مضبوط اور عروج پہ پائے گا، لہٰذا وہ ایسے طور طریقے اور ذرائع حاصل کرنے کی فکر میں رہے گا، کہ جس سے وہ ابدی سکھ اور زندگی حاصل کر لے۔ مگر یاد رکھو کہ اس طرح سے کائنات پر غلبہ حاصل کرنا شیطانی عمل سے کم نہیں۔ اللہ نے تو بہر حال انسان کو عقل دی ہے، کہ وہ اس سے اپنا دنیا میں قیام نیکی کی پہچان اور بدی سے منفرت میں صرف کرے اور اللہ سے لو لگا کر ابدی زندگی میں چلا آئے۔

تحقیق اللہ کے بندوں پہ یہ ہرگز ممانعت نہیں۔ کہ وہ اپنی عقل سے حاصل شدہ فوائد و ایجادات انسانی بہتری اور اپنی نجات کے لیے صرف کر دیں، مگر ایسے تمام ذرائع

Marfat.com

و ایجادات کا شیطانی راہ اور انسانوں کو گمراہی میں مبتلا کرنے میں صرف کرنا ایسا ہی ہے کہ جس طرح سب کو قتل کرنا اور بعد میں خودکشی کر لینا۔

اے اللہ کے بندو! تم جو کچھ بھی اپنی عقل سے کھڑا کرتے یا ایجاد کرتے ہو تمہاری سب ایجادات تمہیں ذرا سا غور و فکر کرنے سے اللہ سے مزید قریب اور پختہ رشتہ میں منسلک کر سکتی ہیں۔ اللہ تمہارے سمجھانے کے لیے کیا خوب مثال دیتا ہے۔ کہ اللہ نے دنیا میں میزان یعنی تول کا طریقہ پیدا کیا اور اے ترقی یافتہ دور کے انسان جس قوت اور طاقت کی بدولت تمہاری ترازو کے دونوں پلڑے یکساں وزن ہو کر کھڑے ہوتے ہیں، اور تمہارے لین دین میں انصاف کا موجب ہوتے ہیں، اور جس کشش کو تم نے ایک فرضی قوت قرار دیا ہے۔ وہ تو زمین اور اسی طرح دوسرے سیاروں میں اللہ کی نورانی قوت سے حاصل ہے۔ اور اسی قوت خاص سے تمام کائنات کے نظام کو اپنے اپنے دائرہ میں محور بخشا گیا ہے۔

پس تمہارے ترازو پہ اثر انداز تمہارے اللہ کی نورانی قوت کشش ہے۔ جو کہ زمین میں جذب ہوتی رہتی ہے، لہٰذا اگر تم اس ترازو سے انصاف کی بجائے ناانصافی اور غلط تول سے زیادتی کرتے ہو۔ تو خوب سوچ لو کہ تم اس فعل میں اللہ تعالیٰ کی قوت خاص سے ناجائز فائدہ حاصل کرنے کے گناہ کے مرتکب ہوتے ہو جو کہ بندوں پہ ظلم کرنے کے ساتھ ہی ساتھ اللہ کی قوت خاص کی بے حرمتی و بے ادبی سے تعبیر ہوتی ہے۔ پس تم اس دوہرے جرم کے سزاوار ہو جاتے ہو۔ کیا اب بھی تمہاری سمجھ میں یہ بات آئی ہے۔ اور اللہ نے تو تمہیں اس تمہاری انتہائی ترقی کی سمجھ اور چالاکی کا پول بھی تمہارے سامنے کھول کر رکھ دیا ہے۔ کیا اب بھی تم اللہ سے چھپ کر

Marfat.com

ماپ تول کی مدد سے گناہ کرنے کی جرأت رکھتے ہو، پاک ہے اور بلند ہے ، تمہارا پروردگار کہ اس کے علم میں قیامت تک کی تمام انسانی ایجادات و علوم کی اصلیت موجود ہے ، اور وہ انسان اور شیطان کی مکاریوں سے پوری طرح سے باخبر ہے اور ان سب کی کوتاہیوں کو کھول کر بھی انسان کی رہبری کرنے سے نہیں چوکتا مگر اے انسان تم پر صد حیف ہے کہ اللہ کی طرف سے سچائی اور صحیح بات آجانے کے بعد بھی تم گناہ کرتے سے نہیں ڈرتے ۔ یاد رکھو اللہ کے لیے تم میں سے بیشتر کو ابدی ناری زندگی میں دھکیل دینا کچھ معنی نہیں رکھتا ، مگر وہ اُن سب کو جنہوں نے صبر و استقامت سے بُرائی کو رد کیا اور ہدایت کے متلاشی رہے ، ابدی سکون اور اپنی قربت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے لے لینے کا پکا وعدہ دے رہا ہے ۔ پس جان لو کہ اللہ کا وعدہ ہی سچا وعدہ ہے ، اور شیطان کا بہکاوا تو محض تمہاری دشمنی کی بدولت ہے ۔

★ خبردار! ★

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَاۤ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (سورۃ مجادلہ ۷)

تُو نے نہ دیکھا کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں ۔ کہیں نہیں ہوتا مشورہ تین کا جہاں وہ نہیں ان میں چوتھا اور نہ پانچ جہاں وہ نہیں ان میں چھٹا اور نہ اس سے کم نہ زیادہ ۔ جہاں وہ نہیں اس کے ساتھ ۔ جہاں کہیں ہوں ۔ پھر جتا دے گا ان کو جو انہوں نے کیا قیامت کے دن بے شک اللہ کو معلوم ہے ہر چیز ۔

Marfat.com

نور و ظلمات

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۬ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (سورۃ بقرۃ ۲۵۷)

اللہ کام بنانے والا ہے ایمان والوں کا نکالتا ہے ان کو اندھیروں میں سے اجالے میں اور وہ جو منکر ہیں۔ اُن کے رفیق ہیں۔ شیطان نکالتے ہیں ان کو اجالے سے اندھیروں میں۔ وہ ہیں دوزخ والے وہ اسی میں رہ پڑے۔

وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝ (سورہ نوح ۱۶)

اور رکھا چاند اُن میں اُجالا۔ اور رکھا سورج چراغ جلتا۔

اے انسان۔ تجھے غور و فکر کے لیے عقل جیسی نعمت سے ملبس کیا گیا۔ تو اگر تم فقط ایک رات کے ہر روز معمول پر چھا جانے سے ہی سبق لو۔ تو تمہیں اس کی اہمیت کو جاننے اور اپنے خالق و مالک کو پہچاننے میں دقت نہ ہو۔ اور غور کرنے والے تو اس سے کئی نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔ اور پھر قرآن میں ہم نے صاف صاف لکھ دیا ہے کہ نیند تمہارے لیے ایک طرح کی موت ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ تمہاری رُوح اور جسم کا تعلق نیند میں نہیں رہتا۔ پس تمہاری رُوح تمہارے جسم کو حالت نیند

Marfat.com

میں ایک ہی جگہ چھوڑ کر تمہیں کئی جگہوں پر لئے لیے پھرتی ہے۔ اور جب تم بیدار ہوتے ہو۔ تو تمہیں بعض اوقات حیرانی ہوتی ہے۔ کہ تم نہ جانے کہاں کہاں سیر کر چکے ہو۔ اور جب یہ سیر دل خوش کن یا خوبصورت معلوم ہوتی ہے تو تم ضرور یہ چاہتے ہو۔ کہ افسوس کیا عجب اور خوش قسمتی ہو۔ کہ تم واپس اُسی حالت نیند میں پہنچ جاؤ۔ تو یہ ہی ایک مثال ہے۔ تمہارے لیے کہ اللہ تمہاری رُوح کو حالتِ نیند کے چند لمحوں میں دور دراز اور اَن دیکھے مقامات اور حالات دکھا دیتا ہے تو یہ تمہارے اللہ کے لیے آسان ہے کہ ابدی زندگی میں تمہاری رُوح اور تمہارے جسم کو ایسی قوت بخش دے کہ جس سے تم اللہ کی وسیع و عریض جنت میں جہاں جی چاہے چلو پھرو۔ اور وہی ہے ہر چیز پر پوری دسترس رکھنے والا۔ پس اُس کے لیے یہ کوئی مشکل نہیں۔ ذرا دیکھو تو کس خوبصورتی سے اُس نے کائنات کو بنایا اور پھر سنبھالا دیے ہوئے ہے۔ اور اُس کے بھیجے ہوئے اُس کے احکام لے کر ہر جگہ ایک لحظہ اور ایک پَل بھر میں پہنچ جاتے ہیں۔ تو انسان بھی تو اُسی کی مخلوق ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے پاکیزہ وتابعدار چن لے گا۔ اور انہیں وہی قوت عطا کر دے گا۔ جس سے اُن کے جدِ اعلیٰ آدمؑ کو شیطان نے ورغلا کر محروم کر دیا تھا۔

تو اے لوگو! اللہ ہی ہے کہ جس نے تمہیں آزمانے کے لیے دن کی روشنی اور رات کی تاریکی مقرر کر دی تاکہ اُجالے اور اندھیرے دونوں ہی میں تمہیں پرکھ لے۔ پس اللہ سے محبت رکھنے والے رات کی تنہائی میں اللہ ہی سے لَو لگاتے اور گڑگڑا کر اور کبھی رُو رُو کر اللہ سے رجوع کرتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ اے اللہ تو ہمیں دنیا کی اس آزمائشی زندگی میں ثابت قدم رکھ۔ شیطان لعین کی چالوں

Marfat.com

اور وسوسوں سے بچائے اور ہمیں اپنی پناہ اور رحمت کے سائے میں لوٹائے اور ہم تیرے ہی بندے ہیں جو کہ سب کے اُوپر رحمت و بخشش کرنے والا۔ مہربان خُدا اور معبود ہے۔ تجھُ ہی نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ اور تُو ہی ہمارا پالنے والا اور شر سے بچانے والا ہے مگر وہ لوگ کہ شیطان اُن پر غالب آجاتا ہے اور وہ اللہ پر پورا یقین نہیں رکھتے رات کے اندھیرا میں بھاری سے بھاری گناہ کے لیے اسی تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہیں پس وہ نشہ کرنے اور اوباش عورتوں سے ملاپ کرنے کی طرف مائل رہتے ہیں اُن میں سے کئی ایسے ہیں۔ کہ اندھیرے سے فائدہ اٹھاتے ہوتے۔ دوسروں کے مال و دولت اور گھر بار میں گھس آتے ہیں اور آنکھ بچا کرلے جاتے ہیں تو یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دوزخ کی آگ ہر آن اپنے نرغہ میں لینے کے لیے لحظ بلحظ قریب تر ہوتی جاتی ہے۔

یاد رکھو اللہ تو بے پرواہ ہے اور بے نیاز ہے۔ اُس نے انسان کو اعمال حسنہ کے لیے یکساں وقت دیا ہے۔ مگر بہت کم ہیں۔ کہ جو عمل صالح کی طرف آتے ہیں۔

اور زیادہ وہی ہیں کہ جن کے دل میلے ہو چکے ہیں۔ پس وہ رات کے اندھیرے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شیطان کی تابعداری کرتے اور اس عارضی زندگی کو مزید بوجھل اور آگ کی طرف لے جانے کے لیے اپنے ہاتھوں بُرائی ڈھونڈتے رہتے ہیں اور اللہ نے قرآن میں اس بات کا اقرار کیا ہے۔ کہ رات کی تنہائی میں وہ تمہاری آرزوئیں حاجت روائی اور خواہشات کی تکمیل کے لیے مزید متوجہ ہوتا ہے۔ اس سے بات پوری عیاں ہے کہ رات کی تاریکی میں جہاں اور انسان سو جانے کی وجہ سے اعمال کے حصول سے منقطع ہوتے ہیں۔ وہاں یہ گنے چنے اللہ کے بندے اکیلے اللہ کے سامنے

Marfat.com

کھڑے گڑگڑا رہے ہوتے ہیں۔ اللہ جو حیّ القیوم ہے اور جو ہر وقت ہر جگہ متوجہ ہے۔ ان تنہائی میں ملنے والے مشتاقان پر اپنے فضل وکرم کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور ان سے راضی ہو جاتا ہے۔

پس اے جماعت مومنین۔ اگر تم اللہ سے دوسروں سے زائد توجہ اور رحمت کے طلب گار ہو تو رات کی تنہائی سے فائدہ اٹھاؤ اور اس آزمائشی زندگی کے اندھیروں میں بھی اللہ کے آگے سجدہ ریز ہو جاؤ تاکہ وہ خوش ہو اللہ نے شیطان کو شکست دیکر اللہ ہی کی طرف دیکھنے والوں کو اجر عظیم دینے اور باغ جنت میں بلند درجے دینے کا پختہ وعدہ کر رکھا ہے۔ لہذا اپنی روزمرہ کی مشغولیت کے بعد اندھیرے میں اللہ سے اپنے دن بھر کے گناہ بخشوا لیا کرو۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۙ (سورہ سبا ۳)

اور کہنے لگے منکر نہ آوے گی ہم پر وہ گھڑی۔ تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی البتہ آوے گی تم پر، اُس چھپے جاننے والے کی۔ غائب نہیں ہو سکتا اُس سے کچھ ذرہ بھر۔ آسمانوں میں نہ زمین میں۔ اور کوئی چیز نہیں اس سے چھوٹی نہ اس سے بڑی جو نہیں ہے کھلی کتاب میں۔

سمٰوات

مضافاتی طبقاتِ کائنات

اے انسان ! اے بندے ! اے مومن !!!

تیرا رب کتنا بلند ۔ کتنا رحیم اور کیسی بے مثال قدرت والا ہے کہ پیدا کیے ہیں۔ یہ آسمان اور زمین چھ نوری ایام میں ایک خاص اور نہایت ٹھیک ٹھیک تدبیر سے اُس نے کائنات کو لامحدود وسعت دی ہے۔ تاکہ غیب اور ظاہر علیحدہ رہیں اور حق و باطل کی پہچان ہو سکے۔

اور تیرے اللہ نے چاہا کہ وہ جو ایک واحد و بیش بہا خزانۂ قدرت کا حامل ہے۔ ظاہر ہو اور بتحقیق اس کائنات کو ظہور میں لانے سے قبل اللہ کا نور پانی پر ندکور تھا۔ پھر پہلے مکمل کیا تیرے رب نے زمین اور اس پر موجود کُل نظامِ زندگی کو ہم نوری ایام میں پھر کائناتی طبقات کی طرح سات طبقات مقرر کر دیے تاکہ کائناتی طبقات اور ارضی طبقات میں مشابہت رہے

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۙ۬ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ۠

اللہ وہ ہے جس نے بنائے سات آسمان اور زمین بھی ان کی مانند سات اترتا ہے حکم ان کے بیچ تاکہ تم جانو کہ اللہ ہر چیز کر سکتا ہے۔ اللہ کی خبر میں سمائی ہے ہر چیز کی۔

Marfat.com

زمین کے اطراف میں واقع کائنات کو زمین سے دُور سات طبقات میں تقسیم کیا جو انجام پایا محض دو مزید نوری ایام میں۔ تاکہ زمین کو کائنات میں وہ مقام حاصل ہو جو تیرے رب نے اس کیلئے تجویز کیا ہے۔ پھر مقرر کیا سورج اور چاند تاآنکہ دن رات اور وقت کا تعین ہو سکے۔ علاوہ ازیں کائنات میں توازن قائم رکھے اور رات کو کائنات ارضی میں چمک و خوبصورتی پیدا ہو اور انسان کو تنہائی و خوف سے بچائیں تو کیا ایسے انسان تم نے اتنی سبق دینے والی مادی ترقی کے بعد بھی اللہ کی کتاب قرآن میں غور نہیں کیا۔ جو کہ تمہیں بہت پہلے یہ سب باتیں بتا رہا ہے۔ تحقیق قرآن ہی اللہ کی کتاب محکم ہے کہ جس میں ساعت آخر تک کی تمام ترقی و ایجادات کی طرف تیرے اللہ نے اشارہ کر دیا ہے۔ تاکہ انسان غور کرے اور اللہ کو پہچان لے اور تحقیق

کتنی صاف اور سیدھی ہے یہ بات کہ تمہاری زمین اور اس کی تمام اشیاء کو جنم دینے کے لیے تمہارے اللہ نے ۴ نوری دن کا عرصہ صرف کیا۔ اور باقی تمام کائنات کو صرف

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (سورۃ السجدہ - ۴)

اللہ وہ ہے جس نے بنائے آسمان و زمین اور جو ان کے بیچ ہے، چھ دن میں پھر قائم ہوا عرش پر کوئی نہیں تمہارا اسی کے سوا حمایتی نہ سفارشی۔ پھر تم کیا سوچ نہیں کرتے۔

سیاروں میں زندگی نہیں ملے گی

دوسری ایام میں مکمل کیا تو پھر کائنات کے دوسرے سیاروں میں زمین کی طرح سے چہل پہل نہ ہونے کی ایک دلیل ہے۔ پس ستاروں کی ظاہری حالت اور خوبصورتی کو معلوم کر لینے کے بعد اُن میں اللہ اور اس کی نشانیاں ڈھونڈنے والے گمراہی کی طرف جا رہے ہیں۔ اچھی طرح سُن لو کہ تمہارے خُدا نے تو تمہیں اپنی کائنات میں محض دنیا ہی کی نیابت کے لیے مقرر کیا ہے۔ لہٰذا اپنی مقررہ حدود کے اندر ہی اندر رہ کر خدائے پاک سے رجوع رہو تو اسی میں تمہارے لیے بہتری ہوگی

اے انسان! کتنی عظیم و دانا ہے وہ ذات کہ جس نے ایسی خوش اسلوبی سے یہ تمام نظام بنایا اور پھر چلایا ہے کہ اس میں کوئی نقص واقع نہیں ہو سکتا اور یہ قائم رہے گا جب تک تمہارا رب چاہے گا مگر یہ کبھی نہ بھُولو! کہ جس ذات باری نے اس نظام کو قائم کیا ہے وہ اپنے مقرر کردہ وقت کے بعد حسب وعدہ اس تمام نظام کو درہم برہم کر کے دوبارہ جنم دے سکتا ہے تاکہ تم سب کو تمہارے کیے پر باز پرس کرے اور نیکوکاروں کو وعدہ کے مطابق ان کا اجر دے۔ اور گنہگاروں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم واصل کر دے۔

وَعُرِضُوا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ۗ لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۢ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ۝

(سورۃ الکہف - ۴۸)

اور سامنے لائے تیرے رب کے قطار کر کر۔ اور آ پہنچے تم ہمارے پاس، جیسا ہم نے بنایا تھا تم کو پہلی بار۔ نہیں تم بتلاتے تھے کہ نہ ٹھہراویں گے ہم تمہارا کوئی وعدہ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○

(سورۃ بقرۃ ۱۵۳)

اے مسلمانو قوت پکڑو ثابت رہنے اور نماز سے بے شک اللہ ساتھ ہے ثابت رہنے والوں کے۔

اور اگر تم اللہ کی کائنات میں اللہ کو ڈھونڈنا پسند کرتے ہو تو تمہیں پیہم صبر کے ساتھ لگاؤ کی ضرورت ہے اور اللہ تو تمہارے ہر وقت پاس ہی ہے کیا تم یہ نہیں سوچتے کہ یہ اُسی کی حکمت عملی اور لگاؤ کی بدولت ہے کہ تمہارے سینہ میں تمہارے دل لگاتار دن اور رات تمہارے زندہ رکھنے کے لیے اللہ کی عبادت میں مصروف ہر وقت لبیک لبیک کہہ رہے ہیں تو کیا تم یہ اللہ سے زندگی کی اشعاع لینے والے کی وساطت سے اپنا تعلق اپنے حقیقی مالک ورب سے بنا سکتے ہو اے نادان انسان یہی تو اللہ سے جوڑنے والی ایک رسی ہے کہ جس کو مضبوطی سے تھام لینے سے اور اسی کی لبیک لبیک کی تان پر اپنے آپ کو تابع خدا رکھنے کا مطلب یہ ہوا کہ تم نے اپنے قلب کی طرح اللہ سے رشتہ قائم کر لیا ہے۔ یعنی اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا ہے۔

پس تم سب کے لیے بہتر ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔ اور تم بھی احکام خداوندی پر لبیک لبیک کہنا سیکھ لو تاکہ اس دنیاوی امتحان میں تمہیں خدائے قدوس کامیابی کے راستے پر گامزن رکھے۔ کوئی نہیں سوائے اُس کے کہ جو تمہیں زندگی

Marfat.com

بخش رہا ہے اور کوئی نہیں، کہ جس کے در پر آپنے پروردگار کو چھوڑ کر تم سہارا بنا سکتے ہو اللہ نے تو اپنے بندوں سے اُن کے دل کو لبیک لبیک سکھا کر پہلے ہی سے تعلق بنایا ہوا ہے۔ لہذا ہوشیار ہو جاؤ شیطان کی چالوں سے اور اُس اللہ سے متعلق تڑپنے والے لوتھڑے کی طرح تمہارے جسم کا ہر حصہ اُسی کی یاد اور محبت میں اسی طرح کانپنا اور تڑپنا چاہیے کہ جس طرح سینہ میں تمہارے دل تڑپ رہا ہے۔

اور تمہارا رب اک جس نے تمہیں زندگی دی ہے۔ خاص اپنی ذات پاک سے منبع زندگی جاری کرنے کے بعد کہ جو حی القیوم ہے۔ اور ازل سے ابد تک نہیں تھکتا اور سہارا دیئے ہے۔ تمام کائنات کو، کہ قائم رہے ہر چیز اپنے ہی اپنے دائرہ عمل میں کبھی نہیں چاہتا کہ اُس کے بندے راہ راست سے ہٹ جائیں، اور اسی قوت کے ساتھ تعلق پیدا کرلیں، کہ جو انہیں ان کے رب اور اللہ کے راستہ اور تعلق سے منقطع کرئے اللہ نے جو کچھ روئے زمین پر بنایا ہے ان سب میں سے افضل اور خوبصورت مخلوق ہی اس کو سب کائنات میں پیاری ہے، تو پھر جب اللہ اپنے بندوں سے محبت اور نرمی اور پیار سے پیش آتا ہے تو انسان کو بھی چاہیے کہ وہ اس محبت کو قائم رکھنے کے لیے اپنے آپ کو اپنے اللہ اور اپنے رب کے لیے وقف کرئے۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڰ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورہ روم ۳۰)

سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر ایک طرف کا ہو کر۔ وہی تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو بدلنا نہیں۔ اللہ کے بنائے کو یہی ہے دین سیدھا لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے۔

Marfat.com

جہاد فی سبیل اللہ

الجہاد فی الاسلام

اے لا الہ الا اللہ کہنے والو! تمہارے خدا نے تمہیں چن لیا ہے، کہ تم ہر وقت ہر لمحہ اور ہر نازک سے نازک وقت پر اور بڑی سے بڑی مصیبت میں پڑ کر بھی ہمشہ ہمیشہ کے لیے سچائی کی طرف رہو۔ تمہارے رب نے تمہیں زمین میں حق کو بلند کرنے اور باطل کو رد کرنے پر مامور کر دیا ہے۔ اور اسی سے تمہاری پرکھ اور مغفرت کا فیصلہ دے گا۔ پس تمہیں چاہیئے کہ اپنے قول وفعل میں تضاد نہ آنے دو۔ اب جبکہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان بالغیب لانے کے بعد پوری اطاعت اور فرمانبرداری کا یقین دلایا ہے تو اپنے وعدہ پر کاربند رہو اور کسی لمحہ بھی اپنے دشمن شیطان لعین کو اپنے خیالات وافکار میں نہ آنے دو۔ اور پھر مومنین کے لیے تو اللہ نے وعدہ دیا ہے کہ اُن سے اللہ نے اُن کی دُنیا کی زندگی کا سودا کر لیا ہے۔ کہ وہ اپنی دُنیا کی زندگی اور اس زندگی کے دوران حاصل شدہ فوائد مال وزر سب کچھ اپنے تئیں اللہ کی امانت تصور کریں، اور ہر وقت موقع کی تلاش میں رہیں کہ وہ یہ امانت ہر لحاظ اور ہر طریقہ سے لحظہ بہ لحظہ تھوڑی تھوڑی

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ ۗ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ ○ (سورۂ بقرہ ۲۵۴)

اے ایمان والو خرچ کرو۔ کچھ ہمارا دیا ہے پہلے اس دن کے آنے سے جس میں نہ بکنا ہے اور نہ آشنائی ہے اور نہ سفارش اور جو منکر ہیں۔ وہی ہیں گنہگار۔

Marfat.com

یا پوری کی پوری اللہ کے سپرد کر دینے کے لیے تیار رہیں۔

مومنین کو اچھی طرح سے سوچ لینا چاہیے کہ وہ لوگ تم میں سے زیادہ خوش قسمت اور باعظمت ہیں کہ جن سے دُنیا میں اللہ نے تھوڑا تھوڑا وصول کرنے کی بجائے یکمشت اپنی امانت وصول کر لی۔ پس ایسے امین بالکل بری الذمہ ہوتے اور ابدی زندگی میں ہر طرح کی سہولت اور اللہ کی قربت اُن ہی کے لیے ہے، اُن کے لیے تو ایسے ہی ہے کہ اُنہوں نے ایک ہاتھ سے امانت لی اور دوسرے ہاتھ واپس کر دی اور تحقیق ان کی مثال تو بس یہ ہوئی۔ کہ وہ جنت کے دروازہ پر ہی کھڑے رہے۔ جیسے ہی انہوں نے امانت یعنی اپنی جان اور مال و زر اللہ کو اُسی کے حکم کے مطابق اللہ کے دین اور سچائی کی سربلندی کے لیے لوٹا دی۔ جنت کا دروازہ ان کے لیے اُسی لمحہ کھُل گیا اور وہ فوری اس میں داخل ہو گئے۔ یعنی دوسرے ہی لمحہ بغیر حساب کے اُنہیں اللہ کی باطنی قوت واپس کر دیتا ہے۔ لہذا وہ مرے ہوؤں میں شامل نہیں رہے کہ جن کو روز حساب و قیامت بپا ہونے کے بعد کا انتظار مر جانے کے بعد بھی کرنا ہے اور اپنے حساب و اعمال نامہ کی سزا و جزا کے بعد دوبارہ اچھی یا بُری زندگی سے ہمکنار ہونا ہے۔ پس ایسے لوگ تو مُردہ کہلانے کے حق دار ہیں۔ مگر جو لوگ خصوصاً شہداء ایک زندگی سے فارغ ہوتے ہی دوسری نئی باطنی قوت والی زندگی میں پہنچ جاتے ہیں۔ انہیں ہرگز ہرگز مردہ تصور نہیں کرنا چاہیے

پس اے مومنین ظاہر ہوا، کہ اللہ کی راہ میں جان قربان کرنے والا بڑا خوش قسمت ہے کہ دُنیا کی زندگی کے بعد کی مُعلق زندگی کے دَور سے دوچار ہی نہیں ہوا۔ لہذا وہ بلاشبہ مرنے والوں میں نہیں۔ اللہ کی نظر میں مرنے والے تو وہ ہی لوگ

Marfat.com

ہیں۔ کہ جو اپنی دنیا کی زندگی میں کیے گئے اعمال کی وجہ سے باز پرس میں مبتلا ہوتے۔
تو پھر سوچو کہ شہید اور اُن کی شہادت کی طرف جانے کے لیے رضامند کرنے والے
اپنے خالق کے سامنے کتنے مقبول اور بلند درجہ کے مالک ہیں۔ اللہ نے انہیں بڑی
رعایت دی ہے اور اُن کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بلند درجے اور فضائل ہیں
کہ جنہوں نے دوسروں کی ہمت بندھوائی تاکہ وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے
اپنی دنیا کی زندگی جو کہ ایک آزمائش کا دور ہے اس سے بری الذمہ ہوئے۔

پس راہ حق و صداقت وہی ہے کہ جو انسانوں کو اللہ کی حاکمیت و خالقیت واضح
کرے اور انہیں گمراہی اور نقش پائے ابلیس سے بچائے۔ تحقیق ابلیس کی کوشش
یہی ہے کہ وہ نسل آدم ؑ کو اپنے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ناری کرے مگر اللہ اور اُن
کے برگزیدہ اور نیک بندوں کی یہی کوشش ہے کہ زیادہ سے زیادہ انسانوں
کو نار اور اللہ کے غضب سے بچا کر اُن کو قوت باطن واپس لوٹا دیں۔

اے بنی آدم ؑ تم پر اللہ بہر حال مہربان ہے اور وہ چاہتا ہے کہ تم اس دُنیا
میں لگاؤ نہ پیدا کرو۔ کیونکہ یہ تو محنت و مشقت و ذلت و رسوائی کا ٹھکانہ ہے یہ اللہ
کی تم سب پر خاص مہربانی ہے کہ تمہیں شیطان اور نار سے بچانے کے لیے اپنے
رسول نبی اور برگزیدہ بندوں کو تم میں متعین کرتا آرہا ہے۔ کیا اس سے ظاہر نہیں کہ باوجود
ایک کڑی آزمائش اور بھٹکتی ہوئی زندگی میں تمہیں بغرض اصلاح روانہ کرنے کے بعد
بھی تمہاری رہبری کر دی جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تو غفور الرحیم ہے۔ اور نسل آدم سے
ہی اپنے خاص بندوں کو اپنی قربت سے ہمکنار کرنے کے لیے چن لینے کا فیصلہ دے چکا ہے

Marfat.com

اور کیا اس زمینی زندگی سے بڑھ کر اچھی زندگی کہ جس میں قوتِ خاص سے بے حیل وحجت ہر کام انجام دے سکو گے تمہیں پسند نہیں ؟ اور پھر اللہ نے تو اس دُنیا کے مختصر قیام میں ہی لاتعداد باطنی قوت سے لبس انسانوں کی مثالیں دے ڈالی ہیں۔ جن میں سلیمانؑ عزیزؑ۔ موسےؑ۔ عیسیٰؑ۔ ابراہیمؑ۔ محمدؐ اور ان کی نسل اور دوسرے برگزیدہ ہستیوں کے عہد میں ہونے والی واقعات تم سب کی بصارت وعقل کی راہ دکھلانے کے لیے کافی ہیں۔

پس یاد رکھو اللہ کی قربت اور اس زندگی کے بعد دوسری زندگی میں نوری قوتِ خاص حاصل کرلینے کا سب سے بڑا ذریعہ راہِ حق میں جہاد ہے خواہ جان و زر سے ہو۔ اور یہی تو قرضِ حسنہ کی ایک بیش بہا مثال ہے۔ یعنی اللہ نے جو کچھ دُنیا کی زندگی میں تم پر فرض قرار دیا۔ اُس سے بڑھ کر اللہ کی راہ میں آل و اولاد مال و زر، عقل وعلم اور اپنی جان تک کو قربان کر دینے سے دریغ نہ کرنا، تو اے اللہ کو خالق و مالک یوم الدین ماننے والو! دوڑو اور اپنی آزمائش مختصر دنیاوی زندگی میں اللہ کے ہاں اس طرح سے قرضِ حسنہ اپنے فرائض کے بعد جمع کروا دو کہ تمہارے لیے روزِ حساب ہی نہ رہے اور تم اس عارضی زندگی کے بندھن سے فارغ ہوتے ہی اپنی اصل باطنی قوت نوری طور پر اپنے رب اور مرکزِ حی القیوم سے حاصل کرلو۔ تاکہ تمہاری ابدی زندگی میں تمہیں موزوں اور بلند مقام اور سکون پر ٹھہراؤ نصیب ہو۔ اور یہی سوچ و فکر اس دنیا کی زندگی میں تمہیں ہر وقت ہر حال میں مدِ نظر رکھنی چاہیے پس ظاہری شان وشوکت اور دنیا میں پختہ محل اور آرام و آسائش کے سامان ہر جائز و ناجائز طریقہ سے اکھٹے کرنے کی بجائے حق کو سامنے رکھو۔ سچ بات تو یہ ہے

Marfat.com

کہ جس کو ابدی زندگی کی اصلیت اور قربِ خدائے ذوالجلال کی شیرینی معلوم ہو جائے۔ اس کے لیے یہ دنیاوی زندگی کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ اُس پر تو رات کی نیند حرام ہو جاتی ہے اور وہ اللہ کی طرف قرضِ حسنہ جمع کروانے کے لیے ہر وقت منتظر رہتا ہے۔ اے لوگو! اور اے نسلِ آدمؑ کیا اپنے لیے اللہ کے ہاں سے اچھے درجات اور بلند مقام حاصل کرنے کے لیے تمہیں کسی کی سفارش یا وسیلہ کا انتظار ہے؟ تمہیں تو محض اللہ کے رسُول کے بتائے ہوئے راہ پر چل کر اور ہر لمحہ حق کا ساتھ دے کر سب کچھ حاصل ہو سکتا ہے تو پھر کتنا آسان ہے اس سے کہ محنت و مشقت سے دنیا کی عظمت و آرام ڈھونڈنا اور پھر شیطان کے طور و طریقے پر چل کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نار کے سپُرد ہو جانا۔ تو اے مومنین تمہیں اگر رشک کرنا چاہیے کہ کہیں سب سے بڑھ چڑھ۔

کہ تمہارا دوسرا مومن بھائی اللہ کے ہاں کتنا زائد قرضِ حسنہ جمع کروا رہا ہے۔ اور تمہیں ہر وقت یہی فکر ہونی چاہیے کہ تم سب سے بڑھ چڑھ کر اللہ کے ہاں سے قربت حاصل ہونے کے لیے کیا کچھ کر رہے ہو، نہ کہ دنیا کی عیش و عشرت کے سامان اکٹھا کرنے کی چاہ و رشک۔

لہٰذا ہر وقت اللہ کے ہاں قرضِ حسنہ جمع کروانے کے لیے اپنے تن من دھن سے تیار رہنا چاہیے۔ اللہ بڑا رحیم ہے اور تمہاری نیت ہی سے تمہیں جان سکتا ہے یہ ضروری نہیں کہ تمہاری طرف سے تن من دھن ہر صورت وصول کر لینے کے بعد راضی ہو بلکہ تمہارا سب کچھ قربان کر دینے کے لیے محض تیاری میں ہی رہنا اور دل سے تیار رہنا ہی اس کے ہاں مقبول ہو سکتا ہے اور وہ تو سب کچھ کا مالک اور سب باتوں ظاہر اور مخفی کا

Marfat.com

کا جاننے والا اور سب علموں کا ماخذ ہے۔ یہ سب کھیل تو اُس نے محض انسان کو آزما کر اپنے خاص اور برگزیدہ بندوں کو چُن لینے کے لیے رچایا ہے اور وہ تو پاک ہے بلند ہر اس چیز اور خیال سے اُسے تمہاری کسی قسم کی مدد یا تن من دھن کی ضرورت ہرگز ہرگز نہیں۔ مگر یہ تو باطل سے تمہارا چھٹکارا حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اور یاد رکھو، کہ جب تک تمہارے رب اور خالق کی مرضی اور رحمت شامل حال نہ ہو تم اندھیروں سے اُس آجالے کی طرف نہیں آسکتے کہ جس کے مل جانے سے شیطان بھی تمہارے جد امجد کا دشمن ہو گیا ہے تو صبح و شام اپنے اللہ کے حضور نہایت انکساری سے اور گڑگڑا کر اپنی مغفرت کے لیے التجا کیا کرو، اور اعلان کرتے رہو کہ کوئی معبود نہیں مگر ایک اور صرف ایک اللہ،

اور وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں۔ اور تھا تخت اس کا پانی پر، کہ تم کو آزماوے کون تم میں اچھا کرتا ہے کام اور اگر تو کہے کہ تم اٹھو گے مرنے کے بعد تو البتہ کافر کہنے لگیں، یہ کچھ نہیں، مگر جادو ہے صریح۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَھَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ کُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ بِلِقَآءِ رَبِّکُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝

(سورۃ الرعد - ۲)

اللہ وہ ہے جس نے بنائے آسمان بن ستون، دیکھتے ہو۔ پھر قائم ہوا عرش پر اور کام لگایا سورج اور چاند، ہر ایک چلتا ہے ایک ٹھہری مدت تک، تدبیر کرتا ہے کام کی، کھولتا ہے نشانیاں، شاید تم اپنے رب سے ملنا یقین کرو۔

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

تمت بالخیر

Marfat.com

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِ ۙ الطارق
قسم ہے گھومتے آسمان کی
وَاَلۡقٰی فِی الۡاَرۡضِ رَوَاسِیَ اَنۡ تَمِیۡدَ بِکُمۡ
زمین کو وزن سے ٹھہرا دیا ہے
ایسا نہ ہو جو تمہیں لے کر لڑھک جائے
وَالشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّهَا ط یٰسٓ
سورج اپنے مخصوص راستہ پر گامزن ہے

Marfat.com

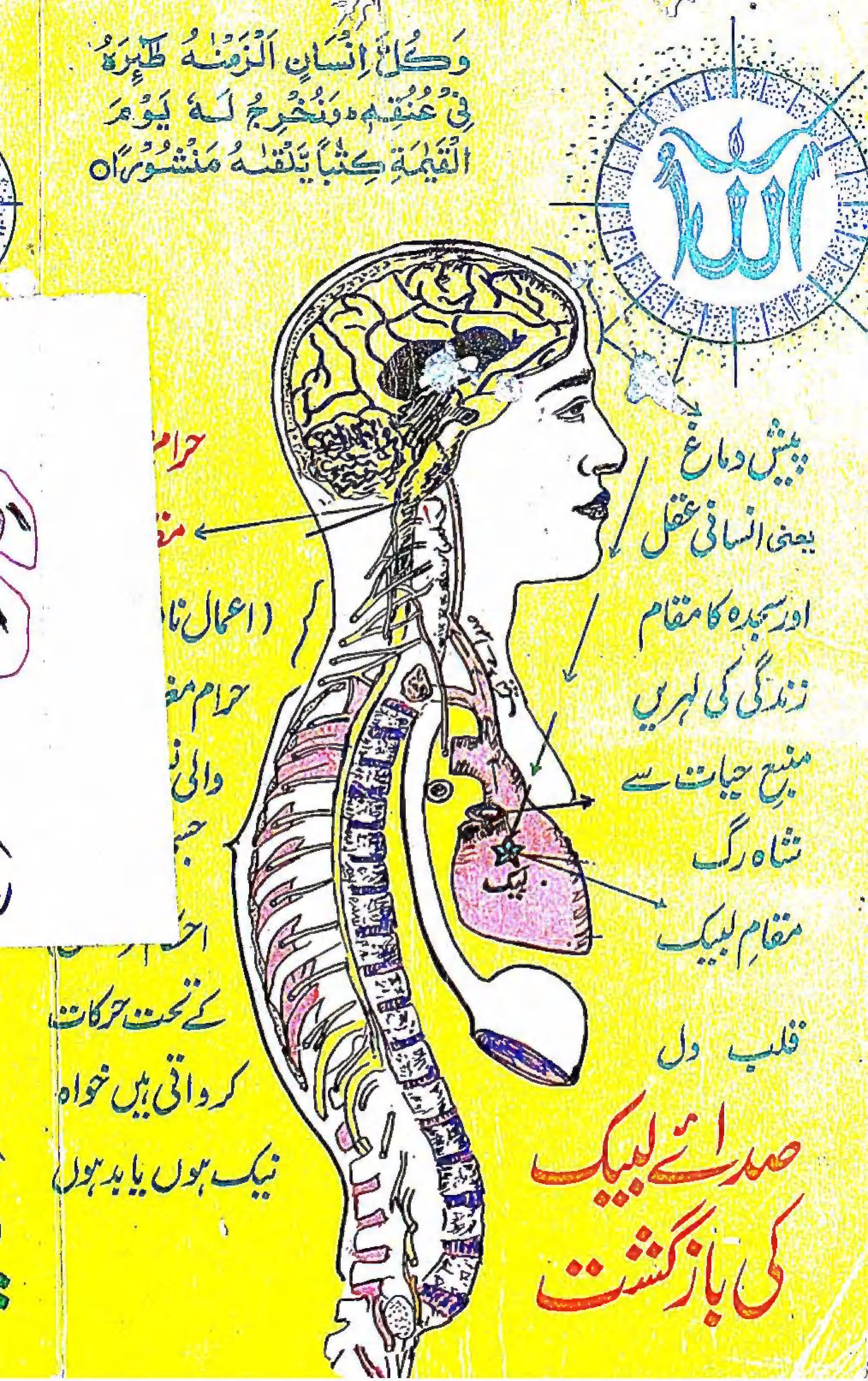

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ
فِیْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا ۝
پیش دماغ
یعنی انسانی عقل
اور سجدہ کا مقام
زندگی کی لہریں
منبعِ حیات سے
شاہ رگ
مقامِ لبیک
قلب دل
لبیک
کے تحت حرکات
کرواتی ہیں خواہ
نیک ہوں یا بد ہوں
صدائے لبیک
کی بازگشت

Marfat.com

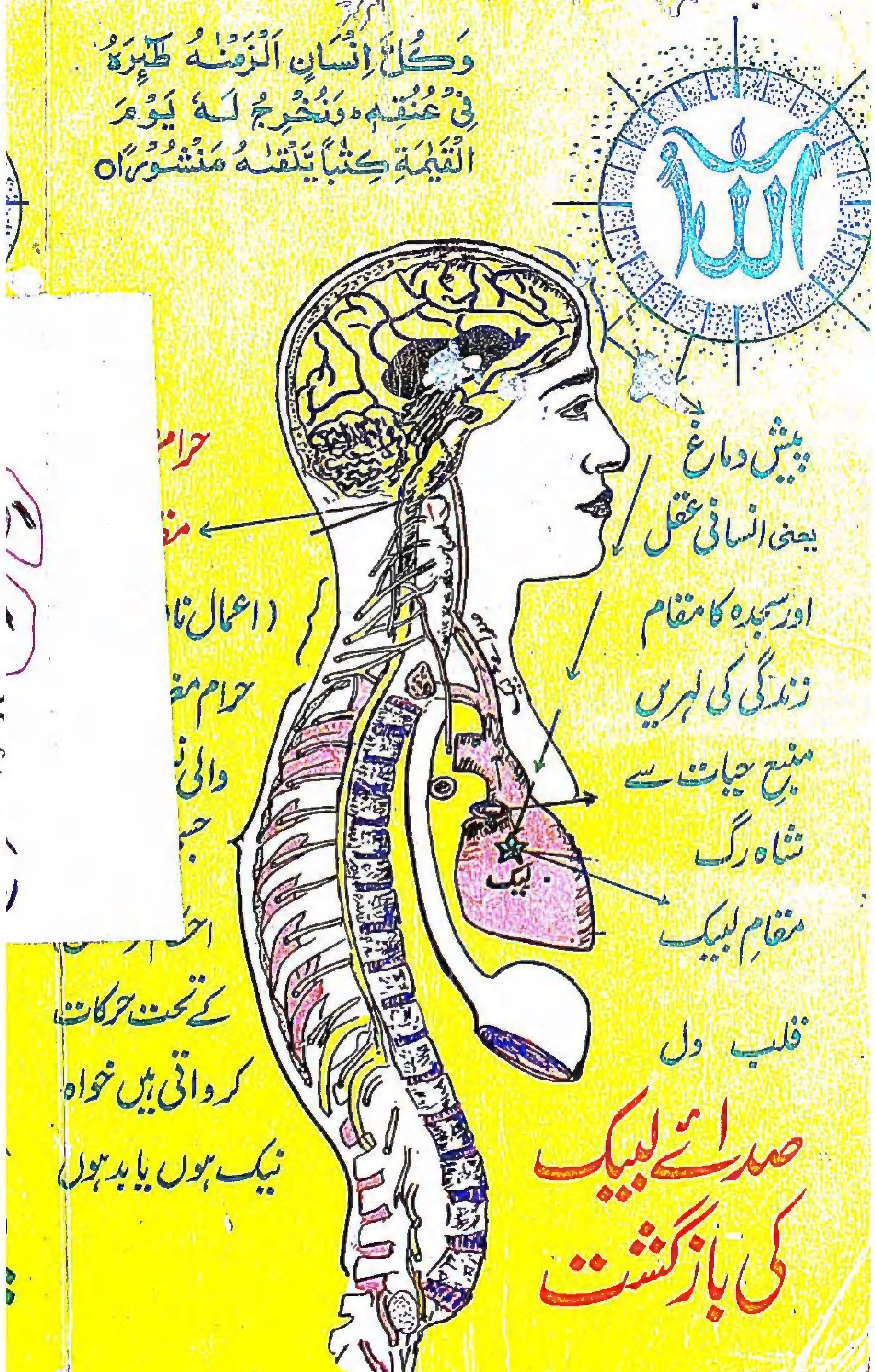
وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ وَنُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ كِتٰبًا یَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا
پیش دماغ
یعنی انسانی عقل
اور سجدہ کا مقام
زندگی کی لہریں
منبعِ حیات سے
شاہ رگ
لبیک
مقامِ لبیک
قلب دل
کے تحت حرکات
کرواتی ہیں خواہ
نیک ہوں یا بد ہوں
صدائے لبیک
کی بازگشت

Marfat.com